بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى (جزء ۲۷۔ رکوع ۵)

(اللہ کا رسولؐ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا ہے اس کی گفتار سے جو کچھ ہے وحی ہے جو اس کو بھیجی جاتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّة

مَاهِيَةُ التَّصديق

فی

تسوية الخاتمين و منع التفريق

......(مُصنفه)......

حضرت میاں سید شہاب الدین عالم شہید سدھوٹؒ

مترجم

﴿باہتمام﴾

دار الاشاعت کتب سلف الصالحین مہدویہ

۱۳۸۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

حامداً و مصلیاً۔مصدقان حضرت امامنا میراں سید محمد جونپوری مہدیِ موعود خلیفۃ اللہ خاتم ولایت محمدی مراد اللہ تابع تام حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہما وسلم پر واضح ہو کہ دورِ نبوت میں صحابۂ کرامؓ کے بعد بعضے علماءِ اُمت اس امر کے قائل ہوئے تھے کہ وحی بذریعہ جبرئیل اور وحی قلبی کے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضے فرامین اجتہاد یعنے اپنی رائے و قیاس سے بھی صادر ہوئے ہیں اور ان میں خطاء وسہو کے امکان کا تصوّر جائز ہے لیکن اکثر علماء اہل سنت الجماعت نے اس قول کی نفی کی کیونکہ فرمان خدائے تعالیٰ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھوىٰ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحی یُوحیٰ (ترجمہ) اور (اللہ کا رسولؐ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا ہے اس کی گفتار سے جو کچھ ہے وحی ہے جو اس کو بھیجی جاتی ہے۔ دعویٰ نبوت کے ماقبل اور مابعد دونوں زمانوں کو شامل ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں اجتہاد کا وجود اور خطا وسہو کے امکان کا تصور باطل ہے، ایسا ہی وسوسہ بعضے مہدویوں کے دل میں بھی پیدا ہوا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعضے فرامین منجانب اللہ ہیں اور بعضے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد سے ہیں اسی وسوسۂ باطلہ کی تردید میں حضرت علاّمہ زماں میاں سید شہاب الدینؒ کی یہ گرانقدر تحریر ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسالۂ عقیدہ شریفہ کے مندرجہ فرمان ہر حکم کہ بیان میکنم از خدا و بام خدا بیان میکنم ہر کہ ازیں احکام یک حرف را منکر شود او عند اللہ ماخوذ گردد (ترجمہ) جو حکم کہ میں بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے ہے اور خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں جو کوئی اِن احکام سے ایک حرف کا بھی منکر ہو وہ خدا کے پاس پکڑا جائے گا، نیز فرمان ہذا ہر اعمال و بیان کہ ازیں بندہ است از تعلیم خدا است و از اتباع مصطفےٰ علیہ السلام است (ترجمہ) جو کوئی عمل و بیان اس بندے کا ہے خدا کی تعلیم اور مصطفےٰ علیہ السلام کی اتباع سے ہے۔ سے یہ ظاہر ہے کہ حضرت امامنا علیہ السلام کا کوئی قول وفعل سوائے فرمانِ خدا بلا واسطۂ کے نہونا قطعاً و یقیناً ثابت ہے اور ان فرامین کی روایت پر صحابہؓ کا اجماع ہو چکا ہے پس ان کے ہم معنی جو بھی نقول ہیں وہ بھی قطعی قرار پاتی ہیں مثلاً حاشیۂ انصاف نامہ کی یہ نقل کہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند بندہ ہر چہ از گوش آواز خدائے تعالیٰ شنیدم شمارا بزبان ادا کردم بکنید یا نکنید شما دانید و خدا داند (حاشیہ مطبوعہ ۱۱۷) ترجمہ نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندے نے جو کچھ خدا سے اپنے کانوں سُنا زبان سے تم کو ادا کیا تم عمل کرو یا نہ کرو تم جانو اور خدا جانے۔ نیز مطلع الولایت میں آنحضرت علیہ السلام کا یہ فرمان مذکور ہے بندہ بجز فرمانِ خدائے تعالیٰ ہیچ نگفتہ است۔ (ترجمہ) بندے نے سوائے حکم خدا کے کچھ نہیں کہا ہے۔ پس یہ نقول بھی عقیدہ کی مندرجہ نقول کی مطابقت کی جہت سے قطعی ہیں ان کی روایت کی صحت میں کوئی کلام نہیں، پس حضرت مہدی علیہ السلام کے فرامین میں بھی اجتہاد کے وجود اور خطاء وسہو کے امکان کا تصور

باطل ہے یہی بحث اس کتاب میں ہے جو ماھیۃ التصدیق فی تسویۃ الخاتمینؑ و منع التفریق کے نام سے موسوم ہے اس کے دو نسخے اس فقیر کو دستیاب ہوئے، ان میں سے ایک کا سن کتابت ۱۲۶۵ھ ہے اور دوسرا اس فقیر کے جدّ امجد حضرت مولانا میاں سید ابراہیم عرف مولوی منور میاں صاحبؒ کا قلمی و دستخطی ہے، انہی دو نسخوں کو پیش نظر رکھ کر اس کتاب کی تصحیح اور ترجمہ کا کام انجام دیا گیا، اس کے علاوہ حال میں ایک رسالہ مسمّٰی بہ کشف الدجیٰ بھی حضرت مصنفؒ کی تحریرا سے منجانب دارالاشاعت ہذا شائع کیا جا چکا ہے، اور حضرت مصنفؒ کی دیگر جلیل القدر تصنیفات کنز الدلائل مستطاب، اور مثنوی فیض عام قدس وغیرہ ہیں جن کی اشاعت بھی خاص وعام کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

حضرت مصنفؒ کا نسب، سیرت اور واقعہ شہادت بہ تفصیل تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے اور کچھ مختصر حال تاریخ سلیمانی میں مرقوم ہے جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔

میاں سید شہاب الدینؒ ابن میاں سید منجو ابن میاں سید عبدالحیٔ (نبیرۂ حضرت بندگی میراں سید یعقوب حسن ولایتؓ) عجب مرد کامل فاضلِ زماں تھے، کوئی عالم منکر ومخالف آنحضرتؒ سے بحث ومباحثہ کی تاب وطاقت نہ رکھتا تھا کئی کتب ورسائل آنحضرتؒ کی تصنیفات سے ہیں سوائے ان کے غزلیات، رباعیات اور قصائد بھی آنحضرتؒ کے بہت ہیں، تخلّص حضرت کا شہاب ہے، اور آنجناب کا علاقہ (تعلقِ بیعت) حضرت میاں سید یعقوب توکلیؒ سے تھا۔

سال ولادتِ حضرت موصوف کا ۱۰۹۶ھ اور سالِ شہادت ۱۱۸۶ھ ہے بتاریخ ۱۵/ ماہ صفر موضع سدھوٹ علاقہ کڑپہ میں آنحضرتؒ کی شہادت واقع ہوئی، مادّۂ تاریخی یہ ہے۔

بادشہ عالماں برفت (ماخوذ از سوانح حضرت شہید سدھوٹؒ)
۱۱۸۶ھ

المرقوم ۲۹/ ماہ شوال المکرّم ۱۳۸۲ھ

راقم

فقیر حقیر سید خدا بخش رشدی مہدوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے خاص کیا ہر دو محمدؐ کو خاص الخاص کمال ظاہری و باطنی اور خاص الخاص عطاؤں کے ساتھ جن میں اور کسی کو شرکت نہیں (بغیر ان کے واسطے کے) اور منتخب فرمایا اُن کو تمام جنّ وانس میں جلال و جمال کی بزرگیوں کے ساتھ جن کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا غور وفکر سے اور درود و سلام نازل ہو اُن دونوں سرداروںؐ (نبوت وولایت کے) خاتموں پر اور اُن دونو کے اہل بیت طیبین وطاہرین پر اور دونوں کے تمام اصحابؓ پر جو صاحبانِ رسوخ ہوئے علمِ حق میں اور اُن کی پیروی کرنے والوں پر تا قیامت بعدِ حمد وصلوٰۃ واضح ہو کہ یہ رسالہ ماہیۃ التصدیق فی تسویۃ الخاتمینؑ ومنع التفریق کے نام سے موسوم ہے اس کی تحریر کا باعث یہ ہوا کہ اس زمانے میں بعضے لوگ محض اپنی اَن سمجھی سے یہ کہتے ہیں کہ جب مجتہدین اور مفسرین کا اتفاق اس بات پر ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے سہو اور خطا جائز ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم میں داخل ہیں تو حضرت مہدیِ موعود صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خطا اور سہو جائز ہے نیز کہتے ہیں کہ جب علماء اہلِ سنت نے اجتہاد سے کام لے کر نبی علیہ السلام کے حق میں اپنی طرف سے اجتہاد کو ثابت کیا ہے تو مہدی علیہ السلام کے لئے بھی اجتہاد لازمی ہے اگر ہم مہدی علیہ السلام کے حق میں اجتہاد کو ثابت نہ کریں اور خطا اور سہو کو جائز نہ رکھیں تو خاتمین علیہما السلام کی تسویت باقی نہیں رہتی اس ضعیف نے دیکھا کہ یہ لوگ صحابہؓ کے اتفاق سے روگرداں ہیں اس گروہ کے سلف صالحین کے اجماعی فیصلوں سے منحرف ہیں حکم اجماعی کو توڑتے ہیں مجتہدوں کے قول کو حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان وارشاد پر ترجیح دیتے ہیں، صحابہؓ کی تقلید سے اور اس گروہ کے اجماع سے خارج ہورہے ہیں اور جو خصوصیات وشرف ولایت مصطفےٰ ﷺ کے لئے ہے اس کی مطلق خبر نہیں رکھتے اور عام لوگوں کو خاتمین علیہما السلام کے شرف وفضیلت سے باز رکھتے ہیں بلکہ ان ہر دو کی تعظیم وتکریم میں کوتاہی کی صورتیں پیدا کر کے خود ہلاک ہوئے اور دوسروں کو ہلاک کئے جارہے ہیں اسی لئے میں نے ضرورتاً چند سطور اِس فتور کو دفع کرنے کے لئے تحریر کئے تاکہ اِس وعید میں داخل نہ ہو جاؤں کہ حق بات کہنے سے خاموشی اختیار کرنے والا گونگا شیطان ہے چنانچہ بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرّہٗ العزیز ماہیۃ التقلید میں عبد الرزاق کے مکتوب کے جواب میں فرماتے ہیں جب اس فقیر نے ان لوگوں کو حضرت مہدیؑ کی تقلید سے باہر ہوتے دیکھا تو حکم قرآنی ''وہ نہ منع کرتے تھے کسی ناپسند کام سے جب کہ کرنے والوں نے اُس کو کیا'' اور اس کے مانند دیگر تہدیدی احکام سے ڈرا کیوں کہ جب یہ لوگ حضرت مہدیؑ کے فرمان کو بھی بغیر دلیلوں کے مقبول نہیں قرار دیتے ہیں تو ایسا نہو ہماری خاموشی کے سبب ہم اصحابِ سبب کی طرح حیرانی میں پڑے رہیں یہ بات مقرر ہے کہ حق کہنے سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے بنابریں ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان مباحثہ ٹھیرا پس یہ لوگ علماء کے اقوال کو جو مسائل شرع میں ہیں ترجیح دینے کا قصد

رکھتے تھے چنانچہ انہوں نے کہا کہ ذاتِ حضرت مہدیؑ کا فلاں عمل فلاں مسئلہ شرعی کے موافق تھا اس پر انہوں نے حجت پائی یعنے اُن کا مطلب یہ ہے کہ نقل ومنقول اور حضرت مہدیؑ کی تقلید مجتہدوں کے موافق ہونی چاہیئے تھی مقبول ہے ورنہ نہیں اور یہ ضعیف حضرت مہدیؑ کے احکام وبیان کو ترجیح دینے کی کوشش میں رہا اور یہی کہتا رہا کہ تمام گروہ مہدی علیہ السلام کا اتفاق اس پر ہے کہ جو حکمِ شرع اجتہادی حضرت مہدیؑ کی تقلید کے موافق ہے درست ہے ورنہ درست نہیں یہاں تک ہے کلام رسالۂ مذکور کا، جان اے عزیز کہ علماء اہل سنت والجماعت انبیاءؑ کے کسی فعل کو جو بظاہر خطا معلوم ہو خطا نہیں کہتے ہیں بلکہ ان کے کسی ایسے فعل کو جو خطا سے مشابہ ہو زلّہ سے موسوم کرتے ہیں اور اس کو خطا قرار دینے سے پرہیز کرتے اور اس کی تاویل اور دفع کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اتفاق اکثر علماء اہل سنت والجماعت کا اس پر ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام ذلّہ اور خطا سہواً اور عمداً سے پاک اور معصوم ہیں چنانچہ عقاید میں فرماتے ہیں اور ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں اُن سے کوئی گناہ کبیرہ صادر نہیں ہوتا نہ صغیرہ عمداً نہ سہواً بسبب اُن کے شرف کے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے بلکہ اُن سے کوئی فعل مکروہ بھی نہیں ہوتا کیونکہ فعل مکروہ کسی پرہیزگار سے بھی شاذ ونادر وقوع میں آتا ہے تو کسی نبیؑ سے کیسے وقوع میں آئے گا اور بعضے علماء جو انبیاءؑ سے بغرض محال یا شاذ ونادر زلّات (لغزشوں) کے صدور کے قایل ہیں تو انہوں نے ان ذلّات کو بھی امور باطنی کی مصلحت اور علم باری تعالیٰ کی حکمت پر محمول کیا ہے چنانچہ مولانا جامیؒ اپنے رسالہ سلسلۃ الذھب میں فرماتے ہیں۔

ہے یہی مقتضائے فضل ازل
کہ ہوئے بعض بعض سے افضل
سب میں افضل ہیں احمدِ عربی
جن کو حق نے کیا رسول و نبیؐ
جو فضائل تھے انبیاء کے لئے
خوبیاں تھیں جو اولیاء کے لئے
اک جگہ ہوں اگر وہ سب باہم
فضل احمدؐ سے ہوں گے وہ سب کم
نفس و شیطان رہزن و بدخواہ
پا نہیں سکتے انبیاء تک راہ

ہو بفرضِ محال یا نادر
اُن سے لغزش کوئی اگر صادر
پاس اہلِ شرع کے ہے وہ بھی
حکمت و مصلحت پہ ہی مبنی
خواہش آدمؑ نے کی جو گندم کی
کاشت کی تخم نسلِ مردم کی
اُس شجر کا جو کھایا اک دانہ
ہم اور تم سب اُسی کا ہیں ثمرہ

مولانا سعد الدین تفتازانیؒ شرح عقاید نسفی میں کہتے ہیں انبیاءؑ سے جو کوئی بات ایسی نقل کی جائے جو جھوٹ یا اور کسی گناہ کی قسم سے معلوم ہو تو جو کوئی اس قسم کی بات بطریق احاد منقول ہو مردود ہے اور جو بطریق تواتر پہنچے تو اُس کو ظاہر سے پھیرا جائے گا (اُس کے معنیِ تاویل مراد ہوں گے) اگر ممکن ہو ورنہ وہ فعل ترکِ اولیٰ سمجھا جائے گا، لیکن ہمارے پیغمبر ﷺ کے وصف میں فرماتے ہیں ثابت قدمی آپؐ کی اللہ تعالیٰ کی نگہبانی سے تمام احوال میں الخ یہ ہے اعتقاد اجماع اہلِ سنت والجماعت کا انبیاء علیہم السلام کے اقوال و اعمال میں خطا اور سہو ثابت کرنے میں کوشاں ہو، تفسیروں اور نقلیات کی کتابوں میں ڈھونڈ کر قصہ ماریہ قبطی اور بی بی الہدتیؓ کی وفات کی لے کر تمسک گردانتے ہیں اور ہر دو حضرات خاتمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے سہو اور خطا کو ثابت کرنا چاہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں علماء اہل سنت نے خطا اور زلّہ کے ثبوت سے جہاں تک ہو سکے احتراز کیا ہے اور یہ نادان افضل الانبیاءؑ کی جانب خطا کو منسوب کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ ان ہر دو ذاتوں کے مراتب میں کسی نبی مرسلؑ یا ولی کاملؒ کو مشارکت و مداخلت نہیں ہے چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے آیت کریمہ **فسبحان اللّٰہ وما انا من المشرکین** (ترجمہ) پس پاک ہے اللہ اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں۔ کے بیان میں فرمایا کہ ہم دونو مشرکوں میں سے نہیں ہیں اور تمام انبیاءؑ کے معصوم عن الخطا ہونے کے بارے میں ابوشکور سالمیؒ اپنی کتاب تمہید میں فرماتے ہیں رہا انبیاء علیہم السلام کا خطاوں سے پاک ہونا تو اس کا ثبوت بطریق وجوب ہے نہ کہ بطریق جواز پس اسی صورت سے ہر نبی واجب العصمت ہوا ہے قبل وحی سے ہی نبیؑ ہونے کی وجہ ہے کیونکہ غیر نبی کا صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہونا واجب نہیں کیونکہ اگر ہم کسی نبیؑ سے گناہ کبیرہ کا صدور جائز رکھیں تو اُس سے کفر کا صدور بھی جائز ہوگا اور اگر اُس سے گناہ صغیرہ ہی قصد و نیت کے ساتھ ہو تو کبیرہ ہو جاتا ہے پس اس کا بھی جائز رکھنا ناجائز ہے تو واجب

ہوا کہ ہر نبی معصوم ہو صغیرہ اور کبیرہ سے اور معصوم ہو صغیرہ اور کبیرہ کی نیت سے بھی انتہیٰ یہیں سے ہر مصدق کو تمام انبیاءؑ پر ہر دو خاتم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کا اعتقاد اس گروہ کے اتفاق کی بناء پر لازم ہے چنانچہ حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرہٗ العزیز اعتقادیات کے باب میں فرماتے ہیں پس جان کہ انسان افضل ہے اکثر مخلوقات میں، پھر زمرۂ انسان میں اہل ایمان مقبول ہیں اور اُن میں اولیاء اللہ محترم ہیں پھر اُن میں انبیاءؑ کی جماعت بزرگ تر ہے پھر اُن میں زمرۂ مرسلین مخصوص ہے اور اُن میں بعض وہ ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے اور بعض صاحبانِ شریعت ہیں اور اُن میں سے ایک جماعت اولوالعزم کی عظمت وشرف میں بڑھ کر ہے اور آدمؑ ابوالبشر اس جماعت میں داخل ہیں اور اسی جماعت میں خاتم نبوت اور خاتم ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہما وسلم اعلیٰ اور افضل ہیں اور دین و دنیا کے خاتم قیامت تک اور قیامت کے نشانِ اعظم یعنے عیسیٰ مسیح ابن مریمؑ صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں اور لازم ہے تجھ پر کہ جانے تو کہ انبیاءؑ کے گروہوں کے بعد فرقۂ مہاجرین فضل وشرف میں مخصوص ہے اور خاتمینؑ کی برابر کے بیان میں فرماتے ہیں پس وہ دونوں دو مظہر اکمل ہیں۔ ذاتِ حق کے ایک دوسرے کے برابر ہیں ساتھ اپنی اپنی خصوصیات کے اور وہ دونوں بمنزلۂ ایک کے ہیں مانند جسم وروح کے کیونکہ محمدؐ کی ولایت محمدؐ کا باطن ہے پس اللہ کے دشمن چاہتے ہیں کہ اپنی جہالت سے دونوں میں فرق کریں اور اللہ کے دوستوں کی مراد یہ ہے کہ اُن کی یگانگی کو جو ہمیشہ اُن میں ہ پہچانیں چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا ہمارے ارواح ہمارے اجساد اور ہمارے اجساد ہمارے ارواح ہیں پس اسی سے ان دونوں کے درمیان تفریق حرام ہے پس دونو افضل خلق اللہ اور اللہ کے سب بندوں میں افضل ہیں اللہ ان دونوں پر درود نازل فرمائے۔ معلوم کر اے عزیز کہ محققینِ اُمت ان ہر دو خاتم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تسویت خصوصیت اور افضلیت کے بیان میں فرماتے ہیں جو ہر اول دو کام کرتا ہے ایک یہ کہ خدائے تعالیٰ سے فیض خداوندی خلق کو پہنچاتا ہے اگر یوں کہیں کہ محمدؐ دو کام کرتے ہیں ایک یہ کہ خدا سے فیض لیتے ہیں دوسرا یہ کہ خلق کو پہنچاتے ہیں تب بھی درست ہے اس جہت سے کہ محمدؐ کی روحِ مبارک عین جو ہر اول ہے پس اس طرح جو ہر اول اور روح محمدؐ دونوں ایک ہیں جب تو نے یہ مقدمات معلوم کئے تو اب مجھے یہ جاننا چاہیئے کہ جو ہر اول کا وہ رُخ جو خدا سے فیض لیتا ہے اُس کا نام ولایت ہے اور یہی رُخ جو خلق کو فیض پہنچاتا ہے اُس کا نام نبوت ہے پس ولایت نبوت کا باطن اور نبوت ولایت کا ظاہر ہے اور یہ دونوں صفتیں محمدؐ کی ہیں اور شیخ سعدالدین حمویؒ فرماتے ہیں کہ جو ہر اول کے دونوں طرف دو مظہر چاہیئے اور اس عالم میں مظہر اس طرف کا جس کا نام نبوت ہے خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں اور مظہر اُس طرف کا جس کا نام ولایت ہے صاحب زماں (مہدیِ موعود خاتم الاولیاءؑ) ہیں (اسی بناء پر بندگی میاں سید قاسمؒ) رسالۂ تسویت الخاتمینؑ میں فرماتے ہیں کہ محمد ومہدی علیہما السلام ایک ذات ہیں موصوف تمام صفات حسنہ سے ہیں عارفوں نے یہ معلوم کرلیا لیکن دل کے اندھوں نے نہیں پہچانا،

نیز فرماتے ہیں کہ جو کچھ شرف نبیؐ کا بیان کئے ہیں وہی تمام شرف مہدی علیہ السلام کا ہے اس لئے کہ مہدیؑ نے فرمایا ہے یہ تمام شرف مصطفےٰ ﷺ کا ہے اس واسطے کہ مصطفےٰ ﷺ صاحب اُس ولایت کے ہیں اس جگہ کچھ فضائل خصائل اور خصائص حضرت سید محمد مہدیِ موعودؑ کے جو خود آنحضرتؐ کی زبانِ مبارک سے آنحضرتؐ کے صحابہؓ اور تابعینؒ کے اتفاق سے اور بعضے محققین کے بیانات سے ظہور میں آئے ہیں ذکر کئے جاتے ہیں اس غرض سے کہ جو لوگ اجتہاد کو اور غلطی اور سہو کو ایسی ذات پیغمبر صفات کے حق میں ثابت کرتے ہیں اُن کی بے خبری نادانی اور گمراہی تمام دینداران اہل یقین پر ظاہر ہوجائے پھر کوئی اُن کی راہ چل کر ہلاکت نہو کتاب مطلع الولایت میں مذکور ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ایسی پے در پے الوہیت کی تجلّی ہوتی ہے کہ اگر ان سمندروں سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جائے تو تمام عمر اُس کو کوئی آگاہی اس عالم کی نرہے حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اس واسطے سے کہ ہم نے تجھے ولایتِ محمدیؐ کا خاتم بنایا ہے تجھ سے فرض کی ادائی کرواتے ہیں یہ ہمارا فضل واحسان ہے نیز نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندے کو مقامات انبیاء اولیاء اور مومن مردوں اور عورتوں کے بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہوگئے ہیں جیسے صرّاف سونے یا چاندی کے سکہ کو ہاتھ میں لیتا اور ہر طرف پھرا کر دیکھتا ہے تا کہ پوری طرح سے پرکھ لے اور حاشیہ انصاف نامہ کی نقلیات میں یہ نقل ہے [1] کہ ایک دفعہ حضرت میراں علیہ السلام میاں سید سلام اللہؓ کے زانو پر سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے اور بہت زاری فرمارہے تھے میاں سید سلام اللہؓ نے عرض کیا میرانجی اس قدر زاری کیوں فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا سترہ سال ہوچکے کہ دو سانس برابر نہیں ہیں نفی کی سانس کی سیر تحت الثریٰ تک ہے اور اثبات کی سانس کی سیر عرش تک لیکن خدا (تجلی ذات خدا کا حصول) باقی ہے اس سبب سے زاری ہے نیز حاشیہ میں نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام سے صحابہؓ نے دریافت کیا کہ میرانجی خوندکار کو کبھی

---

[1] باعتبار روحانیت تمام خلفاء اللہ ازل ہی سے مراتب عرفان ورویت پائے ہوئے ہونے کے باوجود عالم اسباب میں ان میں سے ہر ایک اپنے مراتب عالیہ پر بتدریج فائز ہوا بعضے لوازم رسالت وخلافت بارہ سال گزرنے پر بعضے تیس سال پر بعضے چالیس پر اور بعضے سنّ شیخوخیت پر حاصل ہوئے چنانچہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیلؑ کی آمد بارہ سال کے بعد ہی سے شروع ہوئی اور حضرت خاتم الاولیاء میراں سید محمد مہدیِ موعود صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر خفی کی امانت بواسطۂ خضرؑ بارہ سال کے بعد ہی ملی پس آنحضرتؐ پر تجلیاتِ صفاتی کا سلسلہ جاری تھا لیکن آنحضرتؐ نے فرمایا دردانا پور جذبہ شد اوّل مرتبہ تجلی ذات شد الخ (انصاف نامہ) نیز آنحضرتؐ سے کسی نے عمر مبارک دریافت کی تو اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ سی سال ایں مشت خاک عاشق آں خدائے ذوالجلا بود وسی سال دیگر است کہ آں خدائے ذوالجلال عاشق ایں مشتِ خاک است (شواہد الولایت) ان نقول سے ظاہر ہے کہ حاشیہ کی مندرجہ نقل کا واقعہ جذبۂ دانا پور سے قبل کا ہے اور اس نقل شریف میں یہ بھی اشارہ ہے کہ دم نفی دمِ اثبات پر مقدم ہے اور دونوں دم برابر ہونا تجلّیِ ذات پانا ہے والسلام علی من رزق تصدیق الامامؑ (مترجم)

کوئی خطرہ آتا ہے تو آنحضرتؑ نے فرمایا کہ ایک بار خطرہ آیا تھا یہ بندہ جماعت خانہ کی طرف جارہا تھا راستے میں ایک گڑھا تھا بندے کو خطرہ آیا کہ اس کو برابر کر دیا جائے تو اچھا ہے ورنہ بھائیوں کو تکلیف ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؑ کے اس ارادۂ مبارک کے ساتھ ہی وہ گڑھا برابر ہوگیا نیز نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نماز کے وقت ایک مصلے پر نہیں بیٹھتے تھے جہاں حکمِ خدا ہوتا وہاں بیٹھتے تھے اور مطلع الولایت میں نقل ہے کہ آنحضرتؑ کے مزاج مبارک کی ناسازی کے دوران میں چوتھے روز بخار کی حرارت زیادہ ہوئی تو کسی نے آنحضرتؑ کے جسم مبارک پر چادر اُڑھادی وہیں آنحضرتؑ نے اُس کو نکال کر فرمایا مجھے مت چھپاؤ خدا نے مہدیؑ کو ظاہر کرنے کے لئے بھیجا ہے بندے نے سوائے خدائے تعالیٰ کے فرمان کے کچھ نہیں کہا ہے الخ اور انصاف نامہ میں یہ نقل ہے حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بر قدم آیا ہے خدائے تعالیٰ کے دیدار میں، جو کچھ رسول علیہ السلام چشمِ سر اور چشمِ دل سے اور چشم دل اور چشم سر کے علاوہ بال بال سے خدائے تعالیٰ کو دیکھ آئے ویسا ہی بندہ بھی نبی علیہ السلام کی کامل پیروی کے صدقہ سے چشم دل سے چشم سر سے اور چشم دل اور چشم سر کے سوائے بال بال سے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور رسالۂ عقیدہ میں بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں نیز حضرت مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ اس بندے کے سامنے تصحیح ہوتی ہے جو کوئی یہاں مقبول ہوا وہ خدا کے پاس مقبول ہے اور جو کوئی اس بندے کے سامنے صحیح نہوا وہ اللہ کے پاس مردود ہے اور کتاب انسان کامل میں مرقوم ہے کہا ہے محققینِ اُمت نے مقامِ ختمِ ولایت محمدیہ کی فضیلت میں کہ اس مقام سے مقام محمود اور آخری وسیلہ مراد ہے اور مقامِ ختمیت نام ہے نہایت مقام قربتِ الٰہی کا اور قُربِ الٰہی ختم ہونے کی تو کوئی راہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے (مظاہر کے) لئے کوئی انتہا نہیں ہے لیکن ختمیت کا نام تمام مقامات قربتِ الٰہیہ کے لئے پسندیدہ ہے پس جس کو جو مقام قرب حاصل ہو وہی مقام محمود ہے، اور وسیلہ میں قرب کی اس جگہ کی تک رسائی جس سے آگے کوئی نہ جاسکے واحد مقام مقاماتِ قرب الٰہی میں ہے اور چاہیئے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ وہ مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور اسی کی طرف اشارہ آنحضرتؑ نے اپنے اس قول میں فرمایا ہے کہ وسیلہ [۲] بلند ترین مکان ہے جنت میں اور وہ نہوگا مگر ایک شخص کے لئے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی رہوں گا۔ اس لئے کہ وجود کی ابتداء آنحضرتؐ ہی سے ہوئی پس ضروری ہے کہ وسیلہ کا اختتام بھی آپؐ ہی پر ہو، فاضل ترین درود وسلام ہو آپؐ پر نیز یہ کہ

---

[۲] وسیلہ کی تعریف میں حدیث صحیح جس کو امام احمدؒ بن حنبل نے اپنے مُسند میں نقل کیا ہے یہ ہے الوسیلۃ درجۃ عند اللہ لیس فوقھا درجۃ فسلوا اللہ ان یوتینی الوسیلۃ (جامع صغیر سیوطی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۶ جلد آخر) ترجمہ:۔ وسیلہ وہ درجہ ہے اللہ کے پاس جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں پس تم اللہ سے درخواست کرو کہ وہ درجہ مجھے دے۔ آنحضرتؐ کا یہ ارشاد عین انکساری پر مبنی ہے اور ایسا ہی انکسار حضرت مہدیؑ کے فرامین میں ہے جس کو سمجھنے کی ضرورت ہے اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ درجہ سوائے ایک شخص کے دوسرے کو نہیں دیا جائے گا مصنف کتاب انسان کامل نے جس روایت کا ذکر کیا ہے کتب صحاح میں نہیں ہے (مترجم)۔

جب حق تعالیٰ بندے پر تجلی فرماتا ہے اور اُس کو اُس کی ذات سے گم کردیتا ہے تو ایک لطیفۂ الٰہیہ کو اُس کی ذات میں جگہ دیتا ہے پس وہ لطیفہ کبھی ذاتی ہوتا ہے اور کبھی صفاتی پس جب ذاتی ہو تو وہ ھیکلِ (قالب) انسانی فردکامل قوت جامع ہوجاتا ہے اور اُسی پر امرِ وجود کا مدار ہوتا اور اُس کی حفاظت خود خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اور (رسول اللہؐ کے بعد) وہ وہی ہے جسے مہدیؑ اور خاتمِ ولایت محمدیہؐ کہا گیا ہے اور وہ وہی خلیفتہ اللہ ہے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے آدمؑ کے قصہ میں کہ تمام کائنات اُس کے حکم کی تعمیل کرے گی تمام کائنات کی چیزیں اُسکے حکم کی تعمیل کی جانب کھینچی جائے گی جیسا کہ لوہا مقناطیس کے پتھر کی جانب کھنچا ہوا چلا آتا ہے اور وہ تمام عالم پر عبور حاصل کرے گا اپنی عظمت سے اور جو چاہے گا کرے گا اپنی قدرت سے پس کوئی چیز اُس سے چھپی نہ رہے گی اور یہ بات اس سبب سے ہوگی کہ چونکہ لطیفۂ الٰہیہ اُس ولی میں سادہ ہوگا نہ کسی رتبۂ حقیہ الٰہیہ سے مقید ہوگا نہ خلقیۂ عبدیہ سے پس وہ موجودات کے مراتب میں سے ہر رتبہ کو اُس کا حق دے گا، اور اُسکی اس عطا میں کوئی چیز مانع نہوگی، جو حقایق کو اُن کا حق عطا کرنے سے اُس کو روکے، اور روکنے والی چیز ذات ہے جو مقید ہوتی ہے کسی رتبہ یا نام یا وصف سے خواہ حقیہ ہو یا خلقیہ اور کبھی روکنے والی شئی کا ارتفاع ہوجاتا ہے اُس لطیفہ سے بسبب اُس کے بالکل سادہ ہونے کے ایسا کہ نہ کوئی شئی اُس کے پاس بالفعل ہوتی اور نہ بالقوۃ بسبب کوئی امر مانع نہونے کے پس ارتفاع قوت ماسکہ کا لطیفۂ ساذجہ سے یا تو کسی واردعلی الذوات کی وجہ سے ہوتا ہے یا صادر عن الذّوات کی وجہ سے اور کبھی توقف میں رہتا ہے ارتفاع مانع کا کسی شئی کے حال کے مطابق جسے اللہ پیدا کرے پھر ہدایت دے۔ نیز فصوص الحکم میں ابن عربیؒ نے فرمایا ہے پس ہم میں سے بعض جو اپنے علم میں قاصر رہ گئے انہوں نے کہدیا کہ مقام ادراک کو پانے سے عجز کا اعتراف ہی ادراک ہے اور ہم میں سے جس نے جانا تو اُس نے اس جیسی بات نہیں کی اور وہ اپنی بات میں اونچا ہی رہا بلکہ اُس کو علم نے سکوت عطا کیا جیسا کہ اس کو عجز دیا تھا، اور وہ بلند تر رہا اللہ کا علم پانے میں، اور یہ علم خاص الخاص اللہ کا خاتم الرسلؐ اور خاتم الاولیاءؑ کے سوائے کسی کو نہیں اور انبیاءؑ میں سے بھی کوئی اللہ کو نہیں دیکھتا ہے مگر خاتم رسل اور خاتم الولایت کے مشکوٰۃ ہی سے۔ اور خاتم ولایت محمدیہؑ ہی کی یہ شان ہے کہ نہایت درجہ بلندی مرتبہ وکمال سے ذات وصفات الٰہی کا مظہر ہوا ہے بہر طور جیسا کہ ذات حق تعالیٰ تمام اشیاء میں ساری ہے اُس کے لئے بھی سریان ہوگا اسی لئے ایک محقق نے فرمایا ہے ع جماد و جانور جان اُس سے پائیں۔ جان اے عزیز یہ ہے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کا شرف اور جو لوگ کہ شرف اس ولایت کے مرتبہ کا اور فضل مہدی علیہ السلام کا کہ آپؑ کی ذات ہی عین (مظہر) اُس ولایت کی ہے پہچان چکے ہیں انہوں نے یہ سب بیان بتفصیل کیا ہے لیکن آنحضرتؐ کی ذات کی شناخت اور آپؐ کے کمال کی پہچان جیسی کہ چاہیئے کسی سے نہیں ہوسکی چنانچہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے آیت کریمہ (ترجمہ آیت) ''اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی کہ قدر چاہیئے تھی'' کے بیان میں

فرمایا مہدی علیہ السلام کو جیسا کہ پہچاننا چاہیئے تھا الخ (ہم نے نہیں پہچانا) پس اس ذاتِ اقدس میں خطا اور اجتہاد کیونکر راہ پاسکتے ہیں اور خواہشِ نفس اور تقاضائے طبعی کا وہاں کیا دخل ہے جو شخص مہدی مراد اللہ وامر اللہ کی ذات کی طرف خطا غلطی اور اجتہاد کو منسوب کرتا ہے وہ آنحضرتؑ کے فضل سے اور آنحضرتؑ کے شرفِ ولایت سے جو باطنِ مصطفےٰ ﷺ ہے دشمنی اور روگردانی کا ثبوت دیتا ہے اُس کا یہ عقیدۂ فاسدہ حضرت مہدیؑ کے فرامین کے خلاف حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے خلاف اور اس گروہ کے اجماع کے خلاف ہے، چنانچہ ان کے تمسکات کے جواب میں ان کی مخالفت کا ذکر آگے کیا جاتا ہے

حضرت بندگی میاں ملک جی مہری رضی اللہ عنہ، حضرت مہدی علیہ السلام کی نعت میں فرماتے ہیں۔

ہر حکم ترا فعل ترا قول اے سرور
مانند قضا و قدر و نص ہے مقرر

اور اپنے قصیدہ مستزاد میں فرماتے ہیں۔

آغاز سے انجام تک آدمؑ میں جو چمکا — وہ شمس ولایت
خود شکل میں اپنی وہ بالآخر نکل آیا — مہدی ہو جہاں کا
وہ در افمن کان علٰی بیّنة ظاہر — سب اہلِ نظر پر
کئی آیتیں شاہد ہوئیں اُس پر وہ جب آیا — خود اُن کو سنایا
بھیجا گیا قرآں کے معانی کو سُنانے — اللہ کے طرف سے
تحقیق معانی نے جو ظاہر کئے اسرار — تقلید ہوئی بار
دریائے حقیقت سے جو صحرائے جہاں پر — موجیں اٹھیں یکسر
جملہ کفِ بدعت کہ تھا ہر سمت نمودار — بہکر ہوا سب پار
بدعات کا کف دور کیا آکے مجدّد — با شرعِ محمدؐ
تفریق کے رستے مٹے جب رہنما آیا — حق عین عیاں تھا
منسوخ کتب خانۂ ظنی وہ کیا جب — تحقیق ہوئی تب
مہدیؑ جو نمانا اُسے انکار پر اُترا — دوزخ میں کیا جا
مہرؔی سے کہ اک ذرّہ ہے وہ مہر ولایت — کیا اُس کی ہو مدحت
منقول مگر اُس سے ہوئے جتنے ہیں فرماں — ہیں حکم میں قرآں

نیز ترجیع میں فرماتے ہیں۔

کرمِ صاحب زماں مہدیؑ
کیا ظاہر حقیقت احدی
ہوئے کونین زندۂ ابدی
جو بھی ہے ولایت ہی کا ظہور
لی مع اللّٰہ دوام اُس کی شان
لِمَنِ الملک موبمو سے عیاں
جو بھی ہے ولایت ہی کا ظہور
لا مکاں بے نشاں اُس کا وطن
صبغتہ اللہ اُسکا رنگِ بدن
وَمَنْ اَحْسن ہے اُس کا وصفِ تن
جو بھی ہے ولایت ہی کا ظہور

اورتفسیرعرائس میں آیت کریمہ افمن کان علٰی بینة من ربّه (ترجمہ) ''کیا پس وہ جو بینہ (روشن دلیل) پر ہو اپنے پروردگار کی طرف سے'' کےتحت مرقوم ہے کیا پس وہ جو اپنے پروردگار کی معرفت پر اور اُس کے قرب پر ہو اور اپنی بزرگیوں کی علامات لیا ہوا ہو اور یہ واقعہ ہے کہ ہر عارف جب حق سبحانہٗ کو اپنے قلب و روح اور عقل وضمیر سے دیکھتا ہے اور اُس کے جمال وقرب کے انوار کا فیض پاتا ہےتو یہ کیفیت اُس کے قلب پر اثر کرتی ہے یہاں تک کہ اُس کے چہرے سے اللہ کا نور چمکنے لگتا ہے جس کو ہر صاحب نظر دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ویتلوهٗ شاهد منهٗ (ترجمہ) ''اور اُس کے ساتھ ساتھ ایک گواہ ہو پروردگار کی طرف سے'' پس بینہ معرفت کی بصیرت ہے اور گواہ عارف کے چہرے سے مشاہدہ کے انوار کا ظہور ہے، نیز بینہ کلامِ معرفت ہے اور شاہد کتاب ہے ساتھ بینہ کے اور جو شخص اس درجہ پر ہو تو وہ حق کی آنکھ سے دیکھتا ہے پردۂ غیب کی چھپی ہوئی چیزوں کو اور دل کے بھیدوں کو اور اُس کا مشاہدہ غالب ہوتا ہے اُس کے یقین پر اور اُس کا یقین غالب ہوتا ہے اُس کی بصیرت پر اور اُس کی بصیرت غالب ہوتی ہے اُس کی عقل پر اور اُس کی عقل غالب ہوتی ہے اُس کے نفس پر اس طرح کہ نفس کے وسوسے معلوماتِ غیبی کے ادراک میں رکاوٹ نہیں ڈالتے اور نفس کی تاریکی قرب کے انوار پر طاری نہیں ہوتی بلکہ وہ بالکلّیہ فنا ہو جاتی ہے وارِدِ حق کے تلے جو از قسمِ کشف وعیاں اور منجانب حق بیان کی شکل میں ہوتا ہے

اور وہی علم پانا ہے اللہ تعالیٰ سے اور وہ مخصوص نہیں ہے انبیاءؑ کے ساتھ بلکہ اُمّتِ محمدؐ کے اولیاء بھی اِن علوم لدّ نیہ سے آراستہ ہوتے ہیں پس جس شخص کی بصیرت غالب نہواُس کی عقل پر بلکہ اُس کی عقل غالب نہواُس کے نفس پر تو وہ اس معنی کو کیسے سمجھے گا پس ضرور ہے کہ وہ اس کا انکار کرے لیکن وہ شخص جس کے حال کے غلبات سے کوئی عجیب وغریب شئے ان علوم سے اُس پر ظاہر ہو (اور وہ سنائے) تو اُس کی تکفیر جائز نہیں خصوصاً شرع سے اختلاف کی صورت میں بھی اور ابوعثمانؒ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے ؟؟؟ کی طرف سے بینہ پر ہواُس پر کوئی راز چھپا نہیں رہتا، اور ایک عارف کا قول ہے بینہ قلوب پر روشنی ڈالنا اور غیب پر حکم لگانا ہے اور جنیدؒ نے فرمایا ہے بینہ ایک حقیقت ہے جس کی تائید ظاہر علم سے ہوتی ہے اور ابوبکر بن طاہرؒ نے کہا ہے جو شخص اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہواُس کے اعضاء طاعتِ الٰہی اور موافقت احکامِ شرعی کے لئے وقف ہو جاتے ہیں اور اُس کی زبان پر ذکرِ الٰہی مُنقّش ہو جاتا اور وہ اللہ کی باطنی اور ظاہری نعمتوں کے بیان میں لگی رہتی ہے اور اُس کا دل توفیق الٰہی کی تجلیات اور تحقیق کی تابانی سے مُنوّر رہتا ہے اُس کا ضمیر اور اُس کی روح ہر وقت حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں رہتے ہیں وہ جانتا ہے جو کچھ دیکھتا یہ پردہ غیب کی ہر چھپی ڈھکی چیز اور تمام چیزوں کو اُس کا دیکھنا یقین کا دیکھنا ہوتا ہے جس میں کوئی شک نہیں رہتا، خلق پر اُس کا حکم حق تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے وہ سوائے حق کے کہتا نہیں اور سوائے حق کے دیکھتا نہیں، کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں غرق رہتا ہے پھر حق کے سوائے وہ کس کی جانب رجوع کریگا اور کس کی جانب سے خبر دے گا یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے علم پانے کے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے وہ جانتے ہیں ظاہری زندگی دنیا کی اور آخرت سے تو وہ غفلت ہی میں ہیں۔ مخزن الدلائل میں (حضرت قاضی منتجب الدینؒ) فرماتے ہیں پس حضرت مہدیؑ کی شان وہی ہے جو تفسیر عرائیس میں مذکور ہے پس جس کی یہ شان ہواُس کی فرمانبرداری کرنے ہی سے ایمان ثابت ہوتا ہے اور اُس کی نافرمانی کرنے سے کفر انتہیٰ اور تفسیر دیلمی میں مفسرؒ فرماتے ہیں وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہوتا ہے ایک تو نبی ہے پھر ولی (کامل) جو خدائے تعالیٰ سے اپنی مشکلات کا حل ڈھونڈتا ہے تو خدائے بزرگ و برتر اُس کے سوال کا جواب دیتا ہے اور وہ اُس سے سنتا ہے پس اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہونے والا ہی ہے۔ جان اے عزیز کہ تفسیر عرائیس میں مفسرؒ فرماتے ہیں اور روح اُس کی (جو بینہ پر ہو) تمام اوقات حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں رہتی ہے پس جو لوگ اس امر کے قایل ہیں کہ حضرت مہدیؑ کے بعض ارشادات حق تعالیٰ سے معلوم کئے بغیر صادر ہوئے ہیں اُن کا اعتقاد کے مانند بھی نہیں ہے، نیز مفسرین یہ بھی فرماتے ہیں کہ پھر وہ حق کے سوائے کس کی جانب رجوع کریگا اور حق کے سوائے کسکی طرف سے خبر دے گا صاحب تفسیر عرائیس تو اُس ذات کے تمام معلومات کی نسبت حصر کے ساتھ فرماتے ہیں کہ اُس کے تمام اخبارات امرِ الٰہی اور علمِ نامتناہی سے ہیں تمام امور میں نیز فرماتے ہیں کہ وہ حق کے سوائے کہتا نہیں اور یہ نادان نقلیں لارہے ہیں اس بات پر کہ

مہدی علیہ السلام کے اقوال و افعال حق تعالیٰ سے علم پانے کے بغیر بھی صادر ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ نے اپنی طرف سے اپنی طبیعت سے بھی کہا اور کیا ہے نیز تفسیر مذکور میں مفسر فرماتے ہیں کہ یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے علم پانے کے اور یہ دلیل بالکل حضرت مہدی علیہ السلام کے اس دعوے کے موافق ہے کہ آپؑ نے فرمایا سکھلایا گیا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ ہر روز پس ایسے جلیل القدر دلائل جو مہدی علیہ السلام کی شان میں آنحضرتؑ کے اقوال کے موافق و مطابق واقع ہوئے ہیں اُن کو چھوڑ کر آنحضرتؑ کے مدعا کے برخلاف دوسری دلیلیں پیدا کرنا اُس ذاتِ پیغمبر صفات کے ساتھ عداوت کا ثبوت دینا ہے، اور انصاف نامہ میں فتوحات مکّی سے یہ قول منقول ہے پس جان کہ مہدیؑ تابع ہوں گے رسول اللہ ﷺ کے خلق کو اللہ کی طرف بلانے میں اور آپؑ اللہ کی طرف سے مامور ہوں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اس دعوت پر مامور تھے کیونکہ مہدی علیہ السلام ہی کامل ہوں گے آنحضرتؑ کی اتباع میں یعنے آپؑ رسول اللہ ﷺ کی اتباع احکام شریعت میں دعوت الی اللہ میں اور اپنے تمام احوال، افعال اور اقوال میں وحی کے ذریعہ کریں گے اور آپؑ کے سوائے سب مومنین رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہیں تو اوروں سے سُنکر اور آنحضرتؑ سے جو خبریں ثابت ہیں اُن کو دیکھ کر اس قول سے بھی یہی معلوم ہوا کہ حضرت مہدی علیہ السلام رسول اللہ علیہ السلام کے تابع ہیں احکامِ شرعی میں، خلق کو اللہ کی طرف بلانے میں اور تمام افعال، احوال اور اقوال میں وحی کے ذریعہ یعنے الہام الٰہی سے جو کہ وحی باطنی ہے مشاہدہ کے ساتھ عمل پیرا ہوتے ہیں، لیکن مبشرِ مہدیؑ یعنے بندگی میاں عبد الملک سجاوندی رضی اللہ عنہ نے تو اِس مضمون کو اور بھی واضح کر دیا ہے چنانچہ اس باب میں اپنی کتاب سراج الابصار میں فرماتے ہیں پس حاصل یہ کہ جو کچھ حضرت مہدیؑ سے ثابت ہوا آنحضرتؑ کا مہدیؑ ہونا ثابت ہونے کے بعد تو وہی حجت لازمہ ہے اُس کا قبول کرنا سب پر واجب ہے اور واجب ہے ترک کرنا مجتہدین وغیرہم کے اقوال کا لانا اُس کے خلاف میں کیونکہ اگر ہم فرض کریں حضرت مہدیؑ اور چاروں ائمہ مجتہدینؒ کے ایک زمانے میں ہونے کو تو ضروری ہے کہ حضرت مہدیؑ اُن کے تابع ہوں یا متبوع ہوں اور تابع ہونا تو تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مہدی علیہ السلام خطا سے محفوظ ہیں قطعی طور پر اور اللہ و رسولؐ کی طرف سے آنحضرتؑ کی خلافت پر نصِ صریح ہے دعوت الی اللہ کے لئے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے اور آپؑ کی اطاعت فرض ہوئی ہے اور مجتہد کی یہ شان نہیں، پس دوسری صورت یعنے حضرت مہدیؑ متبوع ہونا ائمۂ مجتہدینؒ آنحضرتؑ کے تابع ہونا ہی صحیح ہے اور جبکہ حضرت مہدیؑ کا مہدیؑ ہونا ہمارے نزدیک اُن دلیلوں سے اور حجتوں سے ثابت ہو چکا جن سے انبیاءؑ کا انبیاء ہونا ثابت ہوا ہے تو ہماری دلیل (ہر باب میں) آنحضرتؑ کا قول ہی ہے فقط خواہ اور علماء کے اقوال اُس کے موافق ہوں یا نہوں کیونکہ آنحضرتؑ کی ذات خود حجت (دلیل قطعی آخری) ہے جس کے اُوپر کوئی حجت نہیں اور نہ آنحضرتؑ کو کسی حجت کی احتیاج ہے (مقام غور ہے) یہ حضرت (عالم باللہؒ) تو مدعی کے جواب میں

یہ فرمارہے ہیں کہ مجتہدینؒ کے اقوال کوحضرت مہدی علیہ السلام کے اقوال کے خلاف میں لانے سے باز رہنا واجب ہے اور یہ نادان اشخاص باوجود حضرت مہدی علیہ السلام کا یہ صاف وصریح فرمان موجود ہونے کے کہ میں علم دیا گیا ہوں اللہ کی جانب سے ہر روز بغیر کسی واسطہ کے آخر محض اس بناء پر کہ بعضے علماء نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارک کی جانب اجتہاد کو منسوب کیا ہے اُن کے اقوال کو اپنا تمسک (وثیقہ) بنا کر حضرت مہدیؑ کے لئے بھی اجتہاد کو ثابت کررہے ہیں یہ بات حضرت مہدیؑ کے اجماع واتفاق کے بالکل خلاف ہے اور یہی حکم حضرت رسول اللہ ﷺ کے حق میں بحیثیت آنحضرت کی ولایت کے حضرت مہدیؑ کے فرمان اور ہمارے گروہ کے اجماع سے ثابت ہے چنانچہ اس کا ذکر کچھ تحریر کے بعد میں آتا ہے نیز سراج الابصار میں شیخ علی مفتری کے جواب میں بھی یہی مذکور ہے یعنے سہو غلطی زلّۃ خطا اور اجتہاد ان پانچو کی نفی حضرت مہدیؑ کی ذاتِ مبارک سے کر کے صحابہ اور تابعینؓ کے اتفاق سے چاروں امور اوّل الذکر کا ممنوع ہونا واضح طور پر اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ اس بیان میں مطلقاً کہیں شبہ کی گنجایش نہیں ہے وہ بیان یہ ہے۔

شیخ کہتا ہے اور یہ بھی اُن کی جہالت ہے، جو اِجماع کے حکم کو توڑتے ہیں اور ولی کے بھی معصوم ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اس سے سہو غلطی اور لغزش کا ہونا جائز نہیں رکھتے ہیں میں کہتا ہوں شیخ نے لفظ ولی کا ذکر مطلقاً جو کیا ہے مہدی ہونے کی قید کے بغیر یہ بات محض اُس کے ولی بغض وعناد سے ہے باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ ہم ولی مطلق سے غلطی اور سہو کا ہونا جائز جانتے ہیں رہا حضرت مہدیؑ سے غلطی کا صادر ہونا اللہ سے حاصل شدہ معلومات میں تو اس بات کو ہم جائز نہیں سمجھتے کیونکہ آنحضرتؐ کا مرتبہ خود اُس کی نفی کرتا ہے اس وجہ سے کہ اگر ہم آنحضرتؐ کو معلوم ہونے والی باتوں میں غلطی کا ہونا جائز قرار دیں تو آنحضرتؐ کے اس علم میں بھی کہ آپؐ مہدی ہیں غلطی کا تصور جائز ہوجائے گا اس صورت میں آپؐ کی تصدیق واجب نہوگی اور آپؐ کی بعثت ودعوت کا سب فائدہ فوت ہوگا اور آپ ناواجبی تکلیف کے متحمل ٹھیریں گے اور یہ بات آنحضرتؐ کے شایانِ شان نہیں۔ شیخ کہتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ولی خطا سے محفوظ رہتا ہے یعنی یہ امکان رہتا ہے کہ ولی سے خطا اور لغزش صادر ہو لیکن وہ اس پر مصر نہیں رہتا اور اس خطا ولغزش سے اس کا رتبہ گھٹتا نہیں۔ میں کہتا ہوں ہمارے اصحاب کا بھی یہی اعتقاد ہے حضرت مہدیؑ کے سوا دیگر اولیاء کے بارے میں یہاں مجیب یعنے میاں عبدالملک سجاوندیؒ نے معلوماتِ مہدیؑ کا ذکر جمع کے صیغے سے فرمایا اور اُن کو واحد کی ضمیر کی طرف مضاف کیا اور کہا ہے **فی معلوم ماتہٖ عن اللہ** (اللہ سے حاصل شدہ اُس کے یعنے مہدیؑ کے معلومات ہیں) اور یہ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب صیغۂ جمعہ ضمیر مفرد کی طرف مضاف ہو تو فائدہ استغراق کا بخشتا ہے پس اس قول کے معنی یہ ہوں گے کہ ایک ایک کر کے تمام معلومات حضرت مہدیؑ کے ثابت ومقرر خدا کی طرف سے ہیں پس ہم آنحضرتؐ کے معلومات میں سے کسی میں بھی سہو اور غلطی کو جائز نہیں رکھتے اور

معلومات کے ساتھ عن اللّٰہ یعنے اللہ سے حاصل شدہ ہونے کی قید توصیفی ہے احترازی نہیں اور یہ نادان لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ آنحضرتؑ کے معلومات جو اللہ کی طرف سے ہیں ان میں خطا اور سہو کو ہم جائز نہیں رکھتے ہیں کہنے کا یہ مطلب ہے کہ حضرت مہدیؑ کے جو معلومات اللہ کی طرف سے نہیں ہیں ان میں سہو اور خطا جائز ہے اور ایسا فرض کرنے کی صورت میں سہو اور غلطی مہدیؑ سے بھی جائز ہو جاتی ہے اور مجیبؒ کا قول مذکور معترض کے اعتراض کا جواب نہیں بلکہ بعینہ وہ شیخ کے دوسرے اعتراض کا مفہوم بن جاتا ہے جو اُس نے کہا ہے کہ ولی سے خطا اور لغزش کا ہونا ممکن ہے اور اس امکان سے امکان خاص مراد ہے یعنے یہ کہ ولی سے سہو اور غلطی کا صدور جائز ہے پس شیخ کے دوسرے قول کا جواب پہلے قول کے جواب کا نقیض (توڑنے والا) ہو جاتا ہے کیونکہ جوابِ اول میں آنحضرتؑ نے یہ فرمایا ہے رہا حضرت مہدیؑ سے غلطی کا ہونا اللہ سے حاصل شدہ معلومات میں تو ہم اس بات کو جائز نہیں سمجھتے اسی جواب سے مطابق اُن لوگوں کے خیال خام کے جو حضرت مہدیؑ کے معلومات میں معلومات عن اللہ اور معلومات غیر عن اللہ ثابت کر رہے ہیں سہو خطا اور لغزش کا صدور ذاتِ مہدیؑ سے جائز ہو جاتا ہے اور شیخ کے دوسرے قول کے جواب میں آنحضرتؒ نے یہ فرمایا ہے ہمارے اصحاب بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں ہر ولی کے بارے میں بجز مہدیؑ کے ہر ایک ولی سے خطا جائز ہے حضرت مہدیؑ سے لغزش وخطا کا صدور ہمارے اصحاب کے اعتقاد میں جائز نہیں ہے (اگر حضرت مہدیؑ کے معلومات معلومات عن اللہ اور غیر عن اللہ دو قسم کے تسلیم کئے جائیں تو) یہ جواب پہلے جواب کا نقیض ہو جاتا ہے اسلئے کہ معلومات عن اللہ اور غیر عن اللہ دونوں ذات مہدیؑ کے لئے لازم ہونے کی صورت باقی رہی تو لغزش اور سہو کا صدور ذات مہدیؑ سے جائز ہوگا اور مجیبؒ نے جو شرط کی تھی کہ حضرت مہدیؑ سے تو غلطی کے صدور کو ہم جائز نہیں سمجھتے یہ شرط لغو ہو جائے گی اور اس شرط کے بعد جو مجیبؒ نے فرمایا تھا کہ آنحضرتؑ سے سہو اور غلطی کے صدور کو جائز سمجھنے کی صورت میں آنحضرت کی تصدیق لازم نہ ہوگی تا آخر مدعی کو الزام دینے میں خود پر الزام لینا اور معترض کے قول کو توڑنے میں خود اپنے قول کو توڑنا ہوگا پناہ بخدا کسی جاہل کے ایسے جہل اور گمانِ فاسد سے حضرت مہدیؑ کے مبشر عالمِ ربّانی کے حق میں پس اس بحث کو سمجھ لو اور انصاف سے کام لو۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مجیبؒ نے فرمایا ہے رہا غلطی کا ہونا حضرت مہدیؑ سے اللہ سے حاصل شدہ آپؑ کے معلومات میں تو اس بات کو ہم جائز نہیں سمجھتے کیونکہ آنحضرتؑ کا مرتبہ خود اس کی نفی کرتا ہے اس کے صاف وصریح معنی یہی ہیں کہ مہدیؑ کے تمام معلومات خدا کی طرف سے ثابت ہیں ان میں غلطی کا وقوع ہم جائز نہیں رکھتے اس لئے کہ بتحقیق حضرت مہدیؑ کا مرتبہ ہی آنحضرتؑ سے غلطی کے صدور کے جواز کا مانع ہے، پھر مجیبؒ نے فرمایا ہے اس وجہ سے کہ اگر آنحضرتؑ کے کسی امر معلوم میں غلطی جائز رکھی جائے تو آپؑ کے اس علم میں بھی غلطی کا ہونا جائز ہوگا کہ آپؑ مہدی ہیں یہاں مجیبؒ نے معلومات مہدیؑ کا ذکر مطلقاً کیا ہے بغیر عن اللہ (اللہ کی طرف سے) کی قید کے تاکہ عمومیت کا فائدہ

دے پس معنی اس کلام کے اس تقدیر پر یہ ہوئے کہ حضرت مہدیؑ کے معلومات سوائے تقدیر پر یہ ہوئے کہ حضرت مہدیؑ کے معلومات سوائے اللہ سے معلومات کے نہیں۔اور جو لوگ مجیبؒ کے قول ہٰذا فی معلوماتہٖ عن اللہ میں عن اللہ کی قید کو قیدِ احترازی سمجھتے ہیں اور آنحضرتؐ کے معلومات غیر عن اللہ غلطی کو جائز رکھتے ہیں اُن کے خیالِ خام کے مطابق مجیبؒ کے کلام **ھٰذا اذلو نجوذالغلط فی معلومہٖ** میں عن اللہ کی قید کا لگایا جانا ضروری تھا کیونکہ ان کے پاس غیر معلومات عن اللہ میں غلطی جائز ہے اور اسی خیال خام کی بناء پر مجیبؒ کے کلام میں جو شرف اُن پر مذکور ہوئی ہے اس میں شرطِ لغو کے ارادے کے مطابق جزا کا بھی لغو ہونا حاصل ہوگا اگر کہیں کہ قول ہٰذا میں **معلومہٖ** سے جو معلوماتِ مہدیؑ عن اللہ ہیں اُنہی میں سے ایک امرِ معلوم مراد لینا چاہیئے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ایسا فرض کیا جائے تو غلطی کا جواز اُن معلوماتِ مہدیؑ جو معلومات عن اللہ کے سوائے ہوں ثابت ہوتا ہے کیونکہ دونو قسم کے معلومات عن اللہ اور غیر عن اللہ معلوماتِ مہدیؑ ٹھہرتے ہیں پس معلومات مہدیؑ میں غلطی کا امکان ثابت ہوگا اور مجیبؒ کا یہ جواب کہ ہمارے اصحاب ایسا اعتقاد حضرت مہدیؑ کے سوا دیگر اولیاء کے حق میں رکھتے ہیں خود مجیبؒ کے جواب اوّل کو توڑنے والا ہوگا کیونکہ جوابِ اول میں مجیبؒ نے غلطی خطا اور لغزش کا صدور ذاتِ مہدیؑ سے ہونے کے امکان ہی کو جائز نہیں رکھا اور یہاں یعنے جوابِ اول میں (بر تقدیر مذکور) مجیبؒ نے حضرت مہدیؑ سے غلطی و خطا کے صادر ہونے کے امکان کو ثابت کیا ہے پس یہ دونو جواب ایک دوسرے کے ضد ہو جاتے ہیں اور یہ یعنے معلوماتہٖ عن اللہ میں عن اللہ کی قید کو احترازی سمجھنا اور معلومات غیر عن اللہ کا وجود ماننا اور ان میں غلطی اور خطا کے امکان کو جائز رکھنا سراسر نادانی اور کُھلی بدگمانی ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجیبؒ نے **معلوماتہٖ عن اللّٰہ** کی قید کے بغیر اس طرح جواب کیوں نہیں دیا کہ رہا حضرت مہدیؑ سے غلطی کا صادر ہونا تو اس کو ہم جائز نہیں سمجھتے الخ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جاننا چاہیئے کہ معلومات عن اللہ کے جملہ میں ایک اعتراض کا جواب ہے بغیر عن اللہ کی قید کے وہ اعتراض دفع نہیں ہوتا اسی لئے مجیبؒ نے یہ نہیں فرمایا کہ رہا مہدیؑ سے غلطی کا ہونا تو اس کو ہم جائز نہیں سمجھتے (بلکہ یہ فرمایا کہ رہا مہدیؑ سے غلطی کا ہونا اللہ سے حاصل شدہ آپؑ کے معلومات میں تو اس کو ہم جائز نہیں سمجھتے) اور صورت اُس اعتراض کے دخل کی یہ ہے کہ کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ تم سہو اور غلطی مہدیؑ سے ہونا کہاں سے ناجائز رکھتے ہو کیونکہ مہدیؑ بھی ایک ولی ہیں اولیاء اللہ میں سے اور اولیاء کے حق میں معصوم عن الخطا ہونا باتفاق اجماع شرط نہیں ہے، اور زمانہ نزول وحی کا منقطع ہو چکا ہے پس مجیبؒ نے چاہا کہ جواب اس ہونے والے اعتراض کے دفعیہ کے ساتھ اسی لئے **معلوماتہٖ عن اللّٰہ** کی قید کے ساتھ آنجنابؒ نے جواب ادا فرمایا اور اعتراضِ مذکور کو دفع کرنے کے لئے ہی حضرت مہدیؑ کو ایک صفت خاص کے ساتھ دوسرے اولیاء سے مستثنیٰ کیا حضرت مہدیؑ اگرچہ ولی ہیں اور زمانۂ وحی بذریعہ جبرئیل ختم ہو چکا ہے لیکن حضرت مہدیؑ خلیفہ خدا اور خاتم ولایتِ محمدی ہیں آنحضرتؐ کا مرتبہ

تمام اولیاء اُمت سے بلند تر ہے اور اس مرتبہ کا رکھنے والا بغیر اللہ سے علم پانے کے کوئی بات نہیں کہتا اور کوئی حکم نہیں دیتا اور اُس کے معلومات میں غلطی کو جائز رکھنا خدا سے معلوم ہونے والی باتوں میں غلطی کو جائز رکھنا ہے جو محض باطل ہے اور اس بیان کے پہلے مصنفؒ نے شیخ کے جواب میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ یہ بات محال ہے کہ آخر زمانہ میں دین کو قائم کرے جیسا کہ قائم کیا تھا اُس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ شخص جس کو تحقیق حاصل نہو اللہ اور رسولؐ سے الخ اسی لئے یہاں ایک اشارہ پر اکتفا کیا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ ہم کو اس توجیہ یہ ہے اگر ایسا ہو تو اپنے نامعقول قیاس کو کام میں لاکر حضرت مہدیؑ کے معلومات میں دو قسم پیدا کریں گے یہ نہیں تو عبارت کے معانی کو سمجھنے میں فساد و خلل کا سامنا ہوگا اور حیرانی میں پڑینگے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے اور انصاف نامہ میں آیت کریمہ افــمــن کـــان کی تفسیر میں مولفؒ فرماتے ہیں نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنی مہدیت کے ثبوت میں یہ آیت پڑھی (ترجمہ آیت) کیا پس وہ جو اپنے رب کی طرف سے بینہ (روشن دلیل) پر ہو اور ساتھ ہو اُس کے ایک گواہ اُس کے رب کی طرف سے اور اُس سے پہلے کتاب موسیٰؑ ہو دراں حالیکہ وہ امام و رحمت ہے اور وہ سب ایمان لاتے ہیں ساتھ اُس کے اور جو اُس کا انکار کرے گروہوں میں سے تو دوزخ اُس کی وعدہ گاہ ہے۔ اس کا بیان کر کے آنحضرتؑ نے فرمایا کہ میں حق تعالیٰ سے بغیر کسی واسطہ کے سنتا ہوں کہ یہ آیت تیرے حق میں ہے اَفَـمَـنْ كَـانَ عَـلٰی بَيِّـنَـة میں مَـنْ جو مذکور ہے اس سے مراد تیری ذات ہے اور بینہ سے مراد ولایت خاص اور اتباع حضرت مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ قول و فعل و حال میں اور شاہد (گواہ) سے مراد قرآن ہے اور (اولٰـــئـک (وہ سب) کا اشارہ بینہ قرآن اور توریت کی طرف ہے اور بــــــہ کی ضمیر سے مراد ذاتِ مہدیؑ ہے اور ضمیر دوم سے بھی مراد ذات مہدیؑ ہے نیز آنحضرتؑ نے فرمایا کہ جو کوئی لفظِ قرآن کی مراد اپنی رائے سے کہے وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے (ترجمہ آیت) پس کون ہے ظالم اُس سے بڑھ کر جس نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹ کہکر۔ بندہ جو کچھ کہتا ہے اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ بے واسطہ اللہ کے حکم سے کہتا ہے (ترجمہ آیت) پس اگر یہ جھوٹا ہے تو اسی پر پڑے گا اُس کے جھوٹ کا وبال اور اگر سچا ہے تو تم پر آ پڑے گا کچھ اُس (عذاب) سے جس کا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے تا آخر اور دوسری آیتوں میں بھی آنحضرتؑ نے فرمایا کہ فرمانِ خدا ہوتا ہے کہ ان آیات میں مَنْ سے مراد تیری ذات ہے اس بات کو ظاہر کر ورنہ عاصی ہوگا چنانچہ آیت اوحی الیّ تا آخر (ترجمہ آیت) وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تا کہ ڈراؤں میں تم کو اس سے اور وہ بھی جو (میرے مقام کو) پہونچا اور آیت یــاایھــاالنبی حسبک الخ (ترجمہ آیت) اے نبی کافی ہے تیرے لئے اللہ اور اُس کے لئے بھی جو تیرا تابع ہے مومنین سے۔ اور آیت قل ھٰذہٖ سبیلی الخ (ترجمہ آیت) کہدے اے محمدؐ یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں مخلوق کو اللہ کی طرف بینائی پر میں اور وہ جو میرا تابع ہے، اور ان آیات کے مانند دیگر آیات بھی آنحضرتؑ نے بیان فرمائے نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ

نے بندے کو خلق پر بھیجا اور آگاہ کیا کہ تمام اہل عالم جو دین اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں رسم و عادت و بدعت میں مشغول ہیں دینِ اسلام کی حقیقت اور مقصود ان میں نہیں رہا ہے مگر مجذوبوں میں اور فرمان ہوا کہ ہم نے ایمان کے خزانے کی کنجی تیرے ہاتھ میں دی ہے اور دین محمدیؐ کا تجھ کو ناصر کیا ہے اور میں تیرا ناصر ہوں جا اور میری طرف خلق کو بلا جو شخص تجھ کو قبول کرے مومن ہوگا اور جو تیرا منکر ہو کافر ہوگا، اور فرمایا پھر فرمان ہوا کہ اوّلین اور آخرین کا علم فرقان کا بیان اور معانیِ قرآن میں نے تجھ کو عطا کئے ہیں نیز آنخضرتؑ نے فرمایا کہ اگر بندہ تنہائی میں قرآن کا مطالعہ کر کے معانی سوچکر باہر آتا ہے اور بیان کرتا ہے تو بندہ ظالم اور اللہ پر افترا کرنے والا ہوگا یہ بندہ جو کچھ کہتا ہے اور کرتا ہے اور پڑھتا ہے اللہ کے حکم سے اور اللہ کی اجازت سے کہتا اور کرتا اور پڑھتا ہے جو آیت کہ اللہ تعالیٰ دکھلاتا ہے بندہ پڑھتا ہے اور جس بیان کی اللہ تعالیٰ تعلیم دیتا ہے بندہ بیان کرتا ہے تعلیم دیا گیا ہوں میں اللہ سے بلا واسطہ ہر روز تازہ یہ بندے کا حال ہے اور رسالۂ عقیدہ میں بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا امام مہدی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دیا گیا ہوں میں اللہ سے بغیر کسی واسطہ کے ہر روز کہہ کہ میں اللہ کا بندہ محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع ہوں۔ محمد مہدی (موعودؑ) آخر زماں پیغمبر خدا کے وارث کتابِ خدا اور ایمان کی ماہیت کے عالم، حقیقت (دین کے باطن) اور شریعت (دین کے ظاہر) اور رضوان (درجات خوشنودی خدا) کے مبیّن ہیں اور آنخضرتؑ نے فرمایا ہے ہر حکم جو میں بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں جو کوئی ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہو وہ اللہ کے پاس پکڑا جائے گا اور آنخضرتؑ نے فرمایا کہ احادیث میں اختلاف بہت ہے ان کی تصحیح مشکل ہے جو کوئی حدیث قرآن کے اور اس بندے کے حال کے موافق ہو وہ صحیح ہے چنانچہ مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا ہے قریب میں کثرت سے ہو جائیں گی تمہارے لئے حدیثیں میرے بعد پس تم ان کو اللہ کی کتاب سے ملا کر دیکھو پس اگر موافق ہوں تو اُن کو قبول کرو ورنہ رد کر دو اور خود آنخضرتؐ نے بھی بعض احادیث بیان فرمائے وہ ان لوگوں کے عقیدہ اور فہم کے خلاف ہوئیں نیز آنخضرتؑ نے فرمایا کہ جو کوئی حکم و بیان تفاسیر اور ان کے ماسوا میں اس بندے کے بیان کے مخالف پایا جائے وہ صحیح نہیں ہے اور جو اعمال و بیان کہ اس بندے کا ہے خدا کی تعلیم سے اور مصطفےٰ علیہ السلام کی اتباع سے ہے اور ہم کسی مذہب کے ساتھ مقید نہیں ہیں۔ اور ایسا ہی اعتقاد حضرت سید محمد گیسو درازؒ کے ملفوظ میں مرقوم ہے رسول علیہ السلام کے حق میں کہ آنجنابؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کام اپنی طرف سے نہیں تھا جو کچھ خدا کا حکم ہوتا وہی آنخضرتؐ کرتے تھے فرمان ہوا دعوت کر آنخضرتؐ نے دعوت کی کوئی کام اپنی طرف سے نہیں کیا اور کوئی قوّت اپنی ذات سے نہیں رکھتے تھے۔ بعد اس بیان اور تفصیلِ کلام کے مصدّقانِ حضرت مہدی علیہ السلام کو معلوم ہو کہ حضرت امام علیہ السلام کے تمام گروہ کا اعتقاد صحابہؓ کے زمانہ سے اب تک یہی ہے کہ محمد رسول اللہ اور مہدی مراد اللہ صلی اللہ علیہما وسلم کا رُتبہ مرتبۂ اجتہاد سے بلند تر اور نقصانِ خطا اور

سہو سے پاک ہے اور کوئی اُن دونو کے رتبہ میں مشارکت رکھنے والا نہیں، حضرت مہدی علیہ السلام نے آیت **فسبحان اللہ**
الخ (

سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُن کے کمالِ علم کی خبر اپنے موعودؑ کو دی ہے تیری مہدیت کی داد ملک خراسان میں تجھے دوں گا، اسی بات پر
تو حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ روحہٗ اُن علماء کے اتفاق پر فرماتے ہیں واہ اللہ کی برکت اور رحمت اُن پر کیا خوب
انہوں نے حکم لگایا یعنے برکت اور رحمت خدا کی اُن کے ایسے اعتقاد اور ایسی سمجھ پر ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت
مہدیِ موعود مراد اللہ علیہ السلام کی معرفت کے باب میں کیا خوب اعتقاد حکم انہوں نے کیا، پس مصدقانِ مہدی علیہ السلام کو
لازم نہیں ہے کہ ایسے علماء اہل سنت جو مہدی علیہ السلام کی بشارات سے مشرف ہیں جنکے اقوال کے مقبول و مستند ہونے کی
گواہی اِس گروہ کے مقتدا حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ روحہٗ نے دی ہے ان کے اقوال کو چھوڑ کر دیگر بعضے علماء کے
قول پر جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد اور آنحضرتؐ سے وقوع خطا کے جواز کے قایل ہیں اعتقاد رکھیں اور اُن کے قول
کو تمسک گردانیں یہ محض خطا ہے نیز جاننا چاہیئے کہ تفسیر مواہب میں آیت **عفا اللہ عنک لِمَ اذنت لھم** (ترجمہ آیت)
اللہ تجھے معاف کرے تو نے ان کو کیوں اجازت دیدی کے معنی کا بیان جو مفسر نے کیا ہے اس کا حاصل مضمون یہ ہے کہ یہ حکم
بغیر کسی واقعۂ خطا کے پیش آنے کے ہوا ہے بمنزلۂ دعا کے ہے محاورہ عرب کے مطابق اس میں کسی خطا کے وقوع کی خبر نہیں
ہے اور بعضوں نے اس آیت کو اجتہاد پر محمول کیا ہے لیکن جس امر پر حضرت مہدی علیہ السلام کے گروہ کا اتفاق ہے اس کا
بیان سراج الابصار میں مصنفؒ اس طرح فرماتے ہیں رہا بیان حضرت مہدیِ موعودؑ کا تو وہ مرتبۂ راے و اجتہاد سے نہیں ہے
جس میں احتمال خطا اور صواب دونو کا ہوتا ہے کیونکہ مرتبۂ مہدیت اجتہاد سے بالاتر ہے قول سے حضرت رسول اللہ ﷺ کے
حضرت مہدیؑ کے حق میں کہ وہ میرے قدم بقدم چلے گا اور خطا نہیں کرے گا نیز آنحضرتؐ کے اس قول سے کہ وہ (مہدیؑ)
قائم کرے گا دین کو آخر زمانہ میں جیسا کہ قایم کیا میں نے اُس کو اول زمانہ میں جیسا کہ قایم کیا تھا اُس کو نبیؐ نے کوئی ایسا شخص
جس کو تحقیق حاصل نہو اللہ سے اور رسول اللہ ﷺ سے آنحضرتؐ کی روح مبارک کے مشاہدہ کے ذریعہ اس وجہ سے کہ جو شخص
تابع ہو اختلاف ظنّی کا جو نتیجہ ہوتا ہے آیات و احادیث کی تاویل کا اور جو بعضے ظنّیات کو لے اور بعض کو چھوڑ دے اُس کو نہیں کہا
جاسکتا ہے اُسنے دین کو قایم کیا جیسا کہ قایم کیا تھا اُس کو نبیؐ نے کیونکہ نبیؐ کی شان یہ ہے کہ تابع یقین کا ہو اور وہ تو تابع ظن کا
ہوگا اور خطا میں پڑنے سے محفوظ نہ رہے گا، پس کہاں پہنچتا ہے ظن یقین کے مرتبہ کو (چنانچہ فرمان حق تعالیٰ ہے) بے شک ظن
فائدہ نہیں دیتا حق کا کچھ بھی اور سوائے اس کے نہیں کہ حضرت مہدیؑ کا بیان تو اللہ کے امر اور اللہ کی تعلیم سے ہے نیز کتاب
مذکور میں مصنفؒ فرماتے ہیں اور یہی حال حضرت عیسیٰؑ کا ہوگا پس حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں کا بیان اور اُن دونو کا
اللہ کی کتاب سے قطعی حکم لگا دینا قطعی ہوتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہوتا اس وجہ سے کہ یہ بات دو صورتوں میں سے ایک سے
خالی نہوگی یا تو یہ ہوگا کہ جس چیز کا حکم اُن دونو نے قطعی طور پر کر دیا ہو وہ حکم ظنّی ان کے اجتہاد و راے سے صادر ہوگا یا قطعی

ثابت بہ امرِ الٰہی کشفِ یقینی اور الہام ربّانی سے ہوگا اگر تم پہلی شکل کو تسلیم کروگے تو اُن پر ایک امرِ ناجائز کو جائز قرار دینے والے ٹھہروگے اس وجہ سے کہ امر ظنّی کو قطعی قرار دینا کفر ہے کیونکہ ایسا کرنا اللہ کے خلاف گواہی دینا ہے اور ظن تو ظن ہی کا فائدہ دیتا ہے اور اگر تم دوسری شکل کو اختیار کریں تو مقصد حاصل ہوگیا، اور آنجنابؓ اپنے رسالۂ دوازدہ سوال میں فرماتے ہیں بتحقیق اللہ کے رسولؐ کے حکم کی طرف خطا کو منسوب نہیں کیا جاسکتا ایسا ہی مذکور ہے انصاف نامہ میں بھی اور آیت **عفا اللّٰہ عنک** کے معنی کا بیان تفسیر مواہب میں جو دو طریق سے ہوا ہے ان میں پہلی وجہ جو ہمارے علماء کے اقوال کے مطابق ہے اُس کو چھوڑ کر بیان کا دوسرا پہلو جو اس گروہ کے علماء کے اقوال کے خلاف میں ہے اُس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثبوت خطا و اجتہاد کے بارے میں تمسک گردانئے سے ترجیح بلا مرجّح لازم آتی ہے جو غیر جائز ہے۔ جان اے عزیز مصدقانِ مہدی علیہ السلام کو لازم ہے کہ آیت **عفا اللّٰہ عنک** اور اس کے مانند دیگر آیتوں کے بیان میں اُن تفسیروں سے حجت لائیں اور تمسک اُن اقوال سے کریں جو گروہِ مہدی علیہ السلام کے اجماعی اعتقاد کے موافق ہیں جیسے تفسیر لُباب التاویل تفسیر قشیری اور تفسیر تاویلات القرآن وغیرہ جن میں مفسیرین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خطاء سے براءت اور نفیِ اجتہاد کے قایل ہوئے ہیں تاکہ مخالفان دین اور دشمنان بے یقین کے سوال وجواب میں حضرت مہدیؑ کے دین کی تقویت کے حصول پر بحث کا اختتام ہو اور یہی طریق مصدقین کا رہا ہے ہر زمانہ میں چنانچہ آنحضرتؐ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عتاب کی نفی اور آنحضرتؐ سے خطا کے صدور کا ممنوع ہونا صاحب تفسیر لُباب رحمۃ اللہ علیہ اسی آیتِ مذکورہ کے تحت اس طرح فرماتے ہیں **عفا اللّٰہ عنک لم اذنت لھم** (ترجمہ آیت) اللہ تجھے معاف کرے تو نے کیوں اجازت دیدی اُن کو) اسی آیت کو دلیل گردانتے ہیں وہ لوگ جو انبیاءؑ سے گناہوں کے صادر ہونے کو جائز جانتے ہیں اور اُن کا استدلال دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تجھے معاف کرے، اور عفو یعنے بخشش مقتضی اس کی ہے کہ سابق میں گناہ ہوا ہو اور دوسری وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے کیوں اجازت دیدی ان کو اور یہ استفہام وہ ہے جس کے معنی انکار کے ہیں پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا قول اللہ تجھے معاف کرے لازم کرتا ہے گناہ کے صدور کو بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ دلالت کرتا ہے مبالغۂ تعظیم و توقیر پر پس وہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی اور سے کہتا ہے جب کہ وہ اُس کا بزرگ اللہ تجھے معاف کرے تو نے میرے معاملہ میں کیا تدبیر کی، اللہ تجھ سے خوشنود ہو میری بات کا تیرے پاس کیا جواب ہے پس یہ کلمات یعنے **عفا اللّٰہ عنک** (اللہ تجھ سے خوشنود ہو) **غفر لک اللّٰہ** (اللہ تجھے بخشدے) سب کے سب کلام کی ابتداء اور اس کے آغاز میں تعظیم خطاب پر دلالت کرتے ہیں ساتھ اس کلمہ کے اور جواب دوسری بات کا یہ ہے کہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول تو نے کیوں اجازت دیدی اُن کو سے آنحضرتؐ کے حق میں انکار مراد لیا جائے اور بیان اس کا یہ ہے کہ اس واقعہ میں جس

کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے یا تو آنخضرتؐ سے کوئی گناہ صادر ہوا ہوگا یا نہوا ہوگا پس اگر گناہ آنخضرتؐ سے صادر ہوا تھا تو گناہ کا ذکر بخشش کے بعد کوئی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول اللہ تجھے معاف کرے بخشش کے حصول پر دال ہے اور بخشش کے حصول کے بعد یہ محال ہے کہ انکار بھی کسی صورت سے متصور ہو اور اگر کوئی گناہ آنخضرتؐ سے صادر ہوا ہی نہیں تو آنخضرتؐ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکار (نارضامندی) کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں پس اس سے ثابت ہو گیا کہ اس جیسا انکار آنخضرتؐ کے حق میں ممتنع (ناقابل تسلیم) ہے۔ اور قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب شفا میں کہا ہے اللہ تعالیٰ کے قول **عفا اللّٰہ عنک لم اذنت لھم** سے جن لوگوں نے نبیؐ سے وقوعِ خطا کا گمان کیا ہے اُن کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں اس کے پیش آنے سے قبل کوئی وحی اللہ کی طرف سے وارد نہیں ہوئی جس کا خلاف آنخضرتؐ سے سرزد ہوا پس گناہ شمار پایا ہو اور نہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو آنخضرتؐ کے حق میں گناہ شمار کیا، بلکہ اہل علم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو عتابی کلام میں شمار ہی نہیں کیا ہے اور اُن لوگوں نے غلطی کی ہے جنہوں نے اُس کو اللہ کی طرف سے عتاب سمجھا اور یقطویہ نے کہا ہے بتحقیق اللہ تعالیٰ نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے دور تر رکھا کہ آپؐ پر عتاب کرے بلکہ آنخضرتؐ کو (حکم نافذ کرنے یا نہ کرنے) دونوں باتوں کا اختیار تھا علماء نے کہا ہے آنخضرتؐ کو یہ حق حاصل تھا کہ جو چاہیں کریں ایسے معاملہ میں جس میں آپؐ پر وحی نازل نہ ہوئی ہو، پھر آنخضرتؐ کی خطا یا آپؐ پر حق تعالیٰ کا عتاب کیسا جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس اجازت دے تو ان میں سے جس کو چاہے پس جب آنخضرتؐ نے اُن کو اجازت دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا اُن کے باطنی حال سے جس سے آپؐ مطلع نہ تھے کہ اگر آنخضرتؐ اُن کو بیٹھے رہنے کی اجازت نہ بھی دیتے تو وہ جہاد کو نہ نکلتے بلکہ بیٹھے ہی رہتے اور یہ بھی معلوم کر دیا کہ اُن کے معاملہ میں بنیؐ نے جو کچھ کیا اُس میں کوئی حرج نہیں اور یہاں لفظ عفا غفر کے معنی میں نہیں ہے اور تفسیر مدارک میں مفسر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قول **عفا اللّٰہ عنک** (اللہ تجھے معاف کرے) کا اشارہ زلّہ یعنے لغزش کی طرف ہے کیونکہ معافی کا ذکر اُس کے ساتھ ہی ہوا ہے اور وہ لطف آمیز عتاب ہے جس میں معافی کے ذکر سے آغاز خطاب ہے، اور یہ خطاب دلالت کرتا ہے آنخضرتؐ کو فضل حاصل ہونے پر باقی تمام انبیاءؑ پر کیونکہ ایسے پیرایہ میں مخاطبت اور کسی نبی سے نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے قول **لم اذنت لھم** (تو نے کیوں اجازت دی اُن کو) میں بیان اُسی امر کا ہے جس کا اشارہ ذکر عفو میں ہے اور معنی اس کے یہ ہیں تجھے کیا ہوا جو تو اُن کو غزوہ سے بیٹھ رہنے کی اجازت دیدی جبکہ انہوں نے اجازت چاہی اور جھوٹ موٹ اپنے عذرات تجھ سے بیان کئے کیا ہو جاتا اگر تو تاخیر کرتا اجازت دینے میں یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتا تجھ پر سچّا اپنے عذر میں اور جھوٹا اور کہا گیا ہے کہ دو باتیں آنخضرتؐ سے وقوع میں آئیں جنکا آپ کو حکم نہیں دیا گیا تھا ایک تو آپؐ کا منافقوں کو گھر بیٹھنے کی اجازت دینا دوسری بات فدیہ لے کر قیدیوں کو

رہا کرنا پس اللہ نے لطیف پیرایہ میں ان باتوں پر عتاب فرمایا اوراس آیت میں دلیل اس بات پر ہے کہ انبیاءؑ کے لئے اجتہاد [1] (اپنی رائے سے حکم دینا) جایز ہے اور بجز اس کے نہیں کہ آنحضرتؐ نے وہ دونوں کام اجتہاد ہی سے کئے تھے اوراس کا حق آپ کو حاصل ہونے کے باوجود آپؐ پر لطیف پیرایہ میں عتاب بھی ہوا بسبب ایک ایسے امر کے ترک کے جو افضل یعنے زیادہ بہتر تھا اوراس میں کوئی کلام نہیں کہ انبیاءؑ بھی بہتر بات کے ترک پر عتاب کیئے جاتے ہیں لیکن اسی تفسیر مدارک کے حاشیہ میں مُحشی نے کہا ہے سفیان ابن عینیہ سے مروی ہے کہا انہوں نے دیکھو اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی کو کہ کلام کا آغاز بخشش کے ذکر سے فرمایا قبل اس کے کہ آنحضرتؐ کے فعل کو گناہ ٹھیرائے اوراس جیسے گناہ ہوں کی تو تمنّا کی جاتی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ بعضے صحابہؓ نے اللہ تعالیٰ کے قول **اذھمت طائفتان** الخ (ترجمہ آیت) (جب قصد کیا تم میں سے دو جماعتوں نے ڈرکر پیچھے ہٹ جانے کا اللہ اُن کا رفیق ہوتے ہوئے) کے نزول کے وقت کہا تھا یہ بات ہمارے خوش ہونے کی نہ تھی کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی جو اُن کے حال کی اُن کو خبر دینے والی تھی اور اُس کے ذریعہ اللہ نے ہم کو اس بات کی خبر دی کہ وہ ہمارا ولی ہے، اور سجاوندیؒ نے کہا ہے اللہ تعالیٰ کے قول عفا اللہ میں آنحضرتؐ کی تعظیم کی تعلیم ہے اس وجہ سے کہ عفو کے ذکر کی تقدیم کے ساتھ عتاب جو صورتِ خطاب اختیار کرے اُسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ سابق میں کوئی گناہ قصور نہوا ہو جیسا کہ تم اپنے کسی بزرگ کو مخاطب کر کے کہتے ہو اللہ آپ کو معاف فرمائے آپ نے میرے معاملہ میں کیا کیا، اور اللہ آپ سے خوشنود ہو آپ کے پاس کیا جواب ہے میرے کلام کا نیز حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش کے ذکر کو آنحضرتؐ کی لغزش کے ذکر پر مقدم کیا ہے اسی ذکرِ عفو سے یہ ظاہر ہے کہ عفو بعد لغزش کے ہونا صحیح خیال کیا جائے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ شروع میں کوئی وحی وارد نہیں ہوئی تھی انتہیٰ نیز علماء متکلمین نے جو حضرت خاتم الانبیاءؐ کی ذات سے اجتہاد و خطا کے ثبوت کے قایل ہوئے ہیں اس آیت سے تمسک کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **و لا تکن** الخ (ترجمہ آیت) اور طرفدار نہ ہو خیانت کرنے والوں کا اور معافی مانگ اللہ سے بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ لیکن تفسیر لباب التاویل میں حضرت مہدیؑ کے بیان اور آنحضرتؐ کے گروہِ مبارک کے علماء کے اقوال کے موافق مفسر نے اس آیت سے تمسک کیا اوراس کی جو تفسیر کی ہے یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ آیت) اور نہو تو خیانت کرنے والوں کا طرفدار اور معافی مانگ اللہ سے بیشک

---

[1] اس آیت اوراس کے امثال سے مفسرین انبیاءؑ کیلئے جس اجتہاد کے جواز کے قایل ہوئے ہیں وحی کے ذریعہ اُس کی توثیق یا اصلاح ہوکر وہ بھی اِنْ **ھُوَ اِلاَّ وَحیٌ یُوحیٰ** تعریف میں داخل ہوگیا ہے اُس سے علماء اُمت کے اجتہاد کو کوئی نسبت نہیں جس میں تا قیامت خطا و صواب کا احتمال باقی ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام کو بسبب آپؐ کی ذات خاتم ولایت محمدیہؐ ہونے اور فرمان خدا بلا واسطہ پانے اور ظاہر کرنے پر مامور ہونے کے اُس اجتہاد کی بھی حاجت نہیں ہوئی جو انبیاءؑ کو جائز تھا۔ (مترجم)

اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔اسی آیت سے تمسک کیا ہے اُن لوگوں نے جو انبیاءؑ سے گناہوں کے صدور کو جائز جانتے ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ سے کوئی گناہ نہوا ہوتو آپؐ کو معافی مانگنے کا حکم نہ کیا جاتا اور جواب اُن کے اس تمسک کے کئی وجہ سے ہے کہ آنحضرتؐ سے اللہ تعالیٰ کے قول مت طرفدار ہو خیانت کرنے والوں کا، کا خلاف سرزد نہیں ہوا، آپؐ نے طعمہ کی طرفداری میں جھگڑا نہیں کیا، جبکہ طعمہ کی قوم آنحضرتؐ سے یہ درخواست کی کہ اُس کی طرف سے مدافعت فرمائیں اور یہ کہ چوری کا مرتکب یہودی کو ٹھیرائیں پس رسول اللہ ﷺ نے اس معاملہ میں توقف فرمایا اور انتظار میں تھے کہ وحی آسمانی کیا نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کر دیا گیا کہ طعمہ جھوٹا ہے اور یہودی چوری سے بری ہے صرف یہی تھا کہ آنحضرتؐ طعمہ کی مدد کی جانب مایل تھے اور اس کی مدد کا قصد رکھتے تھے اس سبب سے کہ وہ بظاہر مسلمانوں میں تھا پس اللہ نے آپؐ کو اسی قدر نا مناسب قصد کی بناء پر استغفار کا حکم فرمایا اور دوسری وجہ یہ کہ طعمہ کی قوم نے جب رسول اللہ ﷺ کے حضور میں طعمہ کے چوری سے بری ہونے کی گواہی دی تو اُس وقت رسول اللہ ﷺ پر کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہوئی تھی جو اُن کی گواہی کو غلط ثابت کرتی ہو پس آنحضرتؐ نے قصد کیا کہ یہودی پر چوری کا الزام ثابت ہونے کا فیصلہ سنائیں پھر جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو طعمہ کی قوم کے جھوٹ سے آگاہ فرمادیا تو آپؐ نے جان لیا کہ اگر وہ فیصلہ جس کا آپؐ نے قصد کیا تھا سنادیتے تو سراسر خطا واقع ہونے کی صورت تھی پس اللہ نے اسی وجہ سے آپؐ کو معافی مانگنے کا حکم دیا اگر چیکہ آپؐ اس معاملہ میں معذور تھے۔تیسری وجہ یہ کہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ طعمہ کی قوم کے لئے معافی مانگنے کا حکم آنحضرتؐ کو ہوا ہو بسبب اس کے کہ انہوں نے طعمہ کی طرف سے بیجا مدافعت کی تھی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ استغفار کا حکم آنحضرتؐ کو نبوت سے قبل کے کسی گناہ کے بارے میں ہوا ہو یا اُمت کے گناہوں کی معافی کے لئے یہ حکم استغفار آنحضرتؐ کو دیا گیا ہو چوتھی وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا درجہ سب درجات میں بلندتر اور آپؐ کا منصب سارے مناصب میں بزرگ تر ہے پس آپؐ کے درجہ کی بلندی منصب کی بزرگی اور اللہ بزرگ و برتر کی کمال درجہ معرفت کے لحاظ سے کوئی بات معنی طلب یا کسی قسم کا سہو اور کوئی امر امور دنیاوی سے آپؐ سے وقوع میں آیا ہو تو وہی آپؐ کے منصب کے نسبت کرتے گناہ ہوتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے [1] ابرار کی نیکیاں مقربین کے نزدیک برائیاں ہیں اور یہ بات بہ نسبت اُن کے منازل و درجات کے ہے واللہ اعلم نیز جاننا چاہیئے کہ بعضے لوگ اجتہاد اور خطا کی نسبت حضرت مہدی مراد اللہؑ کی طرف بھی ثابت کرتے ہیں اور اس اعتقاد پُر فساد پر انصاف نامہ اور رسالۂ دوازدہ سوال سے دلیل لاتے ہیں کہ انصاف نامہ میں مذکور ہے و ما یعلم الھدیٰ **علم القیاس لیحکم بہٖ**

---

[1] مثلاً بوجہ حلال حاصل شدہ مال بعدِ ادائے عشر و زکوٰۃ رکھنا ابرار (رخصت پر چلنے والوں) کے نزدیک جائز اور حسناتِ دنیاوی ہے لیکن مقرّبین (عزیمت والوں) کے نزدیک داخلِ سیئات ہے (مترجم)۔

وانما یعلم لیحبیب یعنے نہیں جانتے مہدیؑ علم قیاس کوتا کہ اُس کے ذریعہ حکم کریں اور جانتے ہیں اُس کوتا کہ اُس سے جواب دیں لیکن یہ لوگ اپنی جہالت کی زیادتی اور سمجھ کی کوتاہی سے یہ نہیں سمجھتے کہ یہی قول ان کے مدّعا کے خلاف پر دلالت کرتا ہے اور اجتہاد کی نسبت حضرت مہدیؑ کی طرف کی جانا منع ہونے پر قوی ترین حجت ہے اس لئے کہ مصنفؒ نے فرمایا ہے نہیں جانتے مہدیؑ قیاس کوتا کہ اُس کے ذریعہ حکم کریں علمِ قیاس مجتہدوں کا علم ہے اور حضرت مہدیؑ مجتہدوں کے علم کی بناء پر حکم کرنے والے نہیں کیونکہ آپؑ خلیفتہ اللہ اور امر اللہ (تابع امر اللہ) ہیں چنانچہ آنحضرتؑ کا دعویٰ ہے کہ جو کوئی حکم میں بیان کرتا ہوں، خدا سے پا کر حکم خدا سے بیان کرتا ہوں نیز آنحضرتؑ نے فرمایا کہ تعلیم دیا گیا ہوں میں اللہ کی طرف سے بغیر کسی واسطہ کے ہر روز اور یہ مرتبہ رکھنے والا جو کچھ کرتا ہے اور جو کہتا ہے حکم خدا سے قطعاً و یقیناً فرماتا ہے چنانچہ سراج الابصار میں مصنفؒ نے بیان فرمایا ہے اور رہا مہدیِ موعودؑ کا بیان تو وہ مرتبہ رائے و اجتہاد سے نہیں جس میں خطا و صواب دونوں کا احتمال ہوتا ہے کیونکہ مرتبۂ مہدیت اجتہاد سے بالاتر ہے اور حکم مجتہد کا خطا کا احتمال رکھتا ہے اور حضرت مہدیؑ حکمِ مجتہد کے تابع نہیں ہو سکتے لیکن آنحضرتؑ جانتے ہیں مجتہدوں کے علم کو یعنے سمجھانے اور جواب دینے کیلئے علماء ظاہر کو چنانچہ یہ نقل شریف مشہور ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا حق تعالیٰ کا فرمان ہوا کہ ہم نے تجھ کو علم ظاہری اس لئے دیا ہے کہ علماء ظاہر کو علم ظاہری سے تو جواب دے، علم ظاہری آنحضرتؑ کو ہونے کا وہ مطلب نہیں جو ان لوگوں نے سمجھا ہے کہ حضرت مہدیؑ بھی مجتہدوں کی طرح سے قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس سے جواب دیتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ قیاس کو جوابات سے کیا نسبت ہے، قیاس تو محض احکام کے برآمد کرنے میں ہوتا ہے کتاب وسنت سے چنانچہ کتاب توضیح میں قیاس کے باب میں لکھتے ہیں چوتھا رکن قیاس ہے اور وہ آگے لے جانا ہے حکم کا اصل سے فرع کی جانب بسبب علّت کے اتحاد کے یعنے قیاس سے مراد احکام کا تعدیہ اور استنباط ہے یعنی برآمد کرنا حکم کا اصل دلیل سے فرع کی جانب اور حکم کرنے میں ایسا قیاس حرام ہے مہدی علیہ السلام پر چنانچہ رسالۂ دوازدہ سوال میں (میاں عبدالملک سجاوندیؒ) فرماتے ہیں پس اللہ ہی سکھلاتا ہے مہدیؑ کو کہ وہ دین محمدی ہے پس حرام ہے آپؑ پر قیاس اور اجتہاد اسی لئے (حضرت مہدیؑ کی شان میں مولفِ انصاف نامہ نے یہ قول نقل) فرمایا ہے کہ مہدیؑ کا علم قیاس کو جاننا محض اس لئے ہے کہ اس کے مطابق جواب دیں یعنے مہدیؑ علماء کو علم معقول و منقول سے حسب قاعدۂ علم اصول جواب دیں گے تاکہ اُن کی تفہیم ہو اور جو لوگ انصاف نامہ سے قولِ مذکور کو لے کر اس سے اجتہاد و قیاس مہدی علیہ السلام کیلئے ثابت کرتے ہیں اُن کے خیال خام کی بناء پر کلام مذکور کی عبارت اس طرح فرض کرنی ہوگی کہ مہدیؑ نہ جانیں گے قیاس کوتا کہ اُس کے ذریعہ حکم کریں ساتھ اس کے جانیں گے ضرور قیاس کوتا کہ اُس کے ذریعہ جواب دیں کیونکہ قیاس کا معنی ہے احکام کا تعدیہ اور استنباط نہ کہ جواب دینا، کہاں احکام کا تعدیہ (ایک مسئلہ سے دوسرے مسئلہ پر منطق کرنا)

اور کہاں سایل کا جواب قیاس کی تعریف وہی ہے جو کتب اصول میں مذکور ہے جیسا کہ توضیح کا قول اوپر گذرا اور قیاس گمانِ غالب کا فایدہ دیتا ہے پس جو لوگ اجتہاد اور قیاس حضرت مہدیؑ کے حق میں جائز رکھتے ہیں لامحالہ حضرت مہدیؑ کے اقوال کو ظنّی ٹھہراتے ہیں حالانکہ ایسا قرار دینا بدترین بدعت اور سراسر گمان فاسد ہے اسی لئے رسالۂ دوازدہ سوال میں (حضرت عالم باللہؒ) فرماتے ہیں پس حرام ہے حضرت مہدیؑ پر قیاس اور اجتہاد یہ نہیں فرمایا کہ حرام ہے آپؑ پر علم قیاس کیونکہ قیاس تو مجتہدوں کے لئے مخصوص ہے اور یہاں علم کی اضافت قیاس کی طرف ہے پس قیاس اور علم قیاس میں مغایرت ثابت ہوگئی اور مجتہدوں کا علم وہی ہے جو قیاسِ دینی ہے پس سمجھ لے اور انصاف سے متجاوز نہو، پس مصدقان مہدیؑ پر واجب ہے کہ خاتمین علیہما السلام کے حق میں حضرت مہدیؑ کے فرمان پر اور اس گروہ کے اجماع اور اہل سنت و جماعت کے اتفاق پر اپنا عقیدہ رکھیں، آنحضرتؐ کے فرمان اور اجماع کی مخالفت میں کوئی اعتقاد رکھنا عین ضلالت ہے اور حضرات خاتمین علیہما السلام کی خصوصیت کے بیان میں بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ نقل ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا وہاں سرتاپا ولایت تھی لیکن رسول خداﷺ اُس کے اظہار پر مامور نہیں تھے بندہ مامور ہے نیز آنحضرتؑ نے فرمایا کہ وہاں بھی بغیر کسی واسطہ کے حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا تھا لیکن پیغمبر علیہ السلام اُس کے دعوے پر مامور نہیں تھے اور یہاں بھی جبرئیلؑ ہیں لیکن جبرئیلؑ کا دعویٰ نہیں ہے انتہیٰ پس خود حضرت مہدیؑ کے فرمان سے مقرر اور ثابت ہوگیا کہ محمد رسول اللہﷺ نے جو کچھ کیا اور فرمایا حکم خدا سے کیا اور فرمایا خطا اور اجتہاد سے آپؐ پاک تھے ایسا ہی حضرت مہدیؑ نے جو کچھ کیا اور فرمایا آپؑ کا قول وفعل بھی اجتہاد اور فکر وخطا سے پاک تھا لیکن حضرت مہدیؑ خدا سے بے واسطہ تعلیم پانے کے اظہار پر مامور تھے اور رسول خداؐ کو بھی خدا سے بے واسطہ تعلیم تھی لیکن آنحضرتؐ اس کے اظہار پر مامور نہیں تھے، اگر رسول خداؐ اور اُس کے اظہار اور دعوے پر مامور ہوتے تو مفسرین ومجتہدینؒ آنحضرتؐ کے اجتہاد کے قایل نہوتے جیسا کہ گروہِ مہدی اجماع ان ہر دو ذات، خاتمینؑ کے حق میں نفی اجتہاد کے قایل ہونے پر ہوا ہے یقین کے ساتھ اور کوئی بھی یہاں اجتہاد کے اثبات کی جانب مایل نہیں ہوا ہے اسی معنی کے نظر کرتے وہ علماء جو نبی علیہ السلام کے اجتہاد کے قایل ہوئے ہیں معذور قرار پاتے ہیں کیونکہ رسول خداؐ امرِ مذکور (بے واسطہ فرمان خدا پانے اور سنانے) کے اظہار پر مامور نہیں تھے، نیز رسالۂ تسویت الخاتمینؑ میں مصنفؒ فرماتے ہیں محمدؐ اور خدا کے درمیان جو کوئی گمان کرے جدائی کا پلک جھپکنے کی مقدار کے برابر تو نقصان اٹھانے والا ہوگا، اور ایسا ہی حضرت مہدیؑ کے حق میں بھی آنحضرتؐ کی قوم کا اس امر پر اجماع واتفاق ہے اور یہی قوی ترحجت ہے قطعی دلیل ہے اِن ہر دو ذات کے حق میں اجتہاد وخطا منع ہونے کے بارے میں پس مصدقانِ مہدیؑ کو لازم ہے کہ آنحضرتؐ کے فرمان کے خلاف میں جو علماء کے اقوال ہیں اُن کو دلیل نہ گردانیں کیونکہ گروہِ مہدیؑ میں صحابہؓ کے زمانہ سے اس زمانہ تک کسی نے اُن اقوال سے

تمسک نہیں کیا ہے اور اجماع کے برخلاف کسی بات کو دلیل گردانا عین گمراہی ہے جیسا کہ حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرہٗ دلیل العدل والفضل میں فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ کے گمراہ کن افراد اپنی سمجھ کے مطابق دلیل وقیاس اہل سنت الجماعت کے خلاف اختیار کر کے **لفی ضلال بعید** (البتہ بڑی دور تک گمراہی میں ہیں) کی وعید میں پڑے ہیں یعنے اپنی نکالی ہوئی دلیل پر بھروسہ کر کے ہرگز وہ اجماع کی تقلید نہیں کرتے باوجود اس کے کہ اعتقادات کے باب میں کوئی دلیل معتبر نہیں بجز نص کتاب (صاف وصریح حکم آیت) اور سنت (حدیث صحیح) کے لیکن یہ دونوں بھی متعلق اجماع سے ہیں ورنہ ہر ایک بدعتی قبیلہ اپنے عقیدہ پر حجت کتاب وسنت سے رکھتا ہے اور اسی لئے بزدوی میں کہا ہے جس نے انکار کیا مسلمانوں کے اجماع کا تو باطل ہوا دین اُس کا کیونکہ تمام اصول دین کا مدار اور مرجع اُن کا مسلمانوں کا اجماع ہے اور اسی طرح فرمان اللہ تعالیٰ کا ہے (ترجمہ آیت) اور جو چلا مومنوں کے راستہ کے سوا کسی راستہ پر تو ہم اُس کو اُسی کا والی بنائیں گے جس کو اُس نے اختیار کیا اور جلائیں گے اُس کو جہنم میں یہاں تک ہے کلام رسالۂ مذکورہ کا پس جو لوگ حضرت مہدیؑ کے گروہ کے خلاف میں آیات ونقول سے دلیل لانا چاہتے ہیں **لفی ضلال بعید** (البتہ وہ بہت دور گمراہی میں پڑے ہیں) کی وعید میں داخل ہیں چنانچہ بعضے برادر کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ اور مہدیؑ سے سہو اور خطا وقوع میں آئے ہیں نیز کہتے ہیں کہ بعضے معاملات میں مہدی علیہ السلام نے اپنی خواہش اور اپنی طبیعت سے بھی فرمایا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں دلیروں اور حریفوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب خطا کو بھی منسوب کیا ہے اجتہاد کا تو کیا ذکر ہے اور یہ ایسے کلمات ہیں کہ ان سے تحقیر اور توہین حضرات خاتمین علیہما السلام کی ثابت ہوتی ہے اور ان کی توہین کفر ہے چنانچہ اس کا ذکر پوری طرح سے اس رسالہ کے آخر میں کیا جاتا ہے، اور اجماع کی مخالفت میں کسی آیت کلام اللہ کے ظاہری معنی کو لے کر کوئی حکم لگانے کے بارے میں رسالۂ دلیل العدل والفضل میں مصنفؒ فرماتے ہیں کلام اللہ جو قدیم اور غیر مخلوق بے حرف اور بے صورت ہے اس کے تمام الفاظ بھی اجماع کے حکم کے مطابق لئے گئے ہیں پس خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ جب اجماع کے خلاف پر عین الفاظ کلام اللہ کی بناء پر بھی کوئی حکم لگانا خطا ہے تو اس کے برخلاف اور دلیلیں کہاں معتبر ہوسکتی ہیں اسی جہت سے تمام اہل حق نے ایسا اقرار کیا ہے چنانچہ کتاب مقصد الاقصیٰ میں بیان کرتے ہیں خلاصہ کمالِ آدمی کا یہی ہے کہ اپنی محققی کا دعویٰ سر سے نکال دے اور پاؤں تقلید کی حد سے باہر نہ رکھے اور اتقلید اجماع اور اپنے امام کی ہے اجماع کی تقلید تمام امور دین میں لازم ہوتی ہے اور تقلید اپنے امام کی بجز فروعی امور کے کسی میں نہیں کیونکہ وہ مجتہد ہے اور اس گروہ کے اجماع کا اتفاق بھی ایسا ہی ہے چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کی نقل سے معلوم ہوتا ہے نقل ہے کہ جس وقت حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے آیت **وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ** (اور نہیں جانی انہوں نے اللہ کی قدر جیسی کہ چاہیئے تھی) کے معنی کے بیان میں فرمایا کہ مہدی علیہ السلام بھی جیسے ہم میں آئے ویسے ہی گئے

آنحضرتؐ کوکسی نے نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننا چاہیئے تھا یہ سنکر ملک بخنؒ نے کہا آیا خوندکار کے نزدیک بھی یہی بات ہے میاںؒ نے فرمایا ہاں پھرانہوں نے پوچھا خوندکار نے کتنا فیض حاصل فرمایا ہے میاںؒ نے فرمایا جیسے کوئی شخص پانی سے بھرے ہوئے گھڑے میں اپنی اُنگلی تر کرلے اس سے پانی کیا کم ہوگا یا جیسے کوئی پیاسی چڑیا دریا میں غوطہ لگائے پانی پیئے اور پروں کو تر کرلے تو دریا میں کیا کمی ہوگی پھر میاںؒ نے فرمایا اے ملک بخن ولایتِ مصطفےٰﷺ اب بھی ویسی ہی ہے جیسی پہلے تھی ہمیشہ یکساں ہے نہ اس میں زیادتی ہے نہ نقصان ہے نہ اُس کا اوّل نظر آسکتا ہے نہ آخر جیسے آفتاب کی روشنی دن کے شروع میں نرم معلوم ہوتی ہے دوپہر کے وقت ہم پر اُس کی تابش جلالی ہوتی ہے لیکن آفتاب کی ذات کی کرنیں تو جیسی ہیں ہمیشہ ویسی ہی رہتی ہیں رات اور دن میں اُن میں کوئی فرق نہیں آتا اور ذات حق تعالیٰ بھی دنیا اور آخرت دونوں میں نہاں اور عیاں یکساں ہے ولایتِ مصطفےٰﷺ بھی (جب سے مخلوق ہوئی اور ولایت اللہ کا مظہر بنی ہے) دونوں جگہ یکساں ہے اور رسالۂ تسویت الخاتمینؒ میں حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں حضرت میراں علیہ السلام نے اپنی ذات کو دکھلا کر فرمایا کہ یہ ولایت مصطفےٰؐ ہے پس جبکہ حضرت مہدیؑ کی ذاتِ مبارک سرتاپا ولایتِ مصطفےٰؐ ہے اور ولایتِ مصطفےٰؐ کو مانند حکم ذات کے یعنے اب بھی ویسی ہی ہے جیسی کہ پہلے تھی فرمائے ہیں اور یہ فرمائے ہیں کہ ذات حق تعالیٰ دنیا اور آخرت میں نہاں اور عیاں یکساں ہے اور ولایتِ مصطفےٰؐ بھی دونوں جگہ یکساں ہے تو اُس ذات کی طرف (جو مظہر ولایتِ مصطفےٰؐ ہے) نسبت اجتہاد و خطا کی ثابت کرنا ولایتِ مصطفےٰؐ ہی عین اُس کی ہے اُس ذات میں یعنے عین ولایتِ مصطفےٰؐ میں اجتہاد و خطا کا کیا محل اور نفس وطبیعت اور خواہشِ نفس کا اس میں کیا دخل کیونکہ ولایتِ مصطفےٰؐ سے مراد قرب حق تعالیٰ (کی بلندترین صفت) ہے جو عین ذاتِ مہدیؑ ہے (یعنے جس کے مظہراتم مہدیؑ ہیں) اس توجیہ کے لحاظ سے دانایان دین اور عارفانِ اہلِ یقین کے پاس عین ذات سید محمد مہدیِ موعودؑ ہی مانع اجتہاد و نافی خطا ہے کیونکہ ولایت مصطفےٰؐ کسی لحظہ کسی گھڑی خاتم الولایت کی ذات سے جدا نہیں جس سے شئی شئی ہے وہی اصل شئی ہے یعنے کسی ذات سے اُس کی ذات کا جدا ہونا محال ہے اسی دائمی قُرب الٰہی کے باعث حضرت امام علیہ السلام نے علماء خراسان کے جواب میں فرمایا کہ ہم مراد اللہ بیان کرتے ہیں تفاسیر وغیرہ میں جو حکم و بیان کہ مخالف اس بندے کے بیان کا ہو وہ صحیح نہیں اس لئے کہ جو کوئی عمل اور بیان کہ اس بندے کا ہے خدائے تعالیٰ کی تعلیم سے ہے اپنی طرف سے کچھ نہیں یہی وجہ تھی کہ علماءِ خراسان جو ولایتِ مصطفےٰؐ کی حقیقت سے آگاہ تھے کہ مہدی موعودؑ خاتم اُس ولایت کے ہیں اسی لئے انہوں نے یہی دلیل و حجت مہدویت کے ثبوت کی ٹہرائی کہ تمام اقوال و افعال خاتمینؑ کے فرمانِ خدا سے ہوتے ہیں ہمارے اس بیان کی تائید اس تحریر سے ہوتی ہے جو انصاف نامہ میں ہے نقل ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی حکم میں بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں جو کوئی ان احکام سے ایک حرف کا منکر

ہو وہ اللہ کے پاس پکڑا جائے گا، اور حضرت مہدیؑ نے ہر روز بیان فرمایا حکم خدا سے بیان فرمایا اور جو کچھ آنحضرتؐ نے فرمایا
حکم خدا سے فرمایا ہم کو حضرت مہدیؑ کے فرامین میں تاویل وتحویل نہیں کرنی چاہیئے اور (بے ضرورت تطبیق دینے میں نہیں پڑنا
چاہیئے بلکہ ہم کو یہی لازم ہے کہ جو کچھ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا ہے اُس پر ایمان لائیں اور عمل کریں نیز آنحضرتؐ
نے فرمایا اگر ہم سے کچھ سہو اور غلطی ہوئی ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ آگاہ کریں، نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ
نے مہدیؑ کو ظاہر کرنے کے لئے بھیجا ہے بجز فرمانِ خدا کے میں نے کچھ نہیں کہا ہے نیز جاننا چاہیئے کہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا
کہ محمدؐ اور خدا کے درمیان جو کوئی پلک جھپکنے کی مقدار بھی جدائی کا گمان کرے نقصان اٹھانے والا ہوگا اس حکم صریح کو چھوڑ کر
اُن بعض علماء کے قول پر جو حضرت محمد رسول اللہؐ کی ذات سے اجتہاد وخطا کے ثبوت پر گئے ہیں اعتقاد کرنا سراسر ضلالت اور
کمال درجہ جہالت ہے باوجود اس کے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا یہہ دعویٰ ہے کہ جو کوئی حکم و بیان تفاسیر وغیرہ میں اس
بندے کے بیان کے خلاف میں ہو وہ صحیح نہیں ہے آنحضرتؐ کے اس بیان کے علاوہ اکثر علماء اہل سنت چنانچہ اپنے زمانے
کے علماء اہل سنت کے صدر حضرت اشعریؒ اور اُن کی پیروی کرنے والوں نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں صفتِ اجتہاد سے
انکار کیا ہے چنانچہ اِن کے اقوال ہنار اور عضدی میں مرقوم ہیں ان کے قول کے مطابق جن کا بیان حضرت مہدی علیہ السلام
کے بیان کے موافق نہیں ہے اعتقاد رکھنا اور حکم کرنا اصل گناہ اور انتہائی گھاٹا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ بعضے علماء جو نبینا صلعم کی
ذات سے اجتہاد وخطا کے ثبوت میں آیت عفا اللّٰہ عنک لِمَ اذنت لھم سے تمسک کئے ہیں۔ مصدقانِ مہدی علیہ
السلام کو نہیں چاہئے کہ اُن علماء کی تفہیم کے مطابق آیت مذکورہ سے تمسک کریں بلکہ اس باب میں ہم کو لازم یہ ہے کہ اُن علماء
کے قول کو دلیل گردانیں جو آیت مذکورہ کے معنی کو منع اجتہاد وخطاء پر محمول کئے ہیں اگر ہم ایسا نہ کریں اور اس کے برخلاف
واقع ہونے والے اعتقاد پر حجت لائیں تو دو گمراہیوں میں پڑیں گے ایک تو بعض علماء کے قول کو حضرت مہدیؑ کا فرمان
خلافِ قرآن ہونا ثابت ہوگا یہ دونوں امر باطل ہیں پس مقرر اور بہ تحقیق ثابت ہو گیا کہ جو لوگ خاتمین علیہما السلام کے اجتہاد و
خطا کے قایل ہیں اُن کے دماغ میں گلزار ولایتِ مصطفےٰؐ کی بو مطلق نہیں پہنچی ہے اور وہ شرف تقلید سے بالکل آگاہ نہیں ہوئے
اور اس عقیدۂ باطلہ اور ناکارہ حجت سے وہ صحابہؓ کی تقلید سے باہر ہو گئے ہیں اسی لئے خاتمین علیہما السلام کے اجتہاد کے
ثبوت پر حضرت مہدی علیہ السلام کے فرامین کے خلاف بعض علماء مفسرین کے اقوال کو حجت گردانتے ہیں جیسا کہ عبدالرزاق
اور عبدالرّحیم بھی مجتہدوں کے قول کو حضرت مہدیؑ کے فرمان پر ترجیح دیتے رہے یعنے حضرت مہدی علیہ السلام کے قول کی
موافقت پر مجتہدوں کے قول سے دلیل ڈھونڈھتے تھے بلکہ ان لوگوں کا حال تو عبدالرزاق سے بھی بدتر قرار پاتا ہے کیونکہ وہ
آنحضرتؐ کے قول کی موافقت پر دلیل چاہتا تھا اور یہ آنحضرتؐ کے فرمان کی مخالفت پر مجتہدوں کے اقوال کو دلیل گردانتے

ہیں اوراس گروہ کے علماء راسخین کا عقیدہ وہ ہے جیسا کہ حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرہٗ عبدالرزاق اور عبدالرحیم بن عبدالحلیم کے جواب میں رسالۂ ماہیۃ التقلید میں فرماتے ہیں نیز جاننا چاہیئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے شریعت میرے اقوال ہیں اور ائمہ اجتہاد کے اقوال بھی عین مسایل شرع کے ہیں وہی فقہ اور شرع اجتہادی ہیں پس دوسرے علماء کے اقوال اُن کے مسایل کے موافق ہونے چاہیں لیکن وہ کون شخص ہے جو یہ کہے کہ ائمہ اجتہاد کے اقوال اگر دوسرے علماء کے اقوال کے موافق ہوں تو مقبول ہیں ورنہ نہیں یعنے یہ ظاہر ہے کہ حضرت مہدیؑ کا مرتبہ اجتہاد سے کم نہیں پس اس طرح حضرت مہدیؑ کے مرتبہ کو گھٹا ہوا جاننا نادانوں کی صفت ہے، نیز فرماتے ہیں باطن مہدیؑ جو ولایتِ محمدیؐ ہے اُسی کے واسطہ سے تمام کائنات کا ظہور رہا ہے چنانچہ بندگی میاں ملک جی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جو بھی ہے، ہے ولایت ہی کا ظہور

بہرصورت خاتمین علیہما السلام کے قول وفعل کی پیروی ہی دین وایمان ہے بلکہ کہا ہے رسالۂ دیرا الوصول الیٰ علم الاصول میں کہ تقلید صحابیؓ کی واجب ہے اس کے مقابلہ میں قیاس متروک ہوتا ہے اور کہا ہے حُسّامی کے حاشیہ میں یعنے متروک ہوتا ہے اُس سے یعنے قول صحابی یا مذہب صحابیؓ سے قیاس باوجود اس کے کہ وہ اصل شرعی ہے اور ابوالمکارم کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ وہی طریقہ جو بیان ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے مسمّٰی شرع سے ہے جس کے اوپر کوئی بات نہیں بندگی میاں عبد الملکؓ نے حضرت مہدیؑ کے حق میں فرمایا ہے بلکہ شرع حقیقی وہی ہے جس کو آنحضرتؐ نے بیان کیا ہے اور تاویل حسن وہی ہے جس کو آنحضرتؐ نے حسن فرمایا اور قبیح وہی ہے جس کو آپؐ نے قبیح کہا اور یہ بات کوئی محال نہیں چنانچہ میاں عبدالقادرؒ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدیؑ کی زبان سے جو ایمان مقید ہوا ہے تو شریعت بھی آپؐ ہی کی زبان سے ہے جو کچھ کسی کی زبان سے مقید ہو تو بالاتفاق وہ اُس کی تقلید ہی ہے یہی حال تمام گروہِ مہدیؑ کی تقلید کا ہے اس بیان پر لاچار ہوکر بحث کرنے والوں نے بھی اس مدعا کا اقرار کیا کہ تابعان مہدیت جو کچھ تقلید آنحضرتؐ کی رکھتے ہیں شرع اجتہادی ہے پس شرع حقیقی اصل ہے اور شرع اجتہادی اُس کی تابع ہے ہاں اصل حقیقی فاوحی الی عبدہٖ مااوحی (پس وحی بھیجی اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجی) ہی ہے اسی لئے خصوصیت آنحضرتؐ کی یہ ہے ماینطق عن الھویٰ ان ھو الّا وحی یوحیٰ (نہیں بولتا ہے وہ خواہش نفس سے اُس کی گفتار سے جو کچھ ہے وحی ہے جو اُس کو بھیجی جاتی ہے) اور اجماع وقیاس شرع اجتہادی کے اصول ہیں اور یہ دونوں نبیؑ کے بعد اس درجہ مستحکم ہوئے ہیں نہ کہ آپؐ سے پہلے پس ثابت ہوا کہ مذہب ائمہ اجتہاد کا شرع اجتہادی ہے اور خالص پیروی صاحب تحقیق کی جو صاحبِ فرمان حق تعالیٰ ہے شرع حقیقی ہونے کا سب نے اقرار کیا ہے کہ تقلید مہدیؑ عین دینِ خدائے تعالیٰ ہے اور حضرت مہدیؑ کی تقلید کو مانند سنتِ نبیؑ کے بھی کہے ہیں جو اصول شرع سے ہے یہاں تک ہے

کلام اس رسالہ کا، معلوم کر اے عزیز کہ مقتدایانِ دین اور بزرگان اہل یقین نے تقلید کا شرف اس حد تک بیان کیا ہے کہ حضرت مہدیؑ کی تقلید ہی خدائے تعالیٰ کا دین ہے اس کے مقابلہ میں قیاس متروک ہے اور یہ نادان لوگ کہتے ہیں کہ بعضے معاملات میں حضرت مہدیؑ نے اپنے اجتہاد اور رائے سے بھی فرمایا ہے چنانچہ بی بی الہدیٰؓ کی وفات کی نقل وغیرہ سے حضرت مہدیؑ کے حق میں اور ماریہ قبطیہؓ کے قصہ اور یہودی کے قضیہ سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں اجتہاد و خطا کے ثبوت پر بعضے علماء کے اقوال سے دلیل لاتے ہیں ان کے قول کا جواب شافی کافی نقول کے حوالوں سے حضرت مہدیؑ کے فرمان کی متابعت اور اس گروہ کے اجماع کی موافقت میں شرح وبسط کے ساتھ اس رسالہ کے آخر میں آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز جاننا چاہیئے جیسا کہ یہ لوگ مجتہدین ومفسرین کے اقوال کو حضرت مہدی علیہ السلام کے بعضے فرامین کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں عبدالرزاق کے مانند تو ان کا جواب بھی بعینہٖ وہی ہے جو حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرہٗ رسالہٗ مذکورہ میں عبدالرزاق کے جواب میں فرماتے ہیں اُس جواب کا مضمون یہ ہے جب ان کے اور ہمارے درمیان مباحثہ ٹھیرا تو یہ لوگ علماء مجتہدین کے اقوال کو جو مسائل شرع سے موسوم ہیں راجح قرار دینا چاہتے تھے چنانچہ اُن کا کہنا یہ تھا کہ فلاں عمل حضرت میراں علیہ السلام کا فلاں مسلۂ شرع کے موافق ہوا اس پر انہوں نے حجت پائی یعنے (ان کے نزدیک یہ بات ہے) کہ نقل ومنقول اور حضرت مہدیؑ کی تقلید مجتہدین کے اقوال کے موافق چاہیئے تبھی مقبول ہے ورنہ نہیں اور یہ ضعیف حضرت مہدیؑ کے احکام و بیان کو راجح قرار دینے کی کوشش کرتا رہا اور کہتا رہا کہ تمام گروہ مہدیؑ کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ہر وہ مسلۂ شرعی جو حضرت مہدیؑ کی تقلید کے موافق ہو درست ہے ورنہ درست نہیں کیونکہ خدا اور رسولؐ کے خلیفوں کا کام ہے اور مہدیؑ خلیفۂ خدا ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے جانشینوں میں بھی بجز عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے کوئی مثل مہدیؑ کے نہیں ہے اس جہت سے اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت مہدیؑ کے قول وفعل کی تقلید تمام خلفاؓ و مجتہدینؒ کی تقلید پر ترجیح رکھتی ہے برخلاف اس کے اس محل میں مجتہدین کے اقوال کو بلاوجہ راجح جاننا یعنے صاحبِ فرمان کی متابعت پر مجتہدوں کے مذاہب کو ترجیح دینا تمام دین کو اوندھا کر دینا ہے یہاں تک ہے کلام اُس رسالہ کا، جان اے عزیز کہ جن بزرگوں نے ولایت مصطفےٰؐ کی قدر و منزلت کو جانا ہے خاتمینؑ کے بارے میں اُن کا یہ اعتقاد ہے اور وہ لوگ جو بعضے مجتہدوں اور مفسروں کے اقوال کو خاتمینؑ کے اجتہاد و خطا کے ثبوت میں تمسک کئے ہیں صحابہؓ کی تقلید اور اس گروہ کے اتفاق سے خارج ہیں جیسا کہ حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرہٗ کے کلام سے معلوم ہوا یعنے محمد ومہدی علیہما السلام اصول شرع حقیقی کے قایم کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے قول (ترجمہ آیت) پس وحی بھیجی اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجی۔ کی بناء پر شرع حقیقی خاتمین علیہما السلام کے ساتھ مخصوص ہے چنانچہ بندگی میاں سید قاسمؒ نے فرمایا ہے اور اسی لئے آنحضرت کی خصوصیت مــا یــنـطـق عـن الـهـوی ان

ھوالّا وحٰی و یوحٰی (نہیں بات کرتا ہے وہ خواہشِ نفس سے اُس کی گفتار سے جو کچھ ہے وحی ہے جو اُس کو بھیجی جاتی ہے) ہے (اور یہی خصوصیت حضرت مہدیؑ کی ہے) یعنے ان کے سوائے سب مجتہدین ہیں جن کی جانب شرع اجتہادی منسوب ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اصولِ شرع اجتہادی اجماع وقیاس ہیں اور یہ دونوں ہمارے نبیؐ کے بعد ایسا استحکام پائے ہیں آپؐ سے پہلے ان کا وجود نہ تھا پس ثابت ہوا کہ ائمہ اجتہاد کے مذاہب شرع اجتہادی ہیں اور خالص پیروی صاحبِ تحقیق کی جو صاحبِ فرمانِ حق تعالیٰ ہے شرع حقیقی ہے اور سب نے اس کا اقرار کیا ہے کہ مہدی علیہ السلام کی تقلید عین دینِ خدا ہے اور منصبِ اجتہاد اس گروہ میں مہاجرینؓ کی جانب منسوب ہے چنانچہ بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں اور اس گروہ میں اجتہاد اور پیشوائی بھی مہاجرینؓ کی طرف منسوب ہے اور بعد ان کے بشرط ان کے ساتھ موافقت کے ان کے تابعین کو بھی یہ منصب ملا ہے انتہیٰ پس ناداں لوگ کہاں سے کہتے ہیں کہ خاتمین علیہما السلام نے بھی اپنے اجتہاد ورائے سے کہا ہے ان کا یہ اعتقاد اس گروہ کے بزرگان دین کے اقرار واتفاق کے برخلاف ہے اور جو لوگ اجتہاد کے ثبوت پر بعضے مجتہدوں کے اقوال سے دلیل لاتے ہیں ہم اُن کو حضرت مہدیؑ کے فرمان سے اور گروہ مہدیؑ کے مقتداؤں کے اجماع اقوال سے جواب دیتے ہیں ہمارے جوابات ان کے سوالات کے مقابلہ میں بالکل وہی ہیں جو بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرہٗ نے عبدالرزاق کے سوالات کے جوابات دیئے ہیں ایسی مطابقت ان میں ہے جیسی کہ نعلین میں ہوتی ہے چنانچہ آنخضرتؓ عبدالرزاق کے جواب میں رسالۂ ماہیۃ التقلید میں جو فرمائے ہیں یہ خلاصہ ہے کہ پھر اُن لوگوں نے اپنے مدّعا پر کئی دلیلیں ایک ہی مضمون کی لکھیں اور اس فقیر نے بھی اپنے بزرگوں کے مدّعا کی موافقت میں کئی حجتیں پیش کیں مانند اس کے کہ حضرت مہدیؑ نے بحث کے موقع پر مجمع میں فرمایا کہ ہم اللہ کی مراد بیان کرتے ہیں جو کوئی تفسیر وغیرہ اس بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ خطا ہے اس مدّعا پر کئی آیات اور احادیث ونقول صحیح اور جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کے اقوال میں نے لکھے لیکن مدّعی نے سب کو ایک طرف ڈالدیا یہاں تک کہ اُن کو ہاتھ تک نہ لگایا باوجود اس کے کہ یہ ضعیف اُس کی بے سروپا باتوں میں سے کسی بات کو بھی بغیر دیکھے نہیں رہا اس اندیشہ سے کہ ایسا نہو اُس کی کوئی بات حق ہو اور ہم اُس سے روگرداں ہوں **نعوذباللہ منھا** اور ان کا سلوک وہ ہے جو بیان کیا گیا باوجود اس کے کہ ان کے بزرگوں نے اس بات پر کتبہ کیا ہے کہ جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی شان **مـاینـطق عن الھوىٰ** (نہیں کہتا ہے کوئی بات خواہشِ نفس سے) ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی جو کچھ کیا اور فرمایا بفرمانِ خدا ہے پس جو کوئی صحابیؓ آنخضرتؐ سے نقل کرتے ہیں حق ہے یہاں تک ہے کلام اُس رسالہ کا۔ معلوم کرائے عزیز یہ ہے تمسک بزرگانِ دین کا اس باب میں ان کے اختیار کردہ دلایل سے دست بردار ہوکر بزرگانِ سلف کے اتفاق کی مخالفت پر اپنی طرف سے حجت پیدا کرنا اپنے آپ کو اور اپنی پیروی کرنے والے کو ہلاکت کے بھنور میں ڈالنا ہے بلکہ مہدی علیہ السلام

کے دین کو مراد اللہ کی ذات سے عداوت اور آنحضرتؐ کے ساتھ نفاق کو ثابت کرتی ہے کیونکہ یہ نادان محض بعض علماء کے قول کی بناء پر حضرت مہدیؑ کے فرمان اور آنحضرتؐ کے گروہ کے اجماع کے خلاف حکم کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ تقلید کے معنی کیا ہیں تقلید اسی کو کہتے ہیں کہ محض ایک شخص کے قول کو بغیر کسی حجت و دلیل کے طلب کرنے کے قبول کریں چنانچہ رسالۂ مذکورہ میں عبدالرزاق کے جواب میں مصنفؒ فرماتے ہیں جیسا کہ کہا ہے رسالۂ کشف الاسرار شرح منار میں، جان کہ تقلید قبول کرنا ہے قول غیر کا بغیر کسی دلیل کے چنانچہ ذکر کیا ہے اصول الصفا میں اور ورقات میں جو اصول فقہ میں ہے کہ تقلید قبول کرنا ہے کسی قایل کے قول کا اس حال میں کہ تو نہ جانتا ہو کہ کہاں سے کہا اُس نے جو کہا اور حسامی کی شرح میں شارح نے کہا ہے کہ تقلید پیروی ہے کسی شرح میں شارح نے کہا ہے کہ تقلید پیروی ہے کسی شخص خاص کی قول و عمل میں ثابت اعتقاد کے ساتھ بغیر کسی غور و خوض کے اس جہت سے یہ ثابت ہوا کہ جس شخص نے حضرت مہدیؑ کے قول کی تصدیق کو بغیر طلب دلیل کے روا نہ رکھا وہ منصف نہیں بلکہ عدوے مہدیؑ ہے اور جبکہ اُس نے کسی مجتہد کے قول کو حضرت مہدیؑ کے قول پر ترجیح دی تو سمجھ لو کہ دینِ حق کو اُس نے زیر و زبر کیا اور کوئی کام اس سے بدتر نہیں ہے اللہ رحم فرمائے انصاف والے پر یہاں تک ہے کلام اس رسالہ کا، اب اس جگہ ہم علماء اہلِ اصول کی بحث کو نقل کرتے ہیں جن میں سے بعض نبیؑ کے حق میں اجتہاد منع ہونے کے قایل ہوئے اور بعضے آنحضرتؐ کی جانب سے اجتہاد ثابت ہونے کے قائل ہوئے ہیں اُن کا اختلاف سوال و جواب مدّ و ثبوت کے دلائل کے ساتھ جو اکثر کتب اصول میں مرقوم ہے یہاں ذکر کیا گیا ہے اگر چہ اتنی گرانقدر دلیلوں کے بیان کے بعد اس اختلاف کے ذکر کی کوئی حاجت نہیں تھی لیکن چونکہ بعضے نادان جو علم اصول سے مطلق آگاہی نہیں رکھتے اس شک میں مبتلا ہیں کہ شاید تمام علماء اہلِ سنت و جماعت نے نبینا صلعم کی جانب سے اجتہاد و خطا کے ثبوت پر اتفاق کیا ہے اور جو لوگ نفی خطا و اجتہاد کے قائل ہیں اُن کو تمام علماء اہل سنت و جماعت کے اتفاق کے مخالف جانتے ہیں اسی بناء پر ضرورتاً علماء کا اختلاف جو علم اصول کی معتبر کتابوں میں مندرجہ ہوا ہے کچھ یہاں بھی لکھا گیا ہے (واضح ہو کہ) شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور اُن کے پیروؤں نے نبینا صلعم کی جانب اجتہاد کو منسوب کرنے سے انکار کیا ہے اور اس زمانے کے بعضے لوگ جو خاتمینؐ کے اجتہاد و خطا کے قائل ہیں اپنی اَن سمجھی سے شیخ ابوالحسنؒ پر طعن کرتے ہیں کہ وہ معتزلی تھا، اور یہ نہیں جانتے کہ قاضی ابوبکر باقلانی جیسے علماء شیخ ابوالحسن کے ساتھیوں میں ہوئے ہیں نیز امام شافعیؒ ابوالحسن اشعریؒ کے شاگرد ہیں اور شیخ ابوالحسن اشعرؒ ابوعلی جبّائی معتزلی کے شاگرد تھے ایک مسئلہ میں انہوں نے اپنے اُستاد کو الزام دیکر اور نیچا دکھا کر اُس کی مخالفت اختیار کی اور علماء اہل سنت کے رئیس (صدر) مانے گئے چنانچہ ملا سعد الدین تفتازانی شرح عقاید کے دیباچہ میں لکھتے ہیں شیخ ابوالحسن اشعریؒ نے اپنے استاد ابوعلی جبّائی سے کہا کہ آپ تین بھائیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جن میں سے ایک مطیع ہو کر مرا، دوسرا عاصی ہو کر اور تیسرا بچپن

میں فوت ہو گیا جبّائی نے جواب میں کہا کہ پہلا جنتی ہو دوسرا دوزخی تیسرے کو نہ ثواب ہے نہ عذاب پھر اشعری نے کہا کہ اگر تیسرا خدا کے حضور میں یہ کہے کہ اے پروردگار مجھے تو نے بچپن میں کیوں مار دیا اور زندہ نہ رکھا کہ میں بڑا ہو کر تجھ پر ایمان لاتا تیری اطاعت کرتا اور جنت میں داخلہ پاتا تو اُس کو خدائے تعالیٰ کیا جواب دے گا جبّائی نے کہا خدائے تعالیٰ فرمائے گا میں یہ بات جانتا تھا کہ تو بڑا ہوتا تو نافرمانی کر کے دوزخ میں داخل ہوتا پس تیرے لئے بہتر یہی تھا کہ تو بچپن میں مرے، پھر اشعریؒ نے کہا کہ اگر دوسرا بھائی یہ کہے کہ اے پروردگار تو نے مجھے بچپن میں کیوں نہیں مار دیا کہ میں تیری نافرمانی نہ کرتا اور دوزخ میں نہ داخل ہوتا تو خدائے تعالیٰ کیا فرمائے گا جبّائی اس سوال کا جواب نہ دے سکا اور چکنم میں پڑ گیا اور اشعری نے اُس کا مذہب چھوڑ دیا پھر اشعری اور اُن کے پیرو معتزلہ کے عقاید کو باطل ٹھہرانے اور سنت سے جو کچھ ثابت ہے اور جس پر جماعتِ صحابہؓ نے اتفاق کیا ہے اُس کا ثبوت فراہم کرنے لگے تبھی سے وہ اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم ہوئے یہاں تک ہے کلام شرح عقاید کا، اور کتاب ملل ونحل میں مصنف کہتا ہے شیخ ابوالحسن اشعری اور اُن کے اُستاد کے درمیان صالح اور اصلح کے مسئلہ میں اختلاف رائے ہو کر مناظرہ واقع ہوا، اشعری سنّیوں کی جانب مایل ہوئے اور علم کلام کے قواعد واصول سے ان کے مقاصد کو مستحکم کرنے لگے اور یہی مذہبِ سا اہل سنت و جماعت ہوا، صفاتیہ اس جماعت کے سا اہل سنت و جماعت کہلاتے تھے پھر وہ لقب بدل گیا اور ان لوگوں کو اشعریہ کہنے لگے اور اشعریہ خصوصاً ساتھی ابوالحسن علی ابن اسمٰعیل اشعری کے ہیں جن کا سلسلۂ نسب قدوۃ السلف ابوموسیٰ اشعری صحابیؓ کو پہنچتا ہے، یہاں یہ جاننا چاہیئے کہ ابوالحسن اشعری جیسے علماء جن کے پیرو محض اُن کی پیروی کی وجہ سے اہل سنت و جماعت کہلانے لگے ہیں جیسا کہ شرح عقاید کی عبارت کا مفہوم ہے ایسے علماء پر طعن وتشنیع کرنا نہایت بے ادبی اور کمال درجہ بے دیانتی ہے اس لئے کہ حضرت مہدیؑ نے علماء اہل سنت و جماعت کے حق میں کئی بشارتیں دی ہیں چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انہوں نے جو کچھ کیا اور کہا خدا کے لئے کیا اور کہا ہے، نیز ان پر طعن کرنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ بے علم تھے اور علم اصول سے مطلقاً آگاہی نہیں رکھتے تھے اسی طرح ذکر کیا ہے تفسیر جواہر میں کہ حسن اشعری اور ان کے پیرو نبیؐ کی طرف سے اجتہاد وقوع میں آنے کے منکر ہیں اور اس کو انہوں نے نارو ا رکھا ہے چنانچہ منار الاصول میں مذکور ہے کہ وحی باطن، وحی ظاہر وہ ہے جو ثابت ہو فرشتہ کے الفاظ سے یا ثابت ہو آنحضرتؐ کے نزدیک فرشتہ کے اشارہ سے یا ظاہر ہو آپؐ کے قلب پر بلاشبہ اللہ کی طرف سے الہام سے، اور وحی باطن وہ ہے جو احکامِ منصوصہ ہیں تامل کے ساتھ اجتہاد سے حاصل ہو اس کا بعضوں نے انکار کیا ہے کہ یہ بات آنحضرتؐ کے لئے نہیں اور اس کی شرح میں ہے اس وحی باطن کا انکار کرنے والے اشعریہ ہیں انہوں نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ کے لئے وحی ظاہر کے سوائے کچھ نہیں اور دلیل میں لایا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو کہ (اللہ کا رسولؐ) نہیں کہتا ہے خواہشِ نفس سے کچھ بھی جو کچھ

اُس کی گفتار سے ہے وحی ہے جو اُس کو بھیجی جاتی ہے اور یہ حکم ظاہر ہے اپنی عمومیت میں اس کا مطلب یہی ہے کہ جو کچھ آنحضرتؐ کی زبان سے نکلتا ہے پس وہی وحی ہے اسی سے اجتہاد کی نفی ہوتی ہے اور ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے کہ آنحضرتؐ وحی کے انتظار کا حکم دیئے گئے ایسے معاملہ میں جس میں وحی نازل نہ ہوئی پھر مدّتِ انتظار کے ختم ہونے کے بعد اپنی رائے پر عمل کرنے کا بھی آنحضرتؐ کو حکم دیا گیا یہی شرط آپؐ کے اجتہاد کی رہی مگر یہ صورت تھی کہ منجانب اللہ آپؐ خطا سے محفوظ رہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس آیت سے ظاہر تردیداُن (کافروں) کے قول کی ہے جو قرآن کے بارے میں کہتے تھے کہ جھوٹ ہے پس اس آیت کا حکم مختص انہی مضامین کے ساتھ ہے جن پر قرآن مشتمل ہے اور عمومیت نہیں رکھتا اور اگر ہم اس کی عمومیت کو تسلیم بھی کریں تو یہ تو ہم نہیں مانتے کہ اس سے اجتہاد کی نفی ہوتی ہے کیونکہ آنحضرتؐ جب وحی کے پابند کر دیئے گئے تھے تو آپؐ کی کوئی بات خواہش نفس سے نہیں تھی بلکہ آپؐ کا ہر قول (اجتہادی بھی) وحی ہی تھا، نیز اشعریہ نے کہا ہے کہ اگر اجتہاد کو جائز قرار دیا جائے تو آپؐ کی مخالفت بھی جائز ہوگی حالانکہ یہاں لازم باطل ہے اجماعاً اور بیان اس ملازمت کا یہ ہے کہ اگر آنحضرتؐ کا ہر حکم اجتہاد کے لوازم سے ہے کیونکہ قطعاً یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اللہ کا حکم ہے بسبب صواب وخطا دونوں کے احتمال کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ مطلقاً تمام احکام اجتہادی کے لئے احتمال صواب وخطا کا لزوم منع ہے بلکہ یہ لزوم اسی صورت میں ہے کہ کوئی امر قاطع قرینِ اجتہاد نہو جیسا کہ وہ اجتہاد جو اجماع کی طرف سے ہوا ہو اجماع کے اقتران سے اُس کی مخالفت کے جواز کا پہلو باقی نہیں رہتا پس اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد کا قرین بھی اللہ تعالیٰ کا قول ہے جو امر قاطع ہے (جس سے احتمالِ صواب وخطا کے لزوم کی نفی ہوتی ہے اور مخالفت کے جواز کا پہلو باقی نہیں رہتا) پس یہاں معلوم ہو گیا کہ اشعریہ نے نبیؐ کے اجتہاد کا انکار کیا اور آنحضرتؐ کے تمام اقوال کو وحی ظاہر قرار دیا، اوران کا یہ مقولہ بعینہٖ حضرت مہدیؑ کے ارشاد کے مطابق واقع ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو کوئی محمدؐ اور خدا کے درمیان پلک جھپکنے کی مقدار بھی جدائی کا گمان کرے نقصان اٹھانے والا ہوگا، نیز اشعری کا مقولہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے اس کلام کے موافق ہے جو رسالۂ منورہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جو کچھ فرماتے اور جو کچھ کرتے تھے اس میں اسی چیز کا واسطہ تھا جو خداوند تعالیٰ سے آپؐ کو پہنچتی تھی یعنے آنحضرتؐ کا ہر قول وفعل وحی الٰہی سے ہوتا تھا، چنانچہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے اور (اللہ کا رسولؐ) نہیں کہتا ہے خواہشِ نفس سے جو کچھ اُس کی گفتار سے ہے وحی ہے جو اُس کو بھیجی جاتی ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہدے کہ میں تو اسی پر چلتا ہوں جو وحی کی جاتی ہے میری جانب میرے پروردگار کی طرف سے یہ سوجھ کی باتیں ہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو یقین لاتے ہیں انتہیٰ پس کون شخص مصدق مہدیؑ ایسا ہوگا جو حضرت مہدیؑ اور آنحضرتؐ کے اصحابؓ کی تقلید کو چھوڑ کر بعض علماء کی تقلید کرے گا، اور وہ لوگ جو اجتہاد حق نبیؐ

ممنوع ہونے کے باب میں ابوالحسن اشعریؒ پر طعن کرتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ ان کی طعن و تشنیع کس طرح جاتی ہے کیونکہ اس مقدمہ میں تو اشعری کا قول حضرت مہدیؑ کے فرمان اور آپؑ کے اصحابؓ کے عقیدہ کے موافق ہے۔ اور کتاب نفحات الانس میں نقل کرتے ہیں کہ شیخ مجدالدین بغدادی نے خواب میں حضرت پیغمبر صلعم سے پوچھا کہ آپ بوعلی سینا کے حق میں کیا فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ ایسا شخص ہے جس کو اللہ نے باوجود اس کے علم کے گمراہ کیا، پھر پوچھا آپ شہاب الدین مقتول کے حق میں کیا فرماتے ہیں، فرمایا وہ مومن متقی ہے بعد اس کے پوچھا کہ آپ حجۃ الاسلام محمد غزالی کے حق میں کیا فرماتے ہیں فرمایا کہ وہ ایسا شخص ہے جو اپنے مقصو کو پہنچا پھر شیخ کہتے ہیں میں نے یہ بھی پوچھا کہ آپ ابوالحسن اشعری کے حق میں کیا فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے کہا ہے اور میرا کہنا سچ ہے کہ ایمان یمانی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے (اس واقعہ سے ایمان کی بشارت اشعری کے حق میں ثابت ہے جو اہل یمن سے تھے) نیز کتاب منار سے معلوم ہوا کہ اشعریہ کے برخلاف جو علماء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے قایل ہوئے ہیں اُن کا کہنا یہ ہے کہ اگر چہ آنحضرتؐ نے بعضے امور میں اجتہاد سے حکم فرمایا ہے لیکن آپؐ معصوم عن الخطا ہیں ایسا ہی تحقیق شرح حسامی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ مصنف کا بیان یہ ہے کہ پھر اجتہاد آنحضرتؐ کا احتمال خطا کا نہیں رکھتا اکثر علماء کے نزدیک پس جو لوگ نبی ﷺ سے اجتہاد و خطا دونوں کے ثبوت کے قایل ہیں ماریہ قبطیہؓ اور یہودی کے قصہ سے اور امامنا علیہ السلام کے اجتہاد اور خطا کے ثبوت میں بی بی الہدتیؓ کی وفات کی نقل اور دامچہ کی نقل سے استدلال کرتے ہیں وہ دونوں جماعتوں یعنے اشعریہ اور حنفیہ کے مخالف ہیں کیونکہ یہ دونوں نفی خطا کے قایل ہیں پس ان لوگوں کے معتقدات میں انجام کار دونوں جماعتوں کی مخالفت ہی ثابت ہوتی ہے اور ایسا ہی ذکر کیا ہے حسامی میں کہ متصل ہے ساتھ سنت کے بیان طریقۂ اظہار احکام شرایع کا ساتھ اجتہاد کے جو نبی ﷺ کی جانب سے ہوا ہے اور اختلاف کیا گیا ہے اس فصل میں الخ اور کتاب تحقیق میں جو حسامی کی شرح ہے کہتا ہے اسی طرح اختلاف اس امر میں بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب احکام کو وحی ہی سے بیان فرماتے تھے اور یہ کہ یہ منصب آنحضرتؐ کے ساتھ خاص تھا کیونکہ آپؐ مبعوث ہوئے تھے مُبیّن ہو کر اُسی کے جو آپؐ کو وحی کی جاتی تھی شرایع اور احکام سے اور آپؐ مامور تھے لوگوں تک اس کو پہچانے پر پس یہ بات آپؐ کے خاصوں سے تھی جس میں کسی اور کو بلا شبہ شرکت نہیں اور اختلاف ہوا ہے اس میں کہ آنحضرتؐ پابند کئے گئے تھے اجتہاد کے ساتھ یعنے آپ کو اس کا حکم دیا گیا تھا اُس معاملہ میں جس میں کوئی حکم بذریعہ وحی نازل نہ ہوتا تھا اور اشعریہ نے انکار کیا ہے اجتہاد نبی ﷺ کا حصہ ہونے سے احکام شرعیہ میں، اور عام طور پر اہلِ اصول کا کہنا یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا عمل احکام شرعیہ میں وحی و الہام دونوں پر تھا، فریق اول نے تمسک کیا ہے اللہ تعالیٰ کے قول سے کہ (اللہ کا رسولؐ) نہیں کہتا ہے خواہشِ نفس سے اس کی گفتار سے جو کچھ ہے وحی ہے جو اُس کو بھیجی جاتی ہے اس فرمان سے اللہ نے

اس بات کی خبر دی ہے کہ نبیؑ بغیر وحی کے نہیں کہتے اور حکم جو اجتہاد سے ہو وحی نہیں ہوتا پس وہ نفی ہی کے تحت داخل ہوگا اور اُن کی دلیل یہ بھی ہے کہ نبیؑ کا کام احکام شرع کو ابتداءً مقرر کرنا تھا اور اجتہاد تو رائے ہے جس میں خطا کا احتمال ہوتا ہے پس وہ اس لایق نہیں کہ ابتداء سے احکام شرع کا ابتدائی قرار داد اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہو پس اس قرار داد کی نسبت اُسی کی طرف ہو سکتی ہے نہ کہ بندوں کی طرف، اور اس با سے آگاہ رہو کہ رائے جو احتمال خطا کا رکھتی ہے اس کی طرف رجوع بجز اس کے نہیں کہ جائز ہے بوقتِ ضرورت ہی یہاں تک کہ اس کو قائم رکھنا جائز نہیں نص (دلیل قطعی شرعی) کی موجودگی میں اور رائے کی ضرورت کا ثابت ہونا امت کے حق میں ہے نہ کہ نبیؑ کے حق میں جن کو ہر وقت وحی آتی رہی، پس نبیؑ کا رائے کے ساتھ مشغول ہونا باوجود وحی کے ایسا تھا جیسا کہ ہمارا رائے کے ساتھ مشغول ہونا ہے باوجود نص کے پھر یہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ کے اجتہاد میں خطا کا احتمال نہیں یہی اکثر علماء کے نزدیک مسلم ہے کیونکہ اللہ بزرگ و برتر نے ہم کو حکم دیا ہے آنحضرتؐ کی اتباع کا تمام احکام میں اپنے اس فرمان سے کہ نہیں قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہوں گے جب تک کہ تجھے حاکم نہ گردانیں اپنے باہمی اختلاف میں جو اُن کے درمیان پیدا ہوں پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں کوئی حرج اُس فیصلہ سے جو تو نے اُن کے حق میں کیا پس اگر آنحضرتؐ کی طرف سے خطا جائز ہو اُس فیصلہ میں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم خطا پر چلنے کا حکم دیئے گئے ہیں اور یہ تو ہرگز جائز نہیں اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک آنحضرتؐ کا حکم احتمال خطا کا رکھتا ہے اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا قول **عفا اللہ عنک لم اذنت لھم** (اللہ تجھے معاف کرے تو نے ان کو کیوں حکم دیا) ہے کیونکہ یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرتؐ سے خطا ہوئی منافقوں کو غزوہ سے بیٹھ رہنے کا حکم دینے میں اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں عتاب کا نزول وغیرہ بھی اسی بات کی دلیلیں ہیں لیکن خطا پر برقرار رہنے کا احتمال آنحضرتؐ کے کسی حکم مین نہیں بسبب اُس امر کے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس سے ہم کو خطا پر چلنے کا حکم دیا جانا لازم آئے گا پس یہ ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو آپ کے کسی اجتہاد پر قایم رکھا تو یہی دلیل اُس اجتہاد کے مبنی بر صواب ہونے کی ہوگی اور وہ موجب ہوگا علمِ یقین کا نص کے مانند پس اُس کی مخالفت حرام و کفر ہوگی بخلاف کسی اور کے اجتہاد کے امت میں سے کہ اُس کی مخالفت دوسرے مجتہد کیلئے جائز ہے کیونکہ خطا کا احتمال اور خطا پر قایم رہنا دونوں امر اُمت کے حق میں جائز ہیں ان میں سے کسی کے حق میں بھی اُس کا قول مبنی بر صواب ہونا متعیّن نہیں ہو سکتا اگر چیکہ اُنہی میں سے کسی ایک کا قول حق ضرور ہوتا ہے، پس اُن میں سے ہر ایک کو دوسرے کی مخالفت جائز ہے اجتہاد میں، اپنے اجتہاد میں احتمالِ صواب اور دوسرے کے اجتہاد میں احتمالِ خطا کی بناء پر۔ اور وہ یعنے اجتہاد نبیؑ کا قطعی ہونے اور غیر نبی کا قطعی نہونے میں مثل الہام کے ہے اور وہ دل میں ڈالا جانا ہے کسی چیز کا بغیر دلیل کی طرف نظر اور توجہ کے اور بغیر کسی حجت سے استدلال کے پس نبیؑ کا اجتہاد بھی حجت قاطعہ ہے نبیؑ کے حق میں یہاں تک کہ

اس کی مخالفت کسی کیلئے جائز نہیں بسبب یہ یقین حاصل ہو جانے کے کہ وہ اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے ہے اور بسبب اس کے کہ نبیؑ کا خطا پر قایم رہنے سے معصوم ہونا ثابت ہے اور غیر نبیؑ کا الہام مطلقاً حجت نہیں، اُس کا یقینی ہونا اور اُس کا معصوم عن الخطا ہونا ثابت نہونے اور اُس کے حجت ہونے کی کوئی دلیل (از قسم خلافتِ الٰہیہ) نہونے کے باعث اور اگر ہم یہ تسلیم بھی کرلیں کہ آیت **وما ینطق عن الھویٰ** کا حکم عام ہے اور وہ آنحضرتؐ کے تمام فرامین کو شامل ہے تب بھی ہم یہ نہیں مان سکتے کہ آپؐ کا اجتہاد اور اجتہاد پر قیام وحی نہیں ہے بلکہ وہ بھی وحی باطنی ہے کیونکہ آپؐ کے اجتہادی حکم کو برقرار رکھا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ فی الحقیقت وہ حق ہے چنانچہ جب وحی اجتہاد کے مطابق ثابت ہو تو اس کے راہ راست پر ہونے کی دلیل ہوتی ہے انتہیٰ نیز تفسیر لباب التاویل میں کہا ہے محققین نے آیت کریمہ (ترجمہ آیت) تا کہ تو حکم کرے لوگوں کے درمیان مطابق اُس کے جو اللہ تجھے دکھلائے کے تحت فرمایا ہے یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات بغیر وحی الٰہی اور بغیر نص (دلیل قطعی) کے جو آپؐ پر نازل ہوتی تھی نہیں فرماتے تھے۔ پس یہ نادان کہاں سے کہتے ہیں کہ علماء اہل سنت میں سے کسی نے بھی نبیؐ کی جانب سے اجتہاد و خطا کے ثابت ہونے کے بارے میں اختلاف نہیں کیا ہے باوجود اتنے اختلافات کے جو اس بات میں مع دلایل علماء سلف کے درمیان وقوع میں آئے ہیں بلکہ اکثر علماء جو نبیؐ سے اجتہاد کے ثبوت کے قایل ہوئے ہیں اُن کا اتفاق اس بات پر ہے کہ آنحضرتؐ کا اجتہاد حجتِ قطعی ہونے کا اقرار کیا ہے اور آپؐ کے اجتہاد کو من عند اللہ کہتے ہیں بات یہ ہے کہ رسول خداؐ اُس تعلیم کے اظہار پر مامور نہیں تھے جو آپؐ کو بغیر کسی واسطہ کے خدائے تعالیٰ سے ہوتی تھی اسی لئے آپؐ کے اُن احکام کو بعضے علماء نے نبیؐ کے اجتہاد سے موسوم کیا ساتھ اس کے وہ آنحضرتؐ کے اجتہاد کے حق میں یہ بھی کہتے ہیں کہ نبیؐ کا اجتہاد نبیؐ کے حق میں حجت قاطعہ ہے یہاں تک کہ اُس کی مخالفت کسی کیلئے جائز نہیں بسبب اس یقین کے کہ وہ اللہ عزّ وجل کی طرف سے ہے چنانچہ مشکوٰۃ کے شارح نے شرح میں کہا ہے بعضوں نے آنحضرتؐ کے اجتہاد کو جو قطعاً درست ہے اور احتمالِ خطا نہیں رکھتا ایک صورت وحی کی قرار دی ہے اور جو کچھ اختلاف اس باب میں توضیح مذکور ہوئے ہیں یہ ہیں۔ فصل وحی کے بیان میں اور وہ ایک تو ظاہر ہے اور ایک باطن لیکن وحی ظاہر کے تین قسم ہیں پہلی وحی ظاہر وہ ہے جو ثابت ہو فرشتے کی زبانی پس واقع ہو نبیؐ کی سماعت میں بعد اُس مبلغ کی آمد کے علم کے ایک آیتِ قاطعہ اور قرآن اسی قبیل سے ہے اور دوسری وحی ظاہر وہ ہے کہ فرشتہ کے اشارہ سے کوئی بات نبیؐ پر ظاہر ہو بغیر اس کے کہ فرشتہ کلام کے ذریعہ بیان کرے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے دل میں یہ ڈالدیا ہے کہ کوئی جاندار ہرگز نہ مرے گا جب تک اپنا رزق پورا حاصل نہ کرلے پس اللہ سے ڈرو اور کسبِ رزق میں عمدہ چلن رکھو۔ روع دل کے معنی میں ہے اور اس قسم کا القا خاطر ملک کہلاتا ہے تیسری وحی ظاہر وہ ہے کہ کوئی بات قلب نبیؐ پر بغیر کسی شبہ کے ظاہر ہو اللہ

تعالیٰ کی طرف سے الہام سے اس طرح کہ دکھلائے اللہ اُس کو کوئی حقیقت اپنی تجلّی کے نور سے چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تا کہ تو حکم کرے لوگوں کے درمیان ساتھ اُس کے جو اللہ نے تجھ کو دکھلایا ہے اور یہ سب صورتیں نبیؑ کا حکم حجت ہونے کی ہیں مطلقاً بخلاف اولیاء کے الہام کے کہ وہ دوسرے کے حق میں حجت نہیں اب رہی وحی باطن تو وہ وہی ہے جو رائے واجتہاد سے حاصل ہوا اور اس میں بحث واقع ہوئی ہے پس بعضوں کا اعتقاد یہ ہے کہ نبیؑ کا حصہ سوائے وحی ظاہر کے نہیں اور رائے جو خطا کا احتمال رکھتی ہے غیر نبیؑ کیلئے ہے جو وحی پانے سے عاجز ہوتا ہے بسبب اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ (اللہ کا رسولؐ) جو کچھ کہتا ہے وحی ہے جو اُس کو بھیجی جاتی ہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ آنحضرتؐ کا عمل وحی اور اجتہاد دونوں پر تھا اور ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے کہ آنحضرتؐ مامور تھے وحی ظاہر کے انتظار پر پھر عمل کرنے پر اپنی رائے سے مدّتِ انتظار وحی ختم ہونے کے بعد یہی مقتضا آپؐ کے قول کی عمومیت کا ہے پس بنظر غائر اس کو سمجھ لو۔ اس مضمون سے بھی یہی معلوم ہوا اور ثابت ہو گیا کہ آنحضرتؐ کیلئے وحی باطن ہونے میں تین مذہب ہیں ایک فریق نے انکار کیا ہے وحی باطن اور اجتہاد کا یعنے تمام اقوال اور افعال آنحضرتؐ کے وحی ظاہر ہی سے ہیں اس مذہب والے بالکل وحی باطن اور اجتہاد کے قایل نہیں ہوئے ہیں دوسرا مذہب یہ کہ آنحضرتؐ کا عمل وحی پر بھی تھا اور رائے پر بھی یعنے آپؐ کے اکثر اعمال وحی ظاہر سے اور بعض اجتہاد سے تھے تیسرا مذہب یہ کہ آنحضرتؐ مامور تھے وحی ظاہر کے انتظار پر ورنہ مدّتِ انتظار ہونے کے بعد آپؐ کو اپنی رائے پر عمل کرنے کا اختیار تھا باوجود اس کے کہ ایسے صاف وصریح اور واضح طور پر کتب علم اصول کے بیانات سے ثابت ہے کہ علماء سلف رحمہم اللہ کا اختلاف اس مسئلہ میں واقع ہوا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد پر تمام علماء سنت و جماعت کا اتفاق ہے علماء اہل سنت میں سے کوئی بھی آنحضرتؐ کے اجتہاد کی نفی کا قایل نہیں ہے ان کے اس کلام سے کسی صاحبِ سمجھ پر مخفی نہو گا کہ یہ لوگ علمِ اصول سے بالکل بے بہرہ ہیں بلکہ سرے سے علم اصول سے مطلقاً کوئی آگاہی نہیں رکھتے اور عضدی میں جو ایک مختصر شرح اصول فقہ کی ہے یہ بیان آیا ہے میں کہتا ہوں (یہ بھی ایک حل طلب امر ہے کہ) آیا پیغمبر علیہ السلام پابند کئے گئے تھے اجتہاد کے ایسے معاملہ میں جس میں بذریعہ وحی نص نہو تو اس باب میں اختلاف ہوا ہے آپؐ کے لئے اجتہاد کے جواز اور اس کے وقوع کے بارے میں ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا قول **عفا اللّٰہ عنک لم اذنت لھم** ہے اس کی غایت ہی عین آپؐ کا حکم ہے اور اس جیسا خطاب کسی ایسے معاملہ میں نہیں ہوتا جو وحی سے معلوم ہو چکا ہو، اور آپؐ کے اجتہاد کے ثبوت پر یہ بھی دلیل لائی جاتی ہے کہ اجتہاد میں زیادہ ثواب ہے بسبب اس میں ایک خاص مشقت ہونے کے اور افضل عبادت وہی ہے جس میں ریاضت زیادہ ہو یعنے سخت تر ہو چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے تیرا اجر بقدر تیری محنت کے ہے ورنہ تو بہت زیادہ ثواب پاتا، پس آپؐ کے درجہ کی بلندی اس بات کی مقتضی ہے کہ اجتہاد بھی آپؐ سے چھوٹنے نہ پائے مزید ثواب کے حصول

کیلئے اوراس لئے کہ آپؐ کے سوا کوئی دوسرا کسی ایسی فضیلت کے ساتھ مختص نہو جو آپؐ کے لئے نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ آپؐ کے درجہ کی بلندی آپؐ سے اجتہاد کے ساقط ہونے کی مقتضی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ساقط ہونے کی مقتضی ہے اس وجہ سے کہ ایک شخص ایسا ہوتا ہے کہ اس سے ایک بڑا درجہ چھوٹ جاتا ہے پھر بھی اس کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص شہادت کے ثواب سے محروم رہ جائے بسبب فوج کا حاکم ہونے کے یا تقلید کے ثواب سے محروم رہے بسبب مجتہد ہونے کے یا قضاءت کے ثواب سے محروم رہے بسبب امام یعنے بادشاہ ہونے کے پس معلوم ہوا کہ وہ علماء جو نبیؑ کیلئے ثبوت اجتہاد کے قایل ہیں انہوں نے آیت **عفا اللّٰہ عنک لم اذنت لھم** سے تمسک کیا ہے چنانچہ ذکر اس کا چار معتبر کتابوں سے ظاہر ہوا اور جواب اُن کے استدلال کا تفسیر لباب وغیرہ سے اور اس گروہ کے بزرگوں کے اقوال سے بحوالۂ نقول حضرت مہدی علیہ السلام بوجہ احسن بطریق شافی و بیانِ کافی اوپر مذکور ہوا ہے پس ہم بار بار اس کو نہیں دہرائیں گے لیکن جو علماء نبیؐ کے اجتہاد کے ثبوت کا اقرار کرتے ہیں آنخضرتؐ کے لئے اُس کو موجب زیادتی ثواب سمجھ کر اور اُس حدیث کے مضمون کو جو عضدی میں مذکور ہے انہوں نے اپنا تمسک گردانا ہے تو جو علماء آنخضرتؐ کے اجتہاد کی نفی کے قایل ہیں اُن کو یہ جواب دیتے ہیں کہ منصبِ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے درجۂ ادنیٰ کا ترک زیادتیِ ثواب کا مانع نہیں یہ علماء ترکِ اجتہاد ہی کو آنخضرتؐ کے علّوِ مرتبت کا باعث جانتے ہیں، یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ بعضے نادان اس زمانے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ جب محمد رسول اللہ ﷺ کیلئے اجتہاد ثابت ہے اگر ہم مہدی علیہ السلام کے لئے اجتہاد کے قایل نہوں اور آپؐ کے تمام اقوال کو خدا سے بے واسطہ تعلیم سے جانیں تو حضرت مہدیؑ کا فضل حضرت رسول اللہ ﷺ پر لازم آئے گا اور تسویت نہیں رہے گی یہ بھی نہیں جانتے کہ دلیل قطعی ہر دو حضرات خاتمین علیہما السلام کے فضل و شرف میں وہی ہے جو خود حضرت مہدی مراد اللہؑ کی زبانِ مبارک سے ثابت ہو چکی ہے اور وہ تمام و کمال اس رسالہ کے آغاز میں مذکور ہے دلیل قطعی کو چھوڑ کر دلیل ظنی سے کوئی حکم لگانا حرام ہے۔ اور یہ لوگ اپنے کمال جہالت سے بزرگوں کے کلام پر نظر نہیں ڈالتے چانچہ حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرہٗ اپنے رسالہ دلیل العدل میں فرماتے ہیں اگر چہ بعضے نقول سے نبیؐ کا فضل معلوم ہوتا ہے اور بعض سے مہدیؑ کا فضل معلوم ہوتا ہے مقابلۃً یہ بھی قوی تر دلیل کامل برابری کی ہے، نیز کتاب عضدی میں اس باب میں کامل تصریح کے ساتھ مصنفؒ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں یہ محکم حجتیں ہیں اس بات کی کہ آنخضرتؐ اجتہاد کے پابند کئے گئے تھے خدا کی طرف سے (آپؐ کا اجتہاد اپنے اختیار سے نہ تھا) ان لوگوں نے یعنے نبیؐ کے لئے اجتہاد کا انکار کرنے والوں نے پہلے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنخضرتؐ کے حق میں فرمایا ہے اور (اللہ کا رسولؐ) نہیں کہتا ہے خواہشِ نفس سے جو کچھ اُس کی گفتار سے ہے وحی ہے جو اُس کو بھیجی جاتی ہے یہ حکم ظاہر ہے اپنے عام ہونے میں اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو

کچھ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ وحی ہی سے تھا اور یہ بات اجتہاد کی نفی کرتی ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ آیت مذکورہ سے ظاہر تردید اُن کافروں کے قول کی ہے جو کہتے تھے کہ قرآن افترا یعنے جھوٹ ہے پس اس آیت کا حکم تو انہی آیات کے ساتھ مختص ہے جن پر قرآن مشتمل ہے اس لحاظ سے اس حکم کی عمومیت کی نفی ہوتی ہے اور اگر اسکی عمومیت تسلیم بھی کی جائے تو ہم یہ نہیں مانتے کہ اس سے اجتہاد کی نفی ہوتی ہے کیونکہ آنحضرتؐ کا جائز رکھا جائے تو اس کی مخالفت بھی جائز ہوگی اور یہ جو امر لازم ہو رہا ہے اجماعاً باطل ہے بیان اس ملازمت کا یہ ہے کہ اس صورت میں جو کچھ آپ نے فرمایا وہ آپؐ کے احکام اجتہاد کے لوازم سے ہے اس وجہ سے کہ یقین نہیں ہوتا اس بات کا کہ وہی حکم اللہ کا ہے بسبب اُس میں احتمال ثواب وخطا دونوں کا ہونے کے جواب اس کا یہ ہے کہ مطلقاً تمام احکام اجتہادی کے لئے ان کی مخالفت کے جواز کا لازم ہونا منع ہے بلکہ یہ اس صورت میں ہے کہ اُن کا احکام کے ساتھ قطعیت کا کوئی قرینہ نہو جیسے وہ اجتہاد جو اجماع کی جانب سے ہوتو اجماع کا اُس کے ساتھ قرین ہونا اُس کو اس قید سے باہر کر دیتا ہے کہ اُس کی مخالفت جائز رکھی جائے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے قول اجتہادی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قول قرین ہے اور وہ قطعی ہے تیسرا اعتراض اُن لوگوں کا یہ ہے کہ اگر آنحضرتؐ اجتہاد کے ساتھ پابند کئے گئے ہوتے تو کسی سوال کے جواب میں آپؐ سے تاخیر نہوتی بلکہ آپ اجتہاد کرتے اور جواب دیتے بسبب یہ بات آپؐ پر واجب ہونے کے اور یہ امر لازم غیر ثابت ہے کیونکہ بہت سے مسائل میں آنحضرتؐ سے جوابات میں تاخیر ہوئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اس ملازمت کو یعنے اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ آنحضرتؐ جب اجتہاد کے پابند کئے گئے تھے تو آپؐ سے کسی سوال کے جواب دینے میں تاخیر نہونا لازمی تھا اس لئے کہ بسا اوقات آپؐ سے تاخیر ہوئی ہے آپؐ کے لئے وحی کا انتظار جائز ہونے کے باعث جس کا نہ آنا ہی آپ کے اجتہاد کیلئے شرط تھا آپؐ اجتہاد سے استفادہ اسی مسئلہ میں فرماتے تھے جس میں نص نہوتی تھی پس ضروری ہوتا تھا عدم وحی کے ذریعہ عدم نص کا ثبوت کو پہنچ جانا نیز بسا اوقات آپؐ نے اجتہاد میں تاخیر فرمائی جواب میں مہلت کی گنجایش کچھ عرصہ توقف کی خواہاں ہونے کے باعث کیونکہ آپؐ وحی کے ذریعہ یقینی حکم سنانے پر قادر ہونے کی صورت میں اجتہاد کو اپنے لئے جائز نہیں رکھتے تھے اس لئے کہ آپؐ کے نزدیک آپ کا اجتہاد بھی (جب تک کہ وحی سے اُس کی توثیق نہوتی تھی) ظن ہی کا فائدہ دیتا تھا اور جو یقین حاصل کرنے پر قادر ہو بغیر یقین کے کچھ کہنا اُس پر حرام ہوتا ہے، غرض اس تمام طول طویل بیان سے یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے ثبوت اور اس کی نفی کے بارے میں علماء اہل سنت والجماعت نے اختلاف کیا ہے چنانچہ کتب اصول فقہ سے یہی معلوم ہوتا ہے اور یہ بات ہر اُس شخص پر بھی مخفی نہیں ہے جو علم اصول سے تھوڑی سی واقفیت بھی رکھتا ہو، لیکن حضرت مہدیِ موعودؑ کے گروہ میں کسی نے بھی صحابہؓ یا تابعینؒ یا ان کے بعد کے مقتدایانِ دینِ مبین اہل یقین میں سے اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کیا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت

مہدی موعود مراد اللہؑ نے اپنے اجتہاد وفکر پر عمل کیا یا ان حضراتؓ سے کبھی کوئی خطا صادر ہوئی بلکہ سب صحابہؓ اور تمام مقتدایان دین کا اتفاق اس پر ہے کہ یہ ہر دو ذات سہو وخطا سے بالکل پاک اور اجتہاد وفکر سے بالکل بری تھے اس عقیدہ کی قطعی حجت وہ نقول ہیں جو حضرت میراں علیہ السلام صدور میں آئی ہیں کہ آپؑ نے فرمایا وہاں سر سے پاؤں تک ولایت تھی لیکن رسولِ خدا اُس کے اظہار پر مامور نہیں تھے بندہ مامور ہے نیز حضرت مہدیؑ نے فرمایا وہاں بھی بغیر کسی واسطہ کے حق تعالیٰ کا فرمان تھا لیکن پیغمبر خداؐ اُس کے دعوے پر مامور نہیں تھے اور یہاں بھی جبرئیلؑ ہیں لیکن جبرئیلؑ (کے ہونے) کا دعویٰ نہیں ہے، نیز آنحضرتؑ نے فرمایا جو کوئی شخص محمدؐ اور خدا کے درمیان ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی جدائی کا گمان کرے وہ نقصان اٹھانے والا ہوگا، پس ثابت اور مقرر ہوگیا کہ ان نقول سے جن میں سے ہر ایک نصّ قاطع (دلیل قطعی) ہے تمسک نہ کر کے تمام گروہ میراں علیہ السلام کے برخلاف بعض علماء کے اقوال سے جو دلایل ظنیہ کی صورت رکھتے ہیں اور اُن میں بھی باہم اختلاف پایا جاتا ہے تمسک کرنا (اُن کو وثیقہ گردانا) بدترین گمراہی ہے، نیز جاننا چاہیئے کہ کتاب ارشاد الایمان میں مولف بیان کرتے ہیں نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے اکثر اصحابؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام خراسان تشریف لے گئے اور شہر میں قیام فرمایا تو یہ خبر عام طور پر پھیل گئی کہ مہدیؑ آئے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ میں مہدیِ موعودؑ ہوں خلق پر فرض ہے کہ میری تصدیق کرے یہ خبر سنکر قاضیِ شہر نے کوتوال کو کہلا بھیجا کہ اس قافلہ کے سب چھوٹوں بڑوں کو تباہ وتاراج کر کے آؤ اس کے بعد کوتوال نے چند اشخاص کی ایک ٹولی اسی ارادے سے روانہ کی، جب یہ لوگ آئے تو حضرت میراں علیہ السلام اپنے اصحابؓ کے ساتھ باہر ہی تشریف فرما تھے اصحابؓ نے اجازت چاہی کہ حکم ہو تو ہم ان سے لڑیں گے آنحضرتؑ نے فرمایا بندہ حضرت ربّ العالمین کے فرمان کا تابع ہے کسی شخص کی فکر یا خود اپنی فکر کا تابع نہیں اگر تم میرے پیرو ہو اور میری تصدیق پر قایم ہو تو صبر کرو، اس نقلِ شریف سے صاف ظاہر ہوگیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نہ کسی شخص کی فکر کے تابع رہے نہ اپنی فکر کے انتہیٰ اور فکر اور رائے دونوں لفظ ایک معنی کے لئے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جب حضرت مہدیؑ اپنے اجتہاد و رائے کے تابع نہیں تھے تو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ بھی اپنی رائے کے تابع نہیں تھے کیونکہ برابر ہونے میں دونوں ذات تمام صفات میں ایک ہیں جیسا کہ حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرہٗ رسالۂ تسویۃ الخاتمین میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں ذاتوں کی تعریف میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک ذات ہے دو زمانے ہیں اور ایک ذات ہے دو مظہر ہیں اور ایک کتاب ہے اور دو نزول ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ نے اپنی ذات کو دکھلا کر فرمایا کہ یہ ولایتِ مصطفےٰؐ ہے، نبیؐ نے جو فرمایا ہے ہمارے ارواح ہمارے اجساد ہیں اور ہمارے اجساد ہمارے ارواح ہیں اس سے مراد بھی یہی ہے اس جہت سے ثابت ہوا کہ جو کچھ نبیؐ کا شرف کہنے والوں نے کہا ہے وہی تمام شرف مہدی علیہ السلام کا ہے اس لئے کہ

حضرت مہدیؑ خاتم اُس ولایت کے ہیں اوراسی سے یہ بھی لازم ہوتا ہے کہ جو کچھ حضرت مہدیؑ کا شرف کہنے والوں نے کہا ہے وہی تمام حضرت محمد مصطفیٰؐ کا شرف ہے کیونکہ آنحضرتؐ صاحب اُس ولایت کے ہیں دوسری بات یہ کہ جیسا کہ کسی قول میں خطاب محمد مصطفیٰؐ سے ہےاوراُس سے مراد (مہدیؑ کے زمانے میں) مہدیؑ کی ذات ہے ویسا ہی یہ بھی لازم ہوا ہے کہ اگر چہ خطاب مہدیؑ سے ہواس خطاب میں مہدیؑ کو سوائے محمد نبیؑ کے نہ جانیں، اس جہت سے ثابت ہوا کہ دو قایل (جو نبیؐ ومہدیؑ کا وصف کریں) جہاں تک بھی فضل مہدیؑ کے قایل ہوں یا نہوں ان کا تمام بیان حضرت مصطفیٰ ﷺ ہی سے نسبت رکھتا ہوگا، لیکن وہ اسبات کو نہ جانتے ہونگے کیونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت اور آپؐ کا باطن جو محبت، عشق، معرفت اور قرب حق تعالیٰ کا محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے ہے جس کو ولایتِ محمدی کہتے ہیں اُسی کے خاتم مہدیِ موعودؑ ہیں اور اگر چہ بعض نقول اور اقوال سے نبی علیہ السلام کا فضل معلوم ہوتا ہے اور بعض سے مہدی علیہ السلام کا فضل معلوم ہوتا ہے یہ بات بھی مقابلۃً قوی ترین دلیل کمالِ تسویت کی ہے نیز فرماتے ہیں کہ ملک بخنؒ کی نقل سے یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی کہ حضرت مہدیؑ کے احکام وبیان سے جن میں سے ہر ایک اللہ کے امر سے ہے اور اللہ کی مراد ہے ایسی برابری ہر دو محمد علیہما السلام کے درمیان ثابت ہوئی ہے جو دو شخصوں اور دو چیزوں کیلئے روانہیں اور یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اگر دو شخص ہوتے تو ضرور ان کے درمیان کچھ فرق ہوتا، مگر یہ جاننا چاہیئے کہ ان دونوں ذاتوں میں یگانگت بے مثال ہے اس سبب سے کوئی فرق نہیں ہے پس واجب ہوا کہ تمام کمی وبیشی کے نقول کو اسی حکم کے موافق کریں، یہاں تک ہے کلام اُس رسالہ کا۔ اور جو لوگ نبیؐ کے اجتہاد کو ثابت کر کے بعض علماء کے قول کی بناء پر حضرت مہدیؑ کی ذات کیلئے بھی اجتہاد کو ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم ایسا نہ کریں تو خاتمین علیہما السلام کی تسویت نہیں رہتی اور یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ہمیشہ یہ دعویٰ رہا کہ تعلیم دیا گیا ہوں اللہ کی طرف سے بغیر کسی واسطہ کے ہر نئے دن اور یہی فرمان نصّ قاطع (دلیل قطعی) ہے اُس ذات کے اجتہاد کی نفی پر لیکن وہ لوگ اپنے غرورِ جہالت اور وفور حماقت سے بزرگان دین کے کلام میں غور وفکر نہیں کرتے چنانچہ حضرت بندگی میاں سید قاسم قدّس اللہ سرہٗ اپنے رسالۂ تسویۃ الخاتمینؑ میں نقول کو باہم مطابق وموافق کرنے کے بیان میں فرماتے ہیں پس واجب ہوا کہ تمام کمی وبیشی کے نقول کو اسی حکم سے موافق کریں نقل ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدیؑ سے کوئی بڑا نہیں سوائے خدائے تعالیٰ کے اس جیسے احکام سے بھی نبیؐ ومہدیؑ کی برابری محال نہیں قرار پاتی بلکہ ایک دوسرے سے بڑھکر ہونے کا شبہ رفع ہوجاتا ہے نقل ہے کہ ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام حدیث الولایۃ افضل من النبوۃ (ولایت نبوت سے افضل ہے) کا بیان فرمارہے تھے ایک طالب علم نے کہا کہ یہاں نبیؐ کی ولایت کا فضل نبیؐ کی نبوت پر معلوم ہوتا ہے، حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ بندہ کب کہہ رہا ہے کہ میری ولایت نبیؑ کی ولایت سے افضل ہے یا اس بندے کو نبیؐ پر فضل ہے

بندہ بھی یہی کہتا ہے کہ نبیؑ کی ولایت نبیؑ کی نبوت سے افضل ہے لیکن (یہاں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ) جب ولایتِ مقیدۂ محمدیہ کے خاتم مہدیِ موعودؑ ہوں تو ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں (محمدؐ و مہدی علیہما السلام) دونوں ایک ہوئے کیونکہ قرب حق تعالیٰ کے علاوہ کوئی شرف نہیں ہے جس کے واسطہ سے کوئی فرق رہے اور نقل ہے کہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ جو کچھ وہاں چالیس سال میں دیئے یہاں چالیس روز میں دیئے ہیں اس فرمان میں لفظ آنجا اور اینجا سے دو مکان ثابت ہوتے ہیں پس بہ یقین معلوم ہوا کہ دو مکانوں میں مکین ایک ہے کہ جو کچھ اُسکو اُس کے مقام نبوت میں چالیس سال میں دیا گیا وہی اُس کو اُس کے مقام ولایت میں چالیس روز میں دیا گیا ہے یعنے حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باطن نے جو کچھ سیر شریعت میں چالیس سال میں پایا وہی سیر حقیقت میں چالیس روز میں پایا۔

زاہدوں کی سیر ہے ہر سانس میں اک سالہ راہ
عاشقوں کی سیر ہے ہر سانس میں تا عرش شاہ

اللہ تعالیٰ کا قول (ترجمہ آیت) نہیں جھٹلایا دل نے جو کچھ کہ دیکھا۔ اس پر دلالت کرتا ہے پس اس طریق سے جس نے ولایتِ نبیؐ کا فضل بیان کیا وہ فضل نبوت پر ثابت ہوتا ہے نہ کہ نبیؐ پر جو صاحبِ نبوت و ولایت ہے، اسی طرح حضرت مہدیؑ ہیں اس لئے کہ پیغمبر علیہ السلام ظاہراً نبی اور باطناً ولی ہیں اور مہدی علیہ السلام ظاہراً ولی اور باطناً نبی ہیں یہاں تک ہے کلام رسالۂ مذکورہ کا ان نقول کو اگر ان بزرگوں کے کلام کے بموجب باہم موافق و مطابق نہ کریں تو ضرور ہے کہ ناظران کا فساد اعتقاد و ضلالت میں پڑ کر خود کو ہلاک کرے کیونکہ چالیس سال کہاں اور چالیس روز کہاں تطبیق کی صورت اور توفیق کی وجہ اس محل میں وہی ہے کہ نبوت کے معاملہ میں انبیاء علیہم السلام بعضے امور میں اجتہاد کی طرف منسوب کئے گئے ہیں بمقتضائے حکم نبوت لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف کے حق میں اجتہاد کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے کیونکہ آنحضرتؐ اس حکم کے ساتھ مخصوص ہیں کہ **و ما ینطق عن الھویٰ** (ترجمہ آیت) اور اللہ کا رسول) نہیں کہتا ہے خواہش نفس سے کچھ جو کچھ اس کی گفتار ہے وحی ہے جو اُس کو بھیجی جاتی ہے، اسی جہت سے بعض علماء آنحضرتؐ کے عدم اجتہاد کے قایل ہوئے ہیں اور کچھ لوگوں نے آنحضرتؐ کے اجتہاد کا ثابت ہونا تسلیم کیا ہے وہ بھی معذور ہیں اس سبب سے کہ ولایت محمد مصطفےٰؐ کی باطنی صفت ہے مہدیؑ اُسی ولایت کے خاتم (مظہر اتم) ہوئے ہیں اور رسول خداؐ بھی اگر چہ **علمت من اللہ بلا واسطۃ جدید الیوم** (تعلیم دیا گیا ہوں میں اللہ سے بغیر کسی واسطہ کے ہر نئے دن) کی صفت سے متصف رہے لیکن اس کے اظہار پر مامور نہیں ہوئے پس جو کچھ شرف اور فضل حضرت مہدیؑ کا ہے بعینہٖ وہی شرف و فضل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ نادان لوگ محض بعض علماء کے قول کی بناء پر حضرت مہدیؑ کے فرامین اور آنحضرتؐ کے صحابہؓ کے اجماع کے

خلاف خاتمین علیہما السلام کی جانب اجتہاد وخطا کی نسبت کو ثابت کرتے ہیں پس ولایت کے وہ احکام جن کی فرضیت کا علماء اہل سنت میں سے کوئی بھی قایل نہیں ہوا ہے محض حضرت مہدیؑ کے فرمان سے کیونکر یہ لوگ اُن کی فرضیت کے معتقد ہونگے، ان کے خیالِ خام کے مطابق تو لا چار انکو ان احکام کی فرضیت پر علماء کی موافقت کے دلایل فراہم کرنا لازمی ہوگا، کیونکہ یہ سرے سے صاحبِ تقلید کے شرف سے اور تقلید اور مقلد کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں چنانچہ کتاب ماہیۃ التقلید میں یہ امر واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور وہ چند احکام جو ولایت محمدی کے ساتھ مخصوص ہیں (اور عہد ظہور ولایت میں بیان ہورہے ہیں) میاں سید میرانجیؒ اور سیدن میانصاحبؒ نے وہ احکام حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہٗ کے رسالۂ عقیدہ سے چُن چُن کر نکالے اور ترتیب وار بیان کئے ہیں منجملہ اُن کے بیس احکام فرائض اعتقادی اور دس احکام فرائض عملی ہیں، ان میں جو احکام فرائض اعتقادی ہیں یہ ہیں:۔

(۱) مہدیؑ کی تصدیق محبت کے ساتھ۔

(۲) منکر مہدیؑ کو کافر جاننا۔

(۳) تسویتِ خاتمینؑ کو حق جاننا۔

(۴) مہدیؑ کو بلا واسطہ ہر نئے دن تعلیم از خدا جاننا۔

(۵) تمام احکام مہدیؑ کو ثابت بامر اللہ جاننا۔

(۶) مہدیؑ کے بیان سے جو شخص ایک حرف کا بھی منکر ہو اُس کو عند اللہ ماخوذ سمجھنا۔

(۷) جو حدیث کہ کتابِ خدا اور حالِ مہدیؑ کے موافق ہو اُس کو صحیح جاننا۔

(۸) ہر شخص کا ایمان لانا اور اطاعت کرنا روزِ میثاق سے ثابت جاننا۔

(۹) چار صفتوں کی موافقت یعنے ہجرت واخراج وایذاء وقتال کو نشانِ تصدیق جاننا۔

(۱۰) یہ جاننا کہ ہجرت وصحبتِ صادقین کی مخالفت حکم نفاق رکھتی ہے۔

(۱۱) مہدیؑ کے حضور میں تصحیح میں مقبول ومردود کا مشخص ہونا حق جاننا۔

(۱۲) مجتہدین ومفسرین وغیرہم کا جو حکم حضرت مہدیؑ کے بیان کا مخالف ہو اُس کو غیر صحیح جاننا۔

(۱۳) تمام اعمال اور بیانِ حضرت مہدیؑ کو تعلیم خدا اور اتباع حضرت مصطفٰے علیہ السلام پر مبنی جاننا۔

(۱۴) مذاہب ائمۂ اربعہ میں سے کسی مذہب کے ساتھ تقید عمل کو ناروا جاننا۔

(۱۵) خصوصیت بعثت مہدیؑ ولایتِ محمدی سے متعلقہ احکام کے اظہار وبیان کیلئے جاننا۔

(۱۶) آیت کریمہ ثمّ انّ علینا بیانہٗ میں جو بیان مذکور ہے یہ بیان بزبانِ مہدیؑ ثابت جاننا۔

(۱۷) دارِ دنیا میں دیدارِ خدا ہونا جائز وممکن جاننا۔

(۱۸) ایمان ذاتِ خدا (دیدارِ خدا ایمانِ حقیقی) جاننا۔

(۱۹) دوزخیوں کیلیئے دوزخ کی جاودانی بحکم آیاتِ قرآنی ثابت جاننا۔

(۲۰) ارادۂ دنیا پر وعدۂ دوزخ بحکم آیات قرآنی حق جاننا فقط علاوہ ازیں جو احکام ونقول کہ باب اعتقاد میں نظیر آئیں اور بنظر تدبّر اور تفکّر ان کا معائنہ کریں تو انہی کے تحت ثابت ہونگے اور اللہ بہتر جاننے والا ہے صواب کا۔ اب رہے احکام فرائض عملی جن پر ہر مومن مرد اور عورت کو عمل پیرا ہونا فرض ہے اور ان کے اختیار کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے وہ دس عدد ہیں تفصیل یہ ہے۔

(۱) ترک حیات دنیا کرنا۔

(۲) وطن سے ہجرت کرنا۔

(۳) صادقوں کی صحبت میں رہنا۔

(۴) ماسوی اللہ سے پرہیز کرنا یعنے خلق سے عزلت کرنا۔

(۵) ہمیشہ اللہ کا ذکر کرنا۔

(۶) خدا کے دیدار کا طالب رہنا یہاں تک کہ چشم سر سے یا چشمِ دل سے یا خواب میں خدا کو دیکھ لے اور اگر نہ دیکھا تو مومن نہوگا مگر طالبِ صادق جو چھ صفتوں سے متصف ہے۔

(۷) طالبِ صادق کے چھ صفتوں سے کہ جنکے وجود پر حکم ایمان موقوف ہے مشرّف ہونا چنانچہ (وہ صفات یہ ہیں) ۱۔ اپنا روے دل غیر حق سے پھرا رہے، ۲۔ اپنے روے دل کو خدا کی طرف لایا رہے اور ہمیشہ یادِ خدا میں مشغول رہے، ۳۔ دنیا سے عزلت اور خلق سے عزلت اختیار کرے، اور اپنے سے باہر ہونے کی ہمت کرے۔

(۸) راہِ خدا میں جہاد یعنی شمشیر آہن سے لشکر کے ساتھ اور شمشیر فقر سے نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔

(۹) غرغرۂ موت سے پہلے حالت حیات میں توبہ کرنا۔

(۱۰) پانچ صفات پر جن پر ایمان منحصر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہی لوگ ایمان والے ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب آیات الٰہی ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور ہم نے جوان کو روزی دی ہے اس میں سے (خدا کی

راہ میں) خرچ کرتے ہیں یہی ہیں سچے دیندار۔ پر عمل پیرا ہونا یہاں تک کہ طالبِ صادق انہی صفات سے مومن حکمی ہوا ہے چنانچہ خدا سے دل ڈرتا رہنا، آیاتِ قرآنی کے سننے کے بعد ایمان زیادہ ہونا، تمام کاموں میں خدائے تعالیٰ پر توکل کرنا، پانچوں وقت کی نمازوں کو اُن کے اوقات پر ادا کرنا اور جو کچھ خدائے تعالیٰ روزی دے اُس سے انفاق کرنا یعنے اس کا عُشر کما حقہ ادا کرنا، اور جو احکام عملی کہ احکام عقیدہ پر زائد معلوم ہوتے ہیں وہ تمام انہی احکام میں داخل ہیں چنانچہ سویت، نوبت، اجماع اور ترک عزّت یعنے تسلیمی فرض صحبت صادقاں میں داخل اور اُس کے لوازم ہیں، تعین [1] و برات [2] کا ترک کرنا، موافقوں (مہدویوں) کے گھروں کو بھی (بلا وجہ شرعی) جانا ترک کرنا، ترکِ تدبیر و تردد اور ترکِ میراث ترک حیات دنیا میں داخل ہیں، اور دائرے کے باہر جانے کو ترک کرنا اور دائرے کے باہر جلتی ہوئی آگ سمجھ کر ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے دائرے کی باڑ کے اندر مقیّد رہنا داخل عزلت ہے اور ہر قسم کا سوال یعنے حالی اور فعلی اور قولی ترک کرنا اور ترکِ لذّت اور اس فتوح کا ترک کرنا کہ جس کی خبر اس کے پہنچنے سے پیشتر معلوم ہو چکی ہو داخل توکل ہے اور ذکر کثیر کرنا اور دونوں وقت یعنے سلطان اللیل اور سلطان النہار کی حفاظت کرنا، ذکر دوام میں داخل ہے اسی طرح جو کچھ باقی ہیں وہ باقی میں داخل ہیں پس ہر مصدق کو اس پر ایمان لانا اور اعتقاد رکھنا اور عمل کرنا اور ان سب احکام کی تاویل و تحویل سے دور رہنا فرض عین ہے یہاں تک ہے کلام رسالۂ فرائض کا جو رسالۂ عقیدہ شریفہ سے مستنبط ہے، معلوم کرا ے عزیز کہ ان احکام پر جو ہم ایمان لاتے ہیں اور ان کو فرض جانتے ہیں یہ بات محض حضرت مہدیؑ کے فرمان پر مبنی ہے بغیر کسی حجت و دلیل کو طلب کرنے کے، اور اگر ہم ان احکام پر حجت و دلیل کتاب و سنت سے چاہیں بھی تو فریق مقابل کو الزام دینے کے لئے ایسا ہوگا نہ کہ خود یقین پانے کے لئے کیوں کہ گروہِ مہدیؑ کا اتفاق اجماعاً اس بات پر ہے کہ حضرت مہدیؑ کی تقلید ہی عین دینِ خدائے تعالیٰ ہے پس جو کچھ حضرت مہدیِ موعود علیہ افضل الصلوات و اکمل الحیات کی زبانِ مبارک سے ثابت ہوا اور صراحت پایا ہے وہی دین حق ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے مطلقاً اس لئے کہ آنحضرتؑ خلیفۂ رحمان اور صاحبِ فرمان ہیں اگر کوئی اس بات کا یقین نہ کرے اور ان احکام کا جو بیان کئے گئے ہیں ثبوت اور ان پر یقین حاصل کرنے کے لئے مجتہدین و مفسرین سابقین کے اقوال سے دلیل و حجت چاہے گا تو کیا کرے گا جب وہ شخص اس باب میں اپنے اس قرارداد پر کہ مجتہدوں کے اقوال سے موافقت کی دلیل ملنی چاہیئے قایم رہ کر کوئی دلیل نہ پائے گا تو ناچار ان احکام کا انکار کر بیٹھے گا اللہ ہم کو اس سے محفوظ رکھے اور اُس کو تو یہ خبر ہی نہیں ہے کہ حضرت میراں سید محمد مہدیِ موعودؑ کی بعثت جو ہوئی ہے انہی احکام کے اظہار کے لئے ہوئی ہے چنانچہ حضرت بندگی

---

[1] تعیّن۔ مستقل آمدنی، وظیفہ، حسن خدمت و جائداد مملوکہ کا کرایہ وغیرہ

[2] برات۔ آمدنی بذریعہ کاغذ پتّر وغیرہ (از رسالہ فرائض) صفحہ ۴ مطبوعہ

میاں سید خوندمیرؓ، رسالۂ عقیدہ میں فرماتے ہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے ہم کو جو کچھ بھیجا ہے مخصوص اس لئے ہے کہ وہ احکام و بیان جو ولایتِ محمدیؐ سے تعلق رکھتے ہیں مہدیؑ کے واسطہ سے ظاہر ہوں۔ سوال۔ اگر کوئی شخص کہے کہ جو کچھ احکام رسالۂ عقیدہ میں حضرت مہدیؑ کے بیان سے مذکور ہوئے ہیں وہ تمام محکمات ہیں ہم بھی حضرت مہدیؑ کے بیان سے جو محکمات ہیں اُن کو تعلیم خدا سے جانتے ہیں، اور ان پر ایمان لاتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے معلوم کر اے عزیز حضرت مہدیؑ کے جو احکام رسالۂ عقیدہ میں لائے گئے ہیں اُن میں تیرھواں حکم ہے کہ حضرت مہدیؑ کے تمام اعمال و بیان کو خدا کی طرف سے کلام خدا سے اور حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے جاننا، اور چوتھا حکم یہ ہے یہ جاننا کہ حضرت مہدیؑ کو بغیر کسی واسطہ کے خدا سے ہر روز تعلیم حاصل تھی اور بارھواں حکم یہ ہے کہ مجتہدوں اور مفسروں کا جو کوئی بیان حضرت مہدیؑ کے بیان کے خلاف میں ہو اُس کو غیر صحیح جاننا، پس جب تمام اعمال حضرت مہدیؑ کے اور بیان آنحضرتؐ کا تعلیم خدا سے ہے اور لفظ اعمال جمع ہے واحد اُس کا عمل ہے اُس کو بوجہ عموم لائے اور عمومیت کی قید سے مقید فرما چکے ہیں اور بیان بھی عام ہے جس کا مصدر تبین باب تفصیل سے اظہار یعنے ظاہر کرنے کے معنی میں ہے پس معنی اس قول کے یہی ہوئے کہ جو کچھ حضرت مہدیؑ سے ظاہر ہوا ہے قول ہو یا فعل تمام تعلیم خدا سے ہے چنانچہ ماہیۃ التقلید میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ حضرت مہدیؑ نے کیا اور فرمایا فرمان خدا سے ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہ حیثیت ولایت باطناً یہی حکم رکھتے ہیں اور جو لوگ اس حکم میں آنحضرتؐ کے اقوال واعمال کیلئے عمومیت نہونے کے قایل ہیں یعنے حضرت مہدیؑ کے تمام اقوال واعمال کو تعلیم خدا سے نہیں جانتے ہیں اور آنحضرتؐ سے غلطی کے وقوع اور بغیر خدا سے معلوم کرنے کے حکم دینے کے ثبوت پر بی بی الھدیٰؓ کی نقل اور دامچہ کی نقل وغیرہ سے دلیل لاتے ہیں کہ ان کی جانب سے انجام کار عقیدہ کے تیرھویں حکم کا انکار ثابت ہے اور بارھویں حکم کا بھی جو مجتہدوں اور مفسروں کا بیان جو مخالفِ بیانِ حضرت مہدیؑ ہو اُس کو غیر صحیح جاننا ہے اور یہی لوگ آیت **عفا اللہ عنک** سے بعضے علماء و مفسرین کے قول کی بناء پر خطا اور رائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت کرتے ہیں اور بیان کے معنی ہیں ظاہر کرنا اور حضرت مہدیؑ سے یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہاں بھی سرتاپا ولایت تھی الخ باوجود اس کے نبیؐ کی جانب اجتہاد و خطا کی نسبت ثابت کرنے کے بعد حضرت مہدیؑ کی جانب بھی اجتہاد و خطا کو منسوب کرتے ہیں اور اس سے عقیدہ کے چوتھے حکم کا انکار ان کی جانب سے بخوبی ثابت ہوا یعنے چوتھا حکم جو حضرت مہدیؑ کو بغیر کسی واسطہ کے ہر روز خدا سے تعلیم جاننا ہے اس کے بھی یہ منکر ٹھہرتے ہیں اور یہی حکم بعینہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی موجود تھا لیکن آنحضرتؐ اس کے اظہار پر مامور نہیں ہوئے اسی وجہ سے اجتہاد و خطا کو آنحضرتؐ کی طرف منسوب کرنے کی کوئی راہ نہیں ہے جس کو یہ نادان ثابت کرتے ہیں تنبیہ۔ معلوم کر اے عزیز کہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا ہے جو کوئی شخص محمدؐ اور خدا کے درمیان ایک پلک جھپکنے کی

مقدار بھی جدائی کا گمان کرے وہ نقصان اٹھانے والا ہوگا، نیز آنحضرتؐ نے فرمایا وہاں بھی سر سے پاؤں تک ولایت تھی لیکن رسول خداؐ اس کے اظہار پر مامور نہیں تھے بندہ مامور ہے اور وہ علماء جو نبی علیہ السلام کے اجتہاد کے ثبوت کے قایل ہیں انہوں نے وحی کے انتظار کی مدت تین دن مقرر کی ہے اور بعضوں کے نزدیک اس سے زیادہ ہے حالانکہ رسول خداﷺ نئے دن خدا کی تعلیم سے حکم سنانے پر قادر تھے بحیثیت ولایت پس کیونکر تین روز کی مدت ختم کر کے اپنے اجتہاد سے حکم فرماتے اور کیسے آپؐ کے حکم میں خطا کا گذر ہوتا کیونکہ اجتہاد کا وجود تعلیم خدا کی موجودگی میں ممنوع ہے جیسا کہ عضدی میں کہتا ہے بسبب وحی کے جواز کے جس کا عدم شرط ہے اجتہاد میں نیز کہتا ہے اور جو قادر ہو یقین پر اُس پر حرام ہے گمانی بات، خدا سے جو معلومات ہوں یقین کا حکم رکھتے ہیں اور اجتہاد و احتمال و ظن سے ہوتا ہے پس رسول خداﷺ حکم یقینی پر قادر ہونے کے باوجود ظن کے ساتھ حکم کیوں فرماتے لیکن چونکہ آنحضرتؐ اُس تعلیم کے اظہار پر جو آپؐ کو بلا واسطہ خدا سے ہر روز حاصل تھی مامور نہیں تھے (بظاہر نبوت کا لازمہ یہی تھا کہ بصورت علماء بعد ختم مدت انتظار وحی آنحضرتؐ کا اجتہاد ثابت کرتے ہیں پس وہ اصل حقیقت کو سمجھنے میں گم اور معذور ہیں لیکن یہ حقیقت حضرت مہدیؑ کی زبان مبارک سے ظاہر ہو جانے کے بعد آنحضرتؐ کی تصدیق کرنے والوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مطابق حضرت مہدیؑ کے فرمان کے اعتقاد لازم اور واجب ہے اور آیت کریمہ **و ما ینطق عن الھویٰ** (اور نہیں کہتا ہے خواہش نفس سے) کو وجہ عموم معنی ہی پر محمول کرنا چاہیئے (یعنے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس آیت کا حکم آپؐ کے ہر قول کو شامل ہے) اور اس عقیدہ پر خصم (فریق مقابل و مخالف) کو ملزم ٹھیرانے کے لئے جواب میں اُن علماء کے اقوال سے جو آنحضرتؐ کے اجتہاد کی نفی اور عدم خطا کے قائل ہیں جیسے ابوالحسن اشعری وغیرہ کے اقوال سے دلیل لائے بغیر چارہ نہیں نیز جاننا چاہیئے کہ بعضے مجتہدین جو نبیؐ کا اجتہاد مدت انتظار وحی کے ختم کے بعد ثابت کرتے ہیں یہ اسی بناء پر ہے کہ رسول خداؐ اُس تعلیم کے اظہار پر مامور نہیں تھے جو بلا واسطہ آپؐ کو خدا سے حاصل تھی چونکہ انہوں نے اس باب میں منع اجتہاد میں کوئی دلیل قطعی نہیں پائی لہذا بعضے امور میں بغیر کلام خدا کے اجتہاد کو آنحضرتؐ کی طرف منسوب کیا اور آیت **و ما ینطق عن الھویٰ** کے حکم کو کفار عرب کے جواب کی حد تک خاص ہونا تسلیم کیا، لیکن حضرت مہدیؑ کے مصدقوں کیلئے دلیلِ قطعی حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے اور مجتہد کا حکم ظنّی پر جائز نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مہدیؑ کے صحابہؓ اور تابعین میں سے کوئی بھی خاتمین علیہما السلام کے اجتہاد و خطا کے قایل نہیں ہوئے اور اس باب میں محققین متقدمین کا بھی نبیؐ کے حق میں یہی عقیدہ رہا ہے چنانچہ حضرت سید محمد گیسو درازؒ ملفوظ میں فرماتے ہیں (ناقل کہتے ہیں) ایک دفعہ کچھ دیر گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتداء حال اور بعثت اور ہجرت کے سبب کے بارے میں تھی حضرت خواجہؒ نے فرمایا رسولﷺ کا کوئی کام اپنی رائے و اجتہاد سے نہ تھا جو کچھ خدا کا حکم ہوتا تھا آپؐ وہی کرتے تھے فرمان ہوا دعوت کر آپؐ

نے دعوت کی جب تک مکہ میں رہنے کا حکم تھا مکہ میں رہے جب فرمان ہوا مدینہ چلا جا مدینہ چلے گئے حاضرین میں سے کسی نے کہا کیا پیغمبر ﷺ میں یہ قوت نہیں تھی کہ آپؐ تنہا مکہ کے تمام کفار کو مار ڈالتے خواجہؒ نے فرمایا کوئی کام آنحضرتؐ کا اپنی خودی سے نہیں تھا جو کچھ خدائے تعالیٰ آپؐ کو حکم دیتا تھا وہی کرتے تھے خود اپنی ذات سے کوئی قوت نہ رکھتے تھے۔ نیز عین القضاۃ ہمدانیؒ اپنی کتاب تمہید میں فرماتے ہیں ہم نے تجھ سے کہدیا خطاب تو تجھی سے ہے لیکن اس مخاطبت کے فائدے اور مقصود کو دوسرا ہی پائے گا، اُس بزرگ کا قول شاید تو نے نہیں سنا ہے جنھوں نے کہا تھا کہ تیس سال ہوئے ہیں کہ ہم خدا سے باتیں کر رہے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اُنہی سے کہتا ہے، اے عزیز معذور جان ایک زمانہ ایسا تھا کہ اس ناکارہ قاضی ہمدانی کا دل آوارہ زبان سے سنتا تھا زبان قایل تھی اور دل اس کی گفتار پر کان لگائے تھا اب وہ وقت آیا ہے کہ زبان دل سے سن رہی ہے دل قایل ہے اور زبان سامع اس بیچارے کے اوقات ایسے ہی مختلف ہوا کرتے ہیں لیکن سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر لحظہ اور ہر لمحہ یہ دو حالتیں تھیں جو بیان کی گئیں اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت کریمہ میں (ترجمہ آیت) اور (اللہ کا رسول) نہیں کہتا ہے خواہش نفس سے جو کچھ اُس کی گفتار ہے وحی ہے جو اُس کو بھیجی جاتی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام سے سہو و خطا کا وقوع منع ہونے کے بارے میں کتاب معارف شرح عوارف میں مذکور ہے آنحضرتؐ فرماتے ہیں مجھ سے سہو نہیں ہوتا جبکہ لوگ سہو کرتے ہیں یہ اس وجہ سے کہ سہو غفلت سے اور غفلت حجاب کی وجہ سے ہوتی ہے اور آنحضرتؐ کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے آپؐ مقام تحقیق کی نہایت اور متابعتِ احکام الٰہی کی غایت کو پہنچ چکے ہیں پس آپؐ کے لئے سہو نہیں چنانچہ آپؐ کا ارشاد ہے سہو کا میرے لئے سبب بنایا گیا لیکن میں سہو نہیں کرتا ہوں یعنے میرا سہوا اور لوگوں کے سہو کی طرح نہیں ہے اس لئے کہ لوگوں سے سہو غفلت کی حالت میں ہوتا ہے پس وہ شک کی صورت رکھتا ہے اور اولیاء اللہ کا سہو احوال کی رنگارنگی میں اور سیر باطنی میں انکے تنزل سے ہوتا ہے پس اس میں بھی ایک نورانیت رہتی ہے اور احوال میں تنزل بھی اصفیاء کے سہو کی ایک قسم ہے جو خاص موقتی چیز ہے اور انبیاءؑ کے سہو میں شانِ تحقیق اور برتری احوال و انوار میں پائی جاتی ہے اور وہ عین یقین کی حالت میں اور اپنی حالت پر قابو پائے ہوئے ہوتا ہے اور یقین پر یقین کی صورت رکھتا ہے پس اور لوگوں سے جو سہو منقول ہے البتہ وہی سہو ہے اور اسی طرح کہا ہے محققین نے کہ انبیاءؑ کا سہو بھی یقین اور نور سے اُن کے اغیار کیلئے جیسا کہ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے جبکہ آپؐ پر احوال میں برتری کے دوران میں انوار ربانی سبحانی کا انکشاف عالم تمثیل و عالم امر میں ہونے لگا تو ایک سِتارہ کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا یہ میرا رب ہے پس جب وہ غائب ہوا یعنے جب آپ مطلع ہوئے اُس کی تمثیل اور اُس کے حدوث پر تو اُس سے آگے بڑھے اس سے زیادہ استعداد والے کی طرف اور بالآخر آپؐ نے کہدیا میں دوست نہیں رکھتا ہوں غائب ہونے والوں کو الخ اور ایسا ہی ہے جو فرمایا حضرت صدیقؓ نے کاش مجھ سے سہو ہوتا ایسا جیسا کہ محمدؐ سے

ہوااور انبیاءؑ کے سہو کو سہو جو کہا جاتا ہے تو محض صورتاً مناسبت سہو سے ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ اس سے برتری مطلوب ہوتی ہے اور اس پر ثبات و قیام غیر مطلوب پس اس بات کو سمجھ لو۔ یہ کلام اسی حقیقت کی خبر دے رہا ہے کہ جب آنحضرتؐ چاہتے تھے کہ زبان دل سے سُنے تو فرماتے تھے اے بلال ہم کو آرام لینے دو ہم کو اپنی خودی سے گھڑی بھر حقیقت کی طرف جانے دو اور جب آپؐ چاہتے تھے کہ دل زبان سے سنتا رہے تو فرماتے تھے مجھ سے باتیں کرائے حمیرا، اے عائشہؓ مجھ کو گھڑی بھر حقیقت سے اپنی طرف آنے دے اور مجھے اپنے آپے میں لا تا کہ اہل جہاں مستفید ہوں اور آنحضرتؐ ہی سے یہ نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ہوں تا کہ اخلاقی بزرگیوں کو کمال کو پہنچاؤں۔

دوسرا مبحث

جان اے عزیز انہی نادانوں میں سے بعضے کہتے ہیں کہ جہاں کہیں حضرت مہدیؑ نے نقل میں صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ فرمان خدا ہوتا ہے یا حکم خدا سے کہتا ہوں تو وہ حکم تعلیم خدا سے اور خدا کی جانب سے ہونے والے معلومات میں سے ہے اور جہاں آنحضرتؑ نے صراحت کے ساتھ نہیں فرمایا ہے کہ فرمانِ خدا ہوتا ہے تو وہ خدا سے حاصل ہونے والے معلومات کے سوائے ہے یعنے وہ بات یا کام آنحضرتؑ نے اپنی طرف سے اور اپنے قرارداد سے کہایا کیا ہے اور جو کچھ عقیدہ میں مذکور ہے کہ فرمایا امام مہدیؑ نے سکھلایا گیا ہوں میں اللہ کی جانب سے بغیر کسی واسطہ کے ہر روز تو اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ یوم یعنے دن سے پورا دن مراد لینا لازم نہیں ایک دن میں ایک دو مرتبہ بھی حضرت میراںؑ خدا کی تعلیم سے فرمائے ہوں تو ہمارا مدعا حاصل ہے اس خیال باطل کی بناء پر ان کو اس مدعا کو تسلیم کرنے کے بعد یہ ماننے بغیر چارہ نہیں کہ ہر روز کم سے کم ایک مرتبہ بھی آنحضرتؑ تعلیم خدا سے کچھ فرمائے ہوں تو ایسا فرض کرنے کی صورت میں اُس ذات پیغمبر صفات کی عمر مبارک کے ایام کے قیاس کرتے حساب لگایا جائے تب بھی آنحضرتؑ کے فرامین تعلیم خدا سے ہزاروں کے شمار میں آتے ہیں حالانکہ اگر تمام نقلیات موالید اور سایل میں چھان بین اور جستجو کریں تو معدودِ چند نقول ہی ایسی ملیں گی جن میں آنحضرتؑ نے یہ صراحت کی ہے کہ فرمانِ خدا ہوتا ہے یا حکم خدا سے کہتا ہوں، اس توجیہ کی بناء پر **علمت من اللّٰہ بلا واسطہ جدید الیوم** جو حضرت مہدیؑ کا دعویٰ ہے اس کا انکار ان نادانوں سے صادر ہوگا دلیل عقلی اور نقلی دونوں کے رو سے نعوذ باللہ منہا۔ یہاں ایک پرانا اعتراض اور ایک بڑا شبہ ان لوگوں کا یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ حکم کے معنی اور ہیں اور قول کا مفہوم اور نیز کہتے ہیں کہ حضرت میراں علیہ السلام نے تعلیم خدا اور فرمانِ خدا سے جو کچھ فرمایا ہے وہ احکام محکمات کے دائرے میں ہے جملہ اقوال و

نقول کوشامل نہیں نقل اورقول وہ ہے جوحضرت میراںؑ نے اپنی طرف سے اوراپنے اجتہاد سے فرمایاہےاورحکم وہ ہے جوبغیر امرالٰہی کےآنحضرتؐ نےنہیں سنایاہےاوریہ مخصوص احکام دین کی حدتک اورانہی میں منحصر ہےاوروہ جوسراج الابصار میں آیا ہے کہ اس وجہ سے کہ وہ دونوں (یعنے مہدیؑ اورعیسیٰؑ) جس بات کےقطعی ہونے کاحکم دیں تودوحالتوں سے خالی نہیں الخ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ مراداس سے محکمات ہیں یاوہ نقول جن میں حضرت میراںؑ نے اپنی زبان سےصراحت فرمادی ہے کہ فرمانِ خدا ہوتا ہےاور یہ احکام آنحضرتؐ کےتمام اقوال ونقول کوشامل نہیں ہیں اس قول سےان لوگوں کی غرض یہی ہے کہ حضرت مہدیؑ نے اپنی طرف سےاوراپنے اجتہاد سےکہااورکیاہےاوراجتہاد میں احتمال خطاوصواب دونوں کا ہوتا ہے پس آنحضرتؐ سے خطا کا صدوربھی جائز ہے چنانچہ سراج الابصار کی عبارت میں معلومات عن اللہ کی قید سےانہوں نے یہی سمجھا ہے کہ مہدی علیہ السلام کےمعلومات دوقسم کے ہیں ایک وہ جواللہ کی طرف سے ہیں دوسرے وہ جواپنی ذات سےاور اپنے اجتہاد سے ہیں پہلی قسم میں خطاجائزنہیں ہ دوسری میں جائزوممکن ہے، یہ نادان جوحکم کوقول سے جدا کرتے ہیں اوردونو میں مغایرت پیدا کرتے ہیں ان کا یہ قول ان کی حددرجہ نامعقولیت اورنہایت درجہ جہالت کےسبب سے ہے کیونکہ انہوں نےحکم کا مطلب سرے سے سمجھاہی نہیں کہ حکم کس کو کہتے ہیں اورقول کس کو یہ جانتےہی نہیں کہ حکم عام ہو یاخاص تمام اقوال کو جامع ہےاورقول مقیدہی کوحکم کہتے ہیں اورقول مقید خبرہےاورہروہ بامعنی بات جوکہی جائے پس وہی حکم کہلاتی ہے چنانچہ علم اصول اورعلم کلام کی کتابوں سےحکم کے معنی اوراس کےاقسام سمجھ میں آسکتے ہیں، کتاب سنوسیہ جوعلم کلام میں ہےاس میں مصنف کہتاہےحکم ثابت کرنا ہے کسی چیز کا کسی چیز کیلئے یانفی کرنی ہے کسی چیز کی کسی چیز سےاوروہ منقسم ہوتا ہے تین قسموں کی طرف شرعی، عقلی اور عادی حکم شرعی سے مراداللہ تعالیٰ کا خطاب ہے جو بندوں کےافعال سےمتعلق ہوتا ہے جوذمہ دار کئے جاتے ہیں اُن افعال کی طلب یااباحۃ اوراُن کےقرارداد سےاورطلب میں چارچیزیں داخل ہوتی ہیں ایجاب ندب، تحریم اور کراہت پس ایجاب یہ ہے کہ کوئی فعل بتاکید طلب کیا جائے جیسے ایمان اللہ اوراُس کے رسولوں (خلیفوں) پراور جیسے پانچوں نمازیں اورندب یہ ہے کہ طلب کسی فعل کی بلاتاکید ہوجیسے سنتِ فجراوراس کے مانند کسی وقت کوئی کام اورتحریم یہ ہے کہ کسی فعل سے بازرہنے کی طلب بتاکید ہوجیسے مےخواری یااس کےمثل زمانے کے کسی کام کاترک اورکراہت یہ ہے کہ کسی فعل سے بازرہنے کی طلب ہوبغیرتاکید کےاوراباحت اس کو کہتے ہیں کہ شرع اجازت دے کسی کام کوکرنے اورنہ کرنے دونوں باتوں کی اورفعل کوترک پریاترک کوفعل پرکوئی ترجیح نہو،اورحکم عادی سے مراددوچیزوں کے درمیان ایک ربط (تعلق) ثابت کرنا ہے باربار دیکھا جانے کے واسطہ سےساتھ اس بات کی صحت کے کہ کبھی ایسانہ بھی ہواورایک کادوسرے پرکوئی اثر نہوکسی خاص سبب سےاوراس کی چارقسمیں ہیں (۱) ربط وجود کا وجود کےساتھ جیسے سیری حاصل ہوناغذاحاصل ہونے سے،

(۲) ربط عدم کا عدم کے ساتھ جیسے سیری نہونا غذا نہونے سے، (۳) ربط عدم کا وجود کے ساتھ جیسے بھوک نہونا غذا ہونے سے، (۴) ربط وجود کا عدم کے ساتھ جیسے بھوک ہونا غذا نہونے سے اب رہا حکم عقلی تو وہ ثابت کرنا ہے ایک امر کا دوسرے امر کے لئے یا نفی کرنی ہے ایک امر کی دوسرے سے بغیر تکرار مشاہدہ کے اور وہ موقوف نہیں کسی قرار داد کرنے والے کے قرارداد پر اور اُس کی تین قسمیں ہیں۔ ا۔واجب، ۲۔ مستحیل، ۳۔جائز پس واجب وہ ہے جس کا عدم عقل کے نزدیک متصور نہو یا تو بداہتہً یعنے علانیہ مشاہدہ سے جیسے ہر جسم کے لئے ایک خاص شکل کا وجود یا فکر ونظر کی راہ سے جیسے اپنے مالک و خدائے بزرگ و برتر کا وجود اور مستحیل یعنے محال وہ ہے جس کا وجود عقل کے نزدیک متصور نہو یا تو بداہتہً جیسے کسی جسم کا حرکت وسکون دونوں حالتوں سے خالی ہونا یا نظر وفکر کی راہ سے جیسے اپنے پروردگار بزرگ و برتر کے شریک کا وجود، اور جائز وہ ہے جس کا وجود اور عدم عقل کے نزدیک دونوں صحیح ہوں یا تو بداہتہً جیسے ہماری حرکت اور ہمارا سکون یا نظر وفکر کی راہ سے جیسے اللہ کے کسی فرمانبردار بندے کا عذاب پانا اور گناہگار کا ثواب پانا (کسی وجہ سے جو اس کی مقتضی ہو) عقیدۂ سنوسیہ کی عبارت سے معلوم ہو چکا کہ حکم کا اطلاق تمام اقوال پر جاری ہے یعنے احکام شرعی عقلی اور عادی جملہ کو شامل ہے اور کوئی فرد افراد قول سے کسی پہلو سے حکم کے مفہوم سے خارج نہیں اور یہ نادان جو حکم کو محکمات شرعی میں محصور کرتے ہیں ان کا یہ وہم محض حکم واحکام کے معنی سے ناواقفیت کے باعث ہے اور اسی بیان کی تائید ہوتی ہے اُس قول سے جو توضیح میں مذکور ہے، تیسرا رکن اجماع کے بیان میں اور وہ اتفاق ہے مجتہدین امتِ محمد ﷺ کا کسی زمانے میں کسی حکم شرعی پر پس بعض علماء نے اجماع کے لئے حکم شرعی کی قید لگائی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کسی امر پر تا کہ اس کے مفہوم میں حکم شرعی اور غیر شرعی دونوں آسکیں پس جاننا چاہیئے کہ احکام یا تو دینی ہوتے ہیں یا غیر دینی جیسے یہ حکم کہ سقمونیا مُسہل ہے پس اگر اس جیسے کسی حکم پر سب کا اتفاق واقع ہو یا نہو تو دونوں برابر ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی اس کا انکار کرے تو کافر نہوگا بلکہ اس حکم سے ناواقف ثابت ہوگا عام ازیں کہ اس بات کی صحت پر سب کا اتفاق ہو یا نہو رہے احکام دینیہ وہ یا تو شرعی ہوں گے اور مراد حکم شرعی سے وہی حکم ہے جس کا میں نے آغاز کتاب میں ذکر کیا ہے کہ بغیر شارع کے خطاب نہو تو اس کا ادراک یا تو حواس سے ہوتا ہے یا عقل سے پس ہر ایک ان دونوں میں سے فائدہ دینے والا ہے یقین کا، پھر اگر وہ امر حسّی گذرے ہوئے زمانہ کا ہو تو اس پر جو اجماع ہو وہ اخباری (تاریخی) ہوگا اور وہ اس اجماع کے اقسام میں سے نہوگا جو مخصوص ہے اُمتِ محمدؐ کے ساتھ اور اس میں اجتہاد شرط نہوگا بلکہ وہ عبرت حاصل کرنے کی صورتوں سے ہوگا اور اگر وہ امر حسّی زمانۂ آخرت میں پیش آنے والے امور یا قریب قیامت پیش آنے والی علامات مانند معلوماتِ معرفت الٰہی ہے تو اس کا ادراک ممکن نہیں ہے مگر نقل سے مخبر صادق کی جو واقف کیا گیا ہو غیب کی باتوں پر مانند نبینا صلعم کے پس اجماع علماء اُمت کا بہ حیثیت اجماع ہونے کے آئندہ ہونیوالی بات پر معتبر نہیں کیوں کہ وہ غیب کا حال جاننے

والے نہیں لیکن معتبر ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ اُن کا قول اجماع منقول ہو واقف علی الغیب کے قول سے پس اس کا مرجع وہی امر اول ہوگا اور وہ یہ کہ امر محسوس زمانۂ ماضی سے تعلق رکھنے والا ہو اور اگر آئندہ زمانے سے متعلق ہونے کے باوجود محسوسات سے ہو تو عقل سے اس کا ادراک ہوگا اور عقل ہی سے اس میں یقین کا فائدہ حاصل ہوگا پس دلیل عقل ہی ہوگی نہ کہ اجماع بخلاف شرع سے تعلق رکھنے والے امور کے پس انہی میں سے جن پر اجماع کی بنیاد ڈالی جاتی ہے وہ ابتداء میں قطعی نہیں ہوتا پھر اجماع اُس کی قطعیت کا فایدہ دیتی ہے، پس یہ لوگ کہاں سے کہتے ہیں کہ حکم خاص ہے احکام و اوامر میں تمام اقوال کو جامع نہیں ہے یہہ عقیدہ محض غلط ہے جو اجماع اہل کلام و اہل اصول کے خلاف ہے اور اتفاق اجماع گروہ میراں علیہ السلام کی مخالفت میں ہے کیوں کہ اتفاق اس گروہ کا اس بات پر ہے کہ حضرت مہدیؑ نے جو کچھ کیا اور فرمایا اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا اور نہیں کیا ہے اور یہی حکم نبینا صلعم کے حق میں ہے کیوں کہ حضرت میراںؑ نے فرمایا ہے وہاں بھی بغیر کسی واسطہ کے خدا سے تعلیم تھی الخ اسی حکم کے رو سے حضرت محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی شان مـاینطق عن الھویٰ ان ھو االاّ وحی یوحٰی ہونا ثابت ہے اگر تمام اقوال آنخضرتؐ کے وحی سے اور تعلیم خدا سے نہ جانتے ہوتے تو کس لئے علماء حنفیہ اور دیگر تمام علماء اہل سنت حدیث متواتر اور حدیث مشہور سے قرآن کا نسخ جائز رکھتے حالانکہ نسخ نہیں ہوتا ہے مگر برابری والے حکم سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ آیت) ہم جس کسی آیت کو منسوخ کریں یا بھلادیں تو اُس سے بہتر یا اُس جیسی ہی لے آتے ہیں آنخضرتؐ کی حدیث اور آیت قرآن دونوں کا حکم ایک ہے ورنہ قرآن کا نسخ حدیث سے جائز نہوتا احاد اضعاف وغیرہ جو اقسام احادیث کے ہیں راویوں کے شک و احتمال کی بناء پر ہیں جب کسی حدیث میں تواتر واجدان کی شرط پائی گئی (یعنے پے در پے معتبر جماعتوں سے اس کی دریافت ثابت ہوئی) اور راویوں کے شک سے اس کو استغناء حاصل ہوگیا تو وہی حدیث متواتر و مشہور کے اقسام سے ہے اور قرآن بھی حدیث متواتر ہی ہے ہمارے اس بیان کی تائید میں ہے جو کہا ہے عضدی نے شرح مختصر الاصول میں کہ میں کہتا ہوں یہ برعکس اُس کے ہے جو اوپر مذکور ہوا اور وہ نسخ قرآن کا ہے خبر متواتر سے اور اختلاف واقع ہوا ہے اُس کے جائز ہونے اور منع ہونے میں ایک بڑی جماعت اُس کے جواز کی قایل ہے اور امام شافعیؒ نے اُس کو منع کیا ہے ہماری دلیل وہی ہے جو اوپر گذری کہ اگر نسخ قرآن منع ہو تو اُس کے حکم کی نوعیت کا بدلنا بھی منع ہوگا اور یہ بات دراصل معدوم ہے اور نسخ کے جواز پر یہ دلیل لائی گئی ہے کہ نسخ واقع ہو چکا ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ وصیت ضروری نہیں ہے وارث کیلئے۔ والدین اور اقربا کیلئے وصیت جو قرآن سے ثابت ہے منسوخ ہوئی ہے نیز محصن کو سنگسار کرنا فعل نبیؐ سے ثابت ہے اس سے اس کے حق میں کوڑے لگانے کا حکم جو قرآن سے ثابت ہے منسوخ ہوا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات غیر صحیح ہے اور الزام ہے ایسے معنی سے جو معلوم ہوا ہے امر مظنون سے کیونکہ وہ دونوں خبریں جن

کا ذکر کیا گیا ہے از قبیل احاد ہیں اور خبر احاد سے نسخ قرآن ثابت بلکہ منجملہ اُن صورتوں کے ہے جن میں نسخ قرآن جائز ہے بالاتفاق، اور منکرین جواز نسخ نے پہلے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم جس آیت کو منسوخ کریں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اُس جیسی ہی لے آتے ہیں اور یہ قول دلالت کرتا ہے نسخ کتاب سنت سے ناجائز ہونے پر دو وجہ سے ایک یہ کہ وہ چیز جس سے آیت قرآن منسوخ کی جائے واجب ہے کہ بہتر ہو اُس سے یا مثل ہو اُس کی اور سنت میں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں دوسری وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم لاتے ہیں یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کی نازل کی ہوئی چیز ہی سے ہو اور وہ سوائے قرآن کے نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارا کہنا یہ ہے کہ آیتِ قرآن اس بات پر دال ہے کہ قرآن کو منسوخ کرنے والی چیز قرآن سے بہتر یا اس کی مثل ہوتی ہے ہم کہتے ہیں اس بات کو ہم تسلیم نہیں کرتے بلکہ آیت اس بات پر دال ہے کہ حکم ناسخ بہتر ہے مکلّف کے لئے حکم منسوخ سے کیونکہ قرآن کی آیتوں میں باہم تفاضل (برتری) نہیں ہے کہ بعض بعض سے بہتر ہوں پھر جو چیز حکم سنت سے ثابت ہو کبھی تو وہ زیادہ مناسب ہوتی ہے بہ نسبت حکم آیت کے حال مکلّف سے یا مساوی ہوتی ہے مکلّف کے مناسب حال ہونے میں ساتھ اُس امر کے جو قرآن سے ثابت ہو اور تمہارا یہ قول کہ ناءت یعنے ہم لاتے ہیں میں ہم کی ضمیر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو ہم کہتے ہیں یہ صحیح ہے اس صورت میں بھی کہ حکم قرآن حکم سنت سے منسوخ ہو کیونکہ قرآن اور سنت دونوں اللہ کے پاس سے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اللہ کا رسول) نہیں کہتا ہے خواہش نفس سے اُس کی گفتار سے جو کچھ ہے وحی ہے جو اُسکو بھیجی جاتی ہے، پھر انہوں نے کہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہہ دو اے محمدؐ مجھے یہ حق نہیں ہے کہ میں اُس کو بدل دوں الخ تبدیل ہے پس اس کے جواز کی نفی ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا حکم ظاہر ہے کہ وحی کے بارے میں اور وحی کے الفاظ نہ بدلنے کے بارے میں ہے کہ جو چیز نازل نہ ہوئی ہو وہ کسی نازل شدہ کی جگہ رکھی جائے یہ بات ناجائز ہے اس کی دلالت تبدیل حکم پر نہیں ہے (تبدیل لفظ وحی پر ہے) اور اگر تبدیل حکم پر بھی تسلیم کی جائے تو یہ پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے کہ سنت بھی وحی سے ہے پس اس میں تبدیل بھی آنحضرتؐ کی خواہش نفس سے نہیں یہاں تک ہے کلام عضدی کا، پس معلوم کرائے عزیز عضدی میں مرقوم ہے کہ یہ بیان گذر چکا ہے کہ سنت بھی وحی ہی سے ثابت ہے نیز کہتا ہے کیونکہ قرآن اور سنت دونوں اللہ کے پاس سے ہیں اور اس پر دلیل لاتے ہیں قولِ حق تعالیٰ **و ما ینطق عن الھویٰ** کو اور یہی قول حنفیہ اور علماء کی ایک بڑی جماعت کا ہے پس یہ لوگ کہاں سے کہتے ہیں کہ رسول علیہ السلام سے اجتہاد و خطا جائز ہے اجماع اہل سنت کے اتفاق سے اور جو کچھ عضدی کے بیان سے ثابت ہوا ہے حضرت مہدیؑ کے گروہ کا اجماع بھی اسی پر ثابت ہے کہ مہدی علیہ السلام نے جو کچھ کیا اور فرمایا فرمان خدا سے ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کیا اور فرمایا فرمان خدا سے ہے اور یہ نادان کہتے ہیں کہ تمام اجماع اہل سنت کا اتفاق اس بات پر ہے کہ رسول خدا علیہ السلام سے اجتہاد

زلّہ اور خطا جائز ہے باوجود اتنے اختلافات اور علماء سلف رحمہم اللہ کے مناظروں کے جو اس باب میں وقوع میں آئے ہیں جیسا کہ عضدی وغیرہ کے بیانات سے معلوم ہوا پس ان کے اس ناپسند نظریہ سے یہ بات ظاہر و آشکار ہوگئی کہ نہ یہ علماء سلف کے اقوال سے واقف ہیں اور نہ اس گروہ کے اجماع کے اتفاق سے کوئی آگاہی رکھتے ہیں ان کے اعتقاد میں خلل کا موجب اور فساد کا باعث یہی ہے اس بیان کی توضیح وتشریح کے بعد یہ بات مقرر ہوگئی اور پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت مہدی موعود مراد اللہ علیہما الصلوات والسلام نے بغیر امر الٰہی کے اپنی خودی اور اپنے اجتہاد سے کوئی بات نہیں کہی ہے ان ہر دو ذاتوں کے تمام اقوال و اعمال تعلیم خدا اور فرمانِ خدا سے ہیں جس کی شان بلند و بالا ہے اور یہ ہر دو خاتم علیہما الصلاۃ والسلام سہو خطا اور غلطی سے صاف اور اجتہاد اور لغزش سے پاک ہیں ان میں سے ایک کے حق میں **وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الاّ وحی یوحی** (اور اللہ کا رسولؐ) نہیں کہتا ہے خواہش نفس سے جو کچھ اُس کی گفتار سے ہے وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے) نازل ہے تو دوسرے نے فرمایا ہے **علمت من اللّٰہ بلا واسطۃ جدید الیوم** (تعلیم دیا گیا ہوں میں اللہ سے بغیر کسی واسطہ کے ہر نئے دن) اور اجتہاد اور لغزش کی نفی اور خطا اور غلطی سے پاکی ہمارے نبی صلعم کے حق میں حضرت مہدیؑ کے حکم سے اور آنخضرتؐ کے گروہ کے اجماع کے اتفاق سے مسلّم ہے اور اس عقیدۂ عالیہ پر قوی تر دلیل اور قوت بخش حجت حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے ''عقیدہ'' کی یہ عبارت ہے قال الامام المھدی صلعم علمت من اللہ بلا واسطۃ جدید الیوم (فرمایا امام مہدی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دیا گیا ہوں میں اللہ سے بغیر کسی واسطہ کے ہر نئے دن) اور حضرت صدیق رضؓ کے عقیدہ پر صحابہؓ کا اجماع منعقد ہوا ہے اور بزرگترین اجماع اجماع صحابہؓ ہے اور جو کوئی حکم کہ حضرت میراں علیہ السلام کے گروہ کے اجماع سے ثابت ہے وہی حق ہے آمنّا وصدقنا اور اجماع کا منکر باتفاق اجماع کافر ہے پس دلیل کو سمجھ اور گمراہ نہو اور حق کو تسلیم کر اور حیران نہو نیز معلوم ہو کہ حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرّہٗ ماہیۃ التقلید میں فرماتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ ہم اللہ کی مراد بیان کرتے ہیں جو کوئی تفسیر اور اُس کے سوائے کوئی بیان اس بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ خطا ہے پس ثابت ہوا کہ مفسروں اور مجتہدوں کے اقوال جو حضرت مہدیؑ کے ارشاد کے موافق ثابت ہوں درست ہیں اسی پر تمام مہدویوں کا اتفاق ہے رحمہم اللہ انتہیٰ پس معلوم کرائے عزیز کہ ماہیۃ التقلید کے اس کلام سے ثابت ہوگیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے گروہ کے اجماع کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ہر ایک تفسیر وغیرہ اگر حضرت مہدیؑ کے فرمان کے موافق واقع ہو تو صحیح ہے ورنہ خطا ہے اور وہ لوگ جو بعضے مفسروں اور مجتہدوں کے قول سے خاتمین علیہما السلام کے اجتہاد و خطا کے قایل ہیں وہ ان مفسروں اور مجتہدوں کے قول کو حضرت امام علیہ السلام کے قول پر ترجیح دیتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن کے حال کی خبر بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرّہٗ نے ماہیۃ التقلید میں دی ہے چنانچہ

آنحضرتؐ نے تحریر فرمایا ہے اور کتاب عقد الدرر میں ہے کہ مہدیؑ نیست و نابود کریں گے بدعتوں کو اور مجتہدوں کی خطاؤں کو جو اُن سے عملیا اور اعتقادیات کے بیان میں واقع ہوئی ہوں گی ایسا ہی اقرار حضرت مہدیؑ کی قوم کا ہے اور جو ایمان نہ لائے حضرت مہدیؑ پر آنحضرتؐ کے اس مرتبہ کو مان کر جیسا کہ آنحضرتؐ کے اصحابؓ نے ایمان لایا ہے تو وہ داخل ہے اس آیت کے تحت (ترجمہ آیت) اور جب کہا گیا اُن کو ایمان لاؤ جیسا کہ ایمان لائے ہیں لوگ یعنے اصحاب محمدؐ، تو کہا انہوں نے کیا ہم ایمان لائیں جیسا کہ ایمان لایا نادانوں نے آگاہ رہو کہ نادان تو خود وہی ہیں لیکن جانتے نہیں اور جب ملے ایمان والوں سے تو کہا کہ ہم نے بھی ایمان لایا اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ خلوت کی تو کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہم تو ہنسی کرتے ہیں اللہ ہنسی کرتا ہے ان کے ساتھ اور اُن کو ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھکتے پھریں۔ اللہ ہی ہدایت دینے والا اور اُسی کی طرف سے ہے راہ راست پر آنا۔ یہاں تک ہے کلام اس رسالہ کا پس یہ بات معلوم ہوگئی اور سمجھ میں آ گئی کہ جو لوگ مجتہدوں کے قول کو حضرت میراںؑ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں وہ منافقوں کے حق میں جو وعید ہے اس میں داخل ہیں اس جگہ اُن کے بعضے وثایق جو محض نادانی اَن سمجھی اور کمال درجہ حماقت کی وجہ سے حضرت مہدیؑ کے نقول سے چند نقول کو جو انہوں نے سمجھ لیا ہے وہی ان کے تمسکات ہیں اس بات پر کہ حضرت مہدیؑ نے خدا سے معلومات کے بغیر خود بھی کہا اور کیا ہے اُن کے تمسکات میں سے ایک نقل یہ ہے کہ ایک وقت حضرت مہدیؑ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ نیک ہے اور چند روز کے بعد اُس کے حق میں فرمایا کہ بد ہے اس پر بعضے اصحابؓ نے عرض کیا کہ خوندکار نے اس کو نیک فرمایا تھا اس وقت بد فرماتے ہیں حضرت میراںؑ نے فرمایا تم ایسا سمجھے ہو کہ میں کبھی کسی پتھر یا درخت یا گائے کو اچھی کہدوں جو مجھے اچھی نظر آئے تو اُس کو آگ نہیں جلاتی اُس وقت میں نے اُس کو نیک دیکھا تھا نیک کہا اس وقت اُس کا حال بد دیکھا بد کہا یہ بشارت نہیں ہے بشارت اللہ کا کلام دیتا ہے اپنا حال کلام خدا کے موافق کرو اگر موافق ہو تو وہ بشارت ہے یا اگر ہم خدائے تعالیٰ سے معلوم کر کے کہیں کہ اس کی عاقبت بخیر ہے تو یہ بشارت ہے انتہیٰ اور یہ جاہل لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کو بعضے امور میں خدا سے معلومات نہونے پر اسی نقل کو دلیل میں لاتے ہیں انکے دلایل کا جواب نقل مذکور کے معنی کے بیان اور اس کی تفسیر سے معلوم ہو جائے گا۔ معلوم کرائے عزیز کہ ہر مصدق کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ اگر کسی نقل کے معنی کو سمجھ نہ سکے تو اُس کے مضمون کو حکم اجماع سے مطابق کرے اُس کو چاہیئے کہ اجماع کے خلاف کسی امر پر اُس کو محمول نہ کرے یعنے اُس کا مطلب اجماع کے خلاف نہ لے کیونکہ محققین فرما چکے ہیں کہ قرآن بھی موافق اجماع کے نقل کیا گیا ہے نیز آنحضرتؐ نے فرمایا ہے قرآن کئی وجوہ رکھتا ہے پس تم اس کو بہتر وجہ پر محمول کرو یعنے اس کا مطلب بہتر وجہ کے مطابق لو پس جب اس امر پر اجماع کا اتفاق ہو چکا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا یہ فرمان ہے کہ میں تعلیم دیا گیا ہوں اللہ سے بغیر کسی واسطہ کے ہر نئے دن نیز آنحضرتؐ نے جو کچھ کیا اور

فرمایا ہے فرمان خدا سے ہے تو اس حکم کے برخلاف جو کہ اجماع سے ثابت ہوا ہے اور کسی نقل کے مضمون سے کسی صورت کا نکالنا محض اپنے باطل گمان اور ناکارہ وہم کی بناء پر عین ضلالت ہے کیوں کہ اکابرین فرما چکے ہیں کہ کسی قوی تر دلیل کی بھی اجماع کے برخلاف توجیہ نہیں کرنی چاہیئے پس وہ دلایل جو دو تین وجوہ رکھتے ہو بجز اجماع کی موافقت کے کیا وجود رکھتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام کی نقل کا حکم قرآن کا حکم ہے یعنے موافق اجماع اس کو لینا چاہیئے اگر اس کے برعکس عمل کریں تو ضرور اُس قبیلہ سے ہوں گے جن کی نسبت بندگی میاں سید قاسم قدس اللہ سرّ ہٗ نے فرمایا ہے کہ باوجود اس کے اعتقادیات کے باب میں دلیل معتبر نہیں مگر یہ کہ نصّ کتاب وسنت ہو پھر وہ بھی متعلق اجماع سے ورنہ ہر ایک متبدع قبیلہ اپنے عقیدہ پر حجت کتاب وسنت سے لاتا ہے ۔ اور جو کچھ انہوں نے نقلِ مذکور کا معنی برخلاف اجماع سمجھا ہے کہ حضرت مہدیؑ نے بغیر اللہ سے معلومات ہونے کے از خود بھی کہا ہے ان کا ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے چنانچہ اس نقل کے سیاق سے صاحبؓ کے استفسار سے اور حضرت میراں علیہ السلام کے جواب سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور ناقل کے اس نقل کو لانے کی غرض بھی یہی ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ سے معلومات کے بغیر نہ کچھ کیا ہے اور نہ کچھ کہا ہے چنانچہ اپنی اسی کتاب نقلیات میں فرماتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مہدیؑ کو ظاہر کرنے کے لئے بھیجا ہے سوائے خدائے تعالیٰ کے فرمان کے بندے نے جو کچھ نہیں کہا ہے اگر اس نقل کے مطابق نقل مذکور کی توجیہ نہ کریں تو ناقل مذکور پر حضرت مہدیؑ کے فرمان کی مخالفت ثابت ہوتی ہے ایسی نامناسب توجیہ جناب ناقل کے کے لایق نہیں ہے بہترین توجیہ وہ ہے کہ برادروں نے عرض کیا کہ خوندکار نے اس کو نیک فرمایا تھا اس وقت بد فرماتے ہیں؟ اس سوال سے ظاہر ہوا کہ (اصحابؓ نے یہ معروضہ کیا کہ) آنحضرتؑ کبھی خدا سے معلوم کرنے کے بغیر نہیں فرماتے ہیں اور حضرت کے فرمان میں کبھی فرق وتجاوز واقع نہیں ہوتا اب حقیقت اس معاملہ کی معلوم نہیں ہوتی ہے ان دونوں باتوں میں موافقت اور مطابقت نہیں پائی جارہی ہے اسی مشکل کے حل کے لئے صحابہؓ نے التماس کیا تاکہ اُس ذات پیغمبر صفاتؑ کے ارشاد میں کوئی وہم وگمان باقی نہ رہے چنانچہ آنحضرتؑ نے فرمایا ہے کہ بندے نے بغیر خدا سے معلومات پانے کے کچھ نہیں کہا ہے اسی لئے صحابہؓ نے وہ معروضہ کیا اور یہہ مطلب بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے جواب سے جو آنحضرتؑ نے فرمایا تم نے ایسا سمجھ لیا یعنے بندے کے کہنے کو تم ایسا سمجھتے ہو تو بندے کے قول میں تم کو شک وظن ضرور پیدا ہوگا یہ تو حقیقت ہے کہ بندے کے قول میں اپنے قیاس سے کمی زیادتی مت کرو مثلاً بندے نے ایک پتھر کو یا درخت کو اچھا کہا ہے یا ایک گائے کو اچھی کہتا ہے جو بندے کو اچھی نظر آئی تو تم یہ مت سمجھو کہ اُس کو آگ نہیں جلاتی یعنے جو کچھ بندہ کہتا ہے اُسی کو حق جانو اور اپنے قیاس سے کمی زیادتی مت کرو بندے نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا ہے جیسا کہ یہ بندے نے اُس درخت یا گائے کی نسبت کہا ہے اسی قدر بغیر کمی اور کسر کے تم بھی جانو اپنے طرف

سے یہ قیاس نہ کرو کہ میراںؑ نے اس درخت کو اچھا فرمایا ہے لہٰذا اس کو آگ نہیں جلائے گی اس قیاس سے تم شک میں پڑو گے بندے نے کس وقت اُس کے انجام تک کے احوال کی خبر دی اور کب اُس کے آگ سے نہ جلنے کا اشارہ کیا جس سے بندے کا قول خلاف واقع قرار پانے کی راہ نکل آئے یہہ اسی طریق پر میں نے اُس شخص کو اُس وقت نیک دیکھ کر نیک کہا تھا اور اس وقت اُس کا حال بد دیکھ کر بد کہا یہ بشارت نہیں ہے یعنے جس حال میں میں نے اُس کو نیک کہا تھا ایسا کہنے کے وقت اُس کا حال نیک ہی تھا ظاہراور باطناً اُسی وقت اُس کو نیک جاننا بجا تھا اور دوسری دفعہ اگر میں اُس کو بد کہتا ہوں تو بد ہی جانو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرتؑ کے معلومات میں کوئی تو ہم نہ کریں کیونکہ آنحضرتؑ نے اُس کے حال کی ہیشگی کی خبر نہیں دی اور بغیر انجام کی خبر دینے کے کوئی ایسا قول بشارت نہیں ہوتا لیکن آنحضرتؑ نے جو بھی جس وقت فرمایا بغیر امر الٰہی کے کچھ نہیں فرمایا اور کچھ نہیں کیا ہے جیسا کہ دعویٰ آنحضرتؑ کا ہے کہ بندہ فرمان ربّ العالمین کا تابع ہے، میں کسی شخص کی فکر کا یا خود اپنی فکر کا تابع نہیں ہوں، کسی حال کی خبر دینا دلیل نہیں ہوتا ہے اُس حال کی ہیشگی پر کیونکہ حال وہی ہے جو ماضی اور مستقبل کے درمیان واقع ہو، نیز آنحضرتؑ نے تمثیل میں پتھر اور درخت کا جو ذکر فرمایا اس میں بھی وہی باریکی ہے کہ وہ ظاہر حال کی خبر تھی جیسا کہ اُن دونوں کا حسن وقبح دونو نمایش ظاہری ہی سے تعلق رکھتے ہیں، اسی طرح آنحضرتؑ کے حضور میں ان کا باطن بھی جو غیر محسوس ہے پیدا اور آشکارا ہے جیسا کہ دوسروں کے نزدیک اشیاء محسوسہ کی بھلائی برائی ظاہر ہے اسی طرح ان اشیاء کی حقیقت اور باطنی کیفیت جو غیر محسوس ہے جیسی کہ ہے حضرت مہدی علیہ السلام پر ظاہر ہے اس توجیہ کے ساتھ نقل مذکور کے بیان اور توضیح پر آنحضرتؑ کی یہ نقل شریف شاہد ہے نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بندے کو مقامات انبیاء اولیاء مومنین اور مومنات کے بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہیں جیسا کہ کوئی صرّاف سونے یا چاندی کا سکّہ ہاتھ میں لیتا اور ہر طرف اُس کو پھرا کر جیسا کہ چاہیئے اُس کو پہچان لیتا ہے انتہیٰ جو شخص حضرت مہدیؑ کے اس فرمان کے بارے میں کوئی گمان نہ رکھے اور اس فرمان پر ایمان ویقین لائے تو ضرور نقل مذکور سے بھی شبہ میں نہیں پڑیگا اور آنحضرتؑ کے تمام فرامین کو تعلیم خدا سے جانے گا کیونکہ نقل مذکور میں آیا ہے کہ بندے کو مقامات انبیاء اولیاء مومنین اور مومنات کے بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہیں الخ تو جملہ موجودات کی قید سے کوئی چیز بھی خارج نہیں ہوئی پس ان نادانوں نے نقل مذکور سے کہاں سے یہ وہم پیدا کیا کہ آنحضرتؑ نے بغیر اللہ سے معلوم کرنے کے اپنی طرف سے فرمایا اس نامعقول قول سے نقلِ جملہ موجودات سے ان لوگوں کا انکار ثابت ہوتا ہے اور انکار اس نقل کا آنحضرتؑ کی ذات کا انکار ہے، نیز آنحضرتؑ نے فرمایا یہ بشارت نہیں کیونکہ بشارت وہی ہوتی ہے جو انجام کے احوال کی خبر دے اور نقل مذکور میں آنحضرتؑ نے عاقبت حال کی خبر نہیں دی جس سے اُس شخص کے حق میں اُس کو بشارت سمجھا جا سکتا ہے، نیز آنحضرتؑ نے فرمایا کہ بشارت کلام خدا

دیتا ہے یعنے کوئی اپنے ظاہر و باطن کو کلام خدا کے موافق کر لے یا یہ بندہ خدا سے معلوم کر کے یہ ظاہر کردے کہ اس کی عاقبت بخیر ہے تو یہ بشارت ہے اس جگہ آنحضرتؐ نے اس قید کے ساتھ فرمایا ہے کہ اگر بندہ خدا سے معلوم کر کے کہدے (یعنے خدا سے معلوم کرنے کے بعد یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر دفعہ اس کا اظہار بھی کیا جائے البتہ جب اس کے اظہار کے ساتھ کسی کی عاقبت کی خبری دی جائے تو وہ بشارت قطعی ہے) اس سبب سے کہ کسی کی عاقبت کی خبر دینا غیب کی خبر دینا ہے اور غیب کی خبر کیلئے علم خدا کا حوالہ لازم ہے اور اس قید سے چند فایدے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ آنحضرتؐ نے لفظ معلومات صاف وصریح طور پر فرمایا ہے یعنے بغیر علم از خدا کے اظہار کے خبر غیب معتبر نہیں ہوتی یعنی قطعی بشارت نہیں قرار پاتی اور یہ توجیہ مطابق حضرت مہدیؑ کے اس فرمان کے ہے کہ بندہ جو کچھ کہتا ہے اور کرتا ہے اور پڑھتا ہے اللہ کے امر سے اور اللہ کی اجازت سے کہتا کرتا اور پڑھتا ہے اُس ذات پیغمبر صفاتؑ کے اس فرمان پر آنحضرتؐ کے تمام گروہ کا اتفاق ہے کہ تمام اقوال اعمال اور احوال حضرت مہدی علیہ السلام کے خدا کی طرف سے ہیں اور دوسری نقل جواُن کے وثایق میں سے ہے یہ ہے نقل ہے کہ حضرت بی بی الہدتی علیہا الرضوان اس سرائے فانی سے دار القرار جاودانی میں انتقال فرمائیں تو بی بیؓ کی گٹھڑی سے ایک سونے کا تنکہ برآمد ہوا حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ اس کو گرم کر کے بی بیؓ کواس سے داغ دو اس کے بعد میاں سید سلام اللہؓ نے آکر عرض کیا کہ میرانجی یہ سونے کا تنکہ بی بی فاطمہؓ کا ہے تب حضرت میراںؑ نے فرمایا کہ تنکہ بی بی فاطمہؓ کو دے دو اور یہ نادان اس نقل سے یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ نے بغیر خدا سے معلوم کرنے کے حکم فرمایا آپؑ کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ تنکہ کس کا ہے کیونکہ اگر آپ کو یہہ بات معلوم ہوتی تو آپؑ داغ دینے کا حکم نہ دیتے اور یہ حکم دینا بھی آپؑ نہ جاننے پر دلالت کرتا ہے جس وقت میاں سید سلام اللہؓ نے آکر بیاں کیا تو اس کے بعد حضرت مہدیؑ معاملہ کی حقیقت سے آگاہ ہوئے اور داغ دینے سے منع فرمائے۔ معلوم کرائے عزیز کہ ان کے اس باطل قیاس کا مفہوم یہ ہوا کہ حضرت مہدیؑ کو اتنا علم بھی نہیں تھا کہ یہ تنکہ بی بیؓ کا ہے یا کسی اور کا انکے ایسے قرارداد سے ان کا انکار حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان سے ثابت ہو گیا جو آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ بندے کو جملہ موجودات کے احوال ایسے معلوم ہیں جیسا کہ صراف سونے کا سکّہ اپنے ہاتھ میں لیتا اور ہر طرف پھراتا اور جیسا کہ چاہیئے اُس کو پہچانتا ہے نیز ان لوگوں کا انکار اور روگردانی اس حکم سے بھی ثابت ہوئی جو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بندے نے جو کیا اور کہا ہے خدا کے فرمان سے ہے ان دونوں نقلوں سے تو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ موجودات کے تمام جزئیات وکلیّات کا علم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھا اور آنحضرتؐ نے بغیر امر خدا کے کوئی بھی حکم نہیں سنایا، اور یہ جاہل سمجھتے نہیں کہ کتنے حکم حکمت و مصلحتِ دین کے اس نقل میں موجود ہیں جس کو انہوں نے (اپنے خیال فاسد پر دلیل ٹھیرا کر) اپنا تمسک کیا ہے کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام تابعِ تام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے

اورحضرت رسالت پناہ صلعم نے اصحاب صفہؓ میں سے ایک صحابیؓ کی وفات کے بعد اُن کے حق میں یہی حکم دیا تھا جو حضرت مہدی علیہ السلام نے بی بیؓ کے حق میں دیا چنانچہ بعض شرح احادیث کی کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبیؑ نے ایک صحابیؓ کے حق میں جو اہلِ صفہ سے فوت ہوئے اور ایک دینار اُن کے ترکہ میں نکلا یہ حکم فرمایا کہ اس دینار سے اُن کو داغ دو اور حضرت مہدی علیہ السلام تابع تام محمد رسول اللہ ﷺ کے ہونے کے باعث آنحضرت رسالت پناہ صلعم کی تبعیت میں آپؑ نے بھی باوجود سب کچھ معلومات خدا سے ہونے کے یہ حکم دیا نیز یہ حکم عام طور پر سبکو اس امر سے آگاہ کرنے کے لئے تھا کہ متوکل (تسلیم بخدا ہو جانے والے کے لئے) اتنی مقدار بھی اپنی ملک میں چھوڑنا روا نہیں۔

اگر چہ ہو کوئی شی مِلک درویش

بمقدار درم ہو یا کم و بیش

نیز یہ حکم اس حقیقت سے متنبہ کرنے کے لئے تھا کہ حضرت بی بی الہدیؓ جیسی ذات گرامی درجات کے حق میں باوجود ان کی اس قدر فضیلت اور بلندی مرتبت کے حضرت مہدیؑ نے حکمِ داغ فرمایا تو دوسرا کون ہے جس کی رعایت شرع میں کسی پہلو سے کی جائے، نیز حضرت بی بی الہدیؓ آنحضرتؑ کی بڑی زوجہ بشارات یافتہ صدیقہ آنحضرتؑ کی زوجیت کے فضل و شرف سے مشرف تھیں اتنی ذری سی دنیا کی چیز آنحضرتؑ کو معلوم نہ کر کے اپنی ملک میں چھپائے رکھنا اُس جناب صداقت مآب کے شایان شان ہی نہیں تھا اس تنکہ کے برآمد ہونے کے بعد جب میاں سید سلام اللہؓ نے اس کی حقیقت تمام مجمع کے حضور میں بیان کی تو کسی کو بھی آنحضرت تاج عصمت بی بی رضی اللہ عنہا کے حق میں اُس تنکہ کے اپنی ملک میں رکھنے کا کوئی شبہ اور گمان نہیں رہا، نیز حضرت بی بیؓ کا توکل تمام پر ظاہر و آشکارا ہو گیا، یہی حکمت آنحضرتؑ کی جانب سے حکم داغ صادر ہونے پھر میاں سید سلام اللہؓ کے بیان کی بناء پر اُن سے استفسار کرنے اور حکم داغ موقوف کرنے میں تھی یہ معاملہ ایسا نہ تھا جیسا کہ ان نادانوں نے سمجھا ہے کہ حضرت میراںؑ نے بغیر معلومات کے بی بیؓ کو داغ دینے کا حکم دیا، بھلا یہ حکم جس میں کئی ایک حکمتیں اور مصلحتیں چھپی ہوئی تھیں خدا سے معلوم ہونے کے بغیر کیسے صادر ہوتا جیسا کہ حضرت خضرؑ کا ایک صحیح وسالم کشتی کو ناقص کرنا ایک لڑکے کو مار ڈالنا سب کچھ خدا سے معلوم کر کے تھا جس کے اسرار حضرت موسیٰؑ پر مخفی تھے کیونکہ یہ معلومات ولایت کے تھے (جو کسی نبی اور خلیفۃ اللہ کو بھی بغیر عطاء خدا کے حاصل نہیں ہوتے) ان جاہلوں کو جو اپنے خیال خام کی بناء پر حضرت مہدیؑ کی جانب بے علمی کو منسوب کرتے ہیں چاہیئے کہ ابلیس علیہ اللغیۃ سے جو اللہ تعالیٰ نے سوال کے طور پر فرمایا ہے کہ کس نے تجھے منع کیا میرے پیدا کئے ہوئے کو سجدہ کرنے سے؟ اس سوال سے پروردگار علاّم الغیوب کی جانب بھی بے علمی کو منسوب کریں تو ظاہر ہے کہ ایسی وہم و ضلالت کی بات عین کفر ہے۔ معلوم کر اے عزیز اگر یہ لوگ اس توجیہ کے منکر

ہوں اوراس کوقبول نہ کریں تولا چار اپنی نا کارہ فاسد رائے سے یہی اعتقاد کرلیں گے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے خدا سے معلومات پانے اوراز روے شرع کسی بات کا ثبوت ، ہونے کے بغیر بھی حکم کیا اورعمل فرمایا ہے جیسا کہ حکم داغ مذکور کا جو حضرت مہدیؑ سے بغیر معلومات عن اللہ کے صادر ہوا، احیاناً اگر میاں سید سلام اللہؓ سے اس معاملہ کا اظہار نہوتا یا میاں مذکور کے اظہار سے قبل عمل مذکور کیا جاتا تو کیسا ہوتا حالانکہ ازروئے شرع ثابت نہ تھا کہ تنکہ بی بیؓ ہی کا ہے یہ ممکن تھا کہ بطریق امانت کسی دوسرے کا ہوتا یا کسی سے مستعار لیا گیا ہوتا، ایسے باطل خیالات اور فاسد گمانات حضرت مہدیِ موعود مراد اللہ خاتم ولایت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں جو کہ ان جاہلوں کے ہیں اور کوئی نہیں کرے گا مگر وہی جس کو آنحضرتؑ کا مرتبہ جیسا کہ ہے اس کا ہزارواں حصہ بھی معلوم نہوا اور آنحضرت کے بیشمار اوصاف علیہ میں سے کسی قدر بھی نہ پہچانتا ہو یہ ہے ان لوگوں کی حقیقت حضرت مہدی موعود علیہ اکمل الصلوات وافضل التحیات کی معرفت میں، پس یہ بات مقرر ہوگئی اور پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضرت مہدیؑ نے معلومات خدا سے حکم مذکور جو دیا مذکورۂ بالا تعلیمات کے لئے اس کا صدور ہوا اس حکم کو حضرت مہدیؑ کی جانب سے معلومات خدا سے نہونے کی وجہ سے جاننا حد درجہ جہالت اور غایت درجہ بے شعوری ہے۔ دیگر نقول سے اور آنحضرتؑ کے فرامین سے صاف وصریح طور پر یہ معلوم ہوجانے کے بعد کہ آنحضرتؑ نے بغیر امر الٰہی کے نہ کچھ کہا ہے اور نہ کچھ کیا ہے اگر یہ لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کے فرامین کی تصدیق کئے ہوتے اور ان پر ایمان لائے ہوتے تو اس جگہ پریشانی میں نہ پڑتے نیز جاننا چاہیئے کہ اگر میراں علیہ السلام کو یہ علم نہوتا کہ یہ تنکہ کس کا ہے تو پھر آپؑ ایک صحابیؓ کے گواہی دینے پر اکتفانہ کرتے اور حکم داغ کا موقوف نہ فرماتے اور یہ جہلا خلاف واقعہ حکم وعمل اُس ذات پیغمبر صفاتؑ سے ہونا ثابت کرتے ہیں آنحضرتؑ کی شان ان جاہلوں کی بکواس سے بلند و برتر ہے، کیونکہ اگر حضرت مہدی علیہ السلام خدا سے علم نہ رکھتے ہوتے کہ تنکۂ مذکور کس کا ہے تو ایک شخص کی گواہی پر حکم نہ فرماتے کیونکہ گواہی ایک شخص کی بغیر دوسرا اُس کے ساتھ ہونے کے قبول نہیں ہوتی۔ معلوم کر اے عزیز یہ جو کچھ کہا گیا ہے اس توجیہ کو نہ سمجھنے کا باعث محض تصدیق کی خامی ہے ورنہ اس توجیہ کا سبب بھی میاں شاہ برہانؒ کے مولود (شواہد الولایت) میں مذکور ہے نقل ہے کہ حضرت بی بی الہدتی رضی اللہ عنہا اس سرائے فانی سے دار القرار باقی میں انتقال فرمائیں بی بیؓ کے کپڑوں میں سے ایک سونے کا تنکہ نکلا حضرت امام صاحب الزماں علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو گرم کرو اور بی بیؓ کے تلوے کو اس سے داغ دو پیغمبر علیہ السلام نے ایسا ہی کیا ہے جب یہ خبر پھیلی تو میاں سید سلام اللہؓ تکفین وتجہیز کی تیاری میں لگے ہوئے تھے جب انہوں نے یہ معاملہ سنا تو دوڑے ہوئے آئے اور قسم کھا کر کہا کہ یہ سونے کا تنکہ بی بیؓ کا نہیں ہے بلکہ بی بی فاطمہؓ کا ہے حضرت مہدیؑ نے فرمایا وہ تنکہ جس کا ہے اُس کے حوالہ کردو بندے کو بھی معلوم تھا کہ بی بیؓ مفلس ہیں خدا کے سوا کچھ نہیں رکھتیں لیکن بندہ شریعت کا تابع ہے سبحان اللہ

سبحان اللہ مہدیِ موعودؑ کا مدعا تو یہ ہے (کہ مہدیؑ) آکر مال زمین سے نکال کر تقسیم کریں گے) جو دینداری کا خلاف اور ضد ہے اور کتاب شرح تعرف میں کشف عن الخواطر کے باب میں مرقوم ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الذی مات من الصفۃ و ترک دینارا فقال کیہ یعنے اہل صفہ میں سے ایک صحابیؓ نے رحلت کی اور ان کی گدڑی میں صحابہؓ نے ایک دینار پایا حضرت مصطفٰے علیہ السلام کو اس کی خبر دی تو آنحضرتؐ نے فرمایا ان کو ایک داغ دیں انتہیٰ اور یہ نقل مطابق اُس توجیہ کے ہے جو مذکور ہوئی، صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع اس امر پر منعقد ہونے کے بعد کہ حضرت مہدیؑ نے بجز امر خدا کے کچھ نہیں کہا ہے اور کچھ نہیں کیا ہے یہ جاہل جو ایسے فاسد خیالات نقلیات سے اخذ کرتے ہیں یہ بات اجماع گروہ مہدی علیہ السلام کے بالکل برخلاف ہے اور اجماع کے برخلاف دلیل لانا اور اعتقاد کرنا کفر ہے۔ نیز دامچہ [1] کی نقل کو دلیل ٹھیراتے ہیں اس بات پر کہ حضرت مہدیؑ نے خدا سے علم پانے کے بغیر اس کی بناء ڈالی تھی کیونکہ اگر معلومات خدا سے اس پر عمل ہوتا تو میاں شاہ نعمتؓ کے اس کو توڑنے پر حضرت مہدیؑ سکوت نہ فرماتے ان کی اس جاہلانہ گفتگو کا جواب بھی وہی ہے جو حضرت بی بی الہدیٰؓ کی نقل کی تفسیر میں مذکور ہوا کہ اس جیسے امور کے سبت وشکست میں بڑے راز ہیں، قدیم حکمتیں ہیں اور خاص وعام کے لئے عام تعلیم ہے جیسا کہ حضرت خضرؑ کا ایک کشتی کو توڑنا اور ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کو درست کرنا ایک چھپی ہوئی حکمت رکھتا تھا اور ہر دفعہ حضرت خضرؑ کا ہر ایک کام خدا سے تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت خضرؑ نے فرمایا اگر موسیٰؑ آڑے نہ آتے اعتراض نہ کیا کرتے تو ایسے ایک ہزار کام عمل میں لاتا کیونکہ یہ معاملہ ولایت کا (خلیفۂ خدا کو خدا سے بغیر کسی واسطہ کے تعلیم کا) تھا پس حضرت مہدی علیہ السلام جو خاتم ولایت محمدی ہیں اور حضرت خضرؑ آنحضرتؐ کے مصدقوں اور بہرہ مندوں میں سے ایک ہیں کس طرح بغیر امر الٰہی کے آنحضرتؐ سے کوئی قول وعمل صادر ہوتا، نیز ان لوگوں کی جہالت سے ایک یہ بھی ہے کہ کہتے ہیں جہاں حضرت مہدیؑ نے صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ فرمان خدا ہوتا ہے تو ایسے سب فرامین معلومات خدا سے ہیں اور جہاں آنحضرتؐ نے یہ صراحت نہیں فرمائی ہے کہ بندہ حکم خدا سے کہتا ہے تو یہ تمام باتیں اپنی طرف سے اور اپنے اجتہاد سے فرمائی ہیں معلومات عن اللہ کے بغیر اور یہ نادان اپنے اس غلط مدعا پر ڈھونڈ کر چن کر کچھ نقول لاتے ہیں اور حکم کو

---

[1] دامچہ بمعنی دانگانہ ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ کچھ لوگ آپس میں اپنا روپیہ پیسہ ملا کر سیر وسفر کے لئے سامان کھانے کا اپنے واسطے مہیا کرلیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ اصحابؓ ہجرت فرماتے تھے ابتداً ان میں سے بعضے اس صورت سے اپنے زادسفر کا بندوبست کر لیتے تھے اُن کو حضرت مہدیؑ نے منع نہیں فرمایا، آگے چل کر حضرت شاہ نعمتؓ نے ایسا کرنے والوں کو منع فرمایا اور سب مہاجرین کے ساتھ اکساں رہنے کی ترغیب دی تو یہ عمل پھر کسی نے نہیں کیا اس پر بھی حضرت مہدیؑ نے کچھ نہیں فرمایا تو ظاہر ہے کہ یہ عمل عمل رخصت ہے اس کے اختیار سے اس کا ترک اولیٰ ہے یہ خیال غلط ہے کہ حضرت مہدیؑ کے فرمان سے اس کی بناء ہوئی تھی بلکہ بعضے اصحابؓ کے مشورہ سے اس کی بناء ہوئی تھی اور بعضے کے مشورہ سے یہ عمل متروک ہوا (مترجم)۔

احکامِ شرعی کے حق میں خاص کرتے ہیں اور جواب اس کا وسطہ رسالہ مذکور ہوا ہے اور یہ نہیں جانتے کہ ان کا یہ قرارداد حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے عقیدہ کے برخلاف ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے دیگر فرامین کے برخلاف اور آنحضرتؐ کے گروہ کے اتفاق اجماعی کے خلاف میں ہے نیز یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اکثر نقول میں حضرت میراں علیہ السلام نے اس بات کی صراحت نہیں فرمائی ہے کہ فرمان خدائے تعالیٰ ہوتا ہے اسلئے کہ جب ایک وقت آنحضرتؐ کی زبانِ مبارک سے یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ بندہ بغیر امر الٰہی کے کچھ نہیں کیا اور نہیں کہا ہے تو اس کے بعد سے آنحضرتؐ کے تمام احکام اور اعمال کو تعلیم خدا سے جاننا اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے اس فرمان کے بار بار دہرائے جانے کی احتیاج نہیں جیسا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے کلام کی ابتداء میں فرماتا ہے **الٓمٓ ذالک الکتاب لاریب فیہ** (ترجمہ) الم۔ وہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اسی آیت سے تمام کلام اللہ سے شک وشبہ رفع ہو گیا اس بات کا ذکر اللہ نے ہر آیت کے ساتھ نہیں فرمایا، ایسا ہی یہاں بھی ہے، حضرت بندگی میاں سید قاسمؒ فرماتے ہیں حضرت مہدیؑ اور آنحضرتؐ کے اصحابؓ بھی مثل فرقان کے ہیں ان میں محکمات ذات مہدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابؓ میں سے بھی ہر ایک کو فرقان کہا جا سکتا ہے اور محکمات ان میں ذات مہدیؑ کے ساتھ موافقت ہے پس جبکہ صحابہؓ کی پیروی **بایھم اقتدیتم اھتدیتم** (تم ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے راہ پر رہو گے) کا حکم رکھتی ہے تو جو ذات ان میں بمنزلۂ محکمات کے ہے اس کی پیروی کی کیا شان ہوگی انتہیٰ معلوم کرائے عزیز کہ یہ ہے اعتقاد بزرگان راسخ الاعتقاد رسم و عادت و فساد کی بیخکنی کرنے والوں کا حضرت مہدیِ موعودؑ کے اور آنحضرتؐ کے اصحابؓ کے حق میں اور یہ گمراہ لوگ آنحضرتؐ کے بیان کے برخلاف آنحضرتؐ کے اصحابؓ کے اتفاق کی مخالفت میں بعضے مفسرین و مجتہدین کے قول کی بناء پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتہاد و لغزش کا صدور ثابت کرتے ہیں اور نبینا صلعم پر اُس کو ثابت کرنے کے بعد حضرت امامنا مہدیِ موعودؑ کے حق میں بھی اس کا وجود ثابت کرتے ہیں یہی عین بدعت اور سخت ترین ضلالت ہے چنانچہ فساد اس کا معلوم ہو چکا ہے اور جو لوگ کہ اُن نقول کو جن میں آنحضرتؐ نے فرمان خدا ہوتا ہے کہ صراحت نہیں فرمائی ہے بغیر معلومات عن اللہ کے قرار دیتے ہیں آنحضرتؐ کی شان ان غافلوں کے وسوسوں سے بلند و برتر ہے ان کے زعم باطل کی بناء پر اس نقل کا کیا مطلب سمجھنا چاہیئے کہ جب سلطان غیاث الدین نے حضرت مہدیؑ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ مہدیِ موعودؑ خدا بخش ہیں ہم سایل وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (پس جو سوال کرے اُس کو جھڑک نہ دیں) غیاث الدین کو ایمان عطا ہو، مظلوم مرے اور شہادت کا مرتبہ پائے حضرت میراں علیہ السلام نے اس معروضہ کو سنکر توجہ کر کے فرمایا کہ تینوں باتیں قبول ہیں اور ویسا ہی ہوا انتہیٰ اس نقل میں حضرت مہدیؑ نے صراحت کر کے یہ نہیں فرمایا کہ فرمان خدا ہوتا ہے یا خدا سے معلوم کر کے کہتا ہوں پس ان مجہولوں کے نامعقول خیال کی بناء پر اس حکم کو بغیر معلومات عن اللہ

کے سمجھنا کیسے درست ہوگا (مگر یہ بات اُن کی سمجھ میں نہیں آتی) اور اُن کے نزدیک خلاف قیاس ہے کہ خدا سے معلوم کرنے کے بغیر ایمان کی بشارت آنحضرتؑ نے کس طرح دی اور ان جاہلوں نے یہاں بھی تمسک اُسی نقل سے کیا ہے جو اوپر مذکور ہوئی کہ بندہ اگر حکم خدا سے معلوم کر کے کہے کہ اُس کی عاقبت بخیر ہے تو وہ بشارت ہے اور اس جگہ خدا سے معلوم کرنے کا لفظ صریح طور پر آنحضرتؑ نے نہیں فرمایا ہے پس ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ نقل [1] جو سلطان غیاث الدین کے حق میں اس کو بشارت نہ جانو، خدا محفوظ رکھے ان کی اس جہالت سے نقل کا معنی تو وہی ہے کہ جو کچھ حضرت مہدیؑ سے ظہور میں آیا ہے تمام فرمان خدائے تعالیٰ سے ہے خواہ نقل میں آنحضرتؑ اس امر کی صراحت فرمائے ہوں یہ نہ فرمائے ہوں کیونکہ اُس ذات پیغمبر صفاتؑ کا دعویٰ یہی ہے کہ تمام اعمال اور اقوال اس بندے کے فرمان خدا سے ہیں اور یہ حکم عام ہے آنحضرتؑ کے تمام حرکات و سکنات کے حق میں تنبیہ معلوم کرائے عزیز حضرت مہدی علیہ السلام نے سلطان غیاث الدین کے حق میں جیسی بشارت دی تھی ویسا ہی ہوا، اور وہ چیز جو رسول خداؐ کی خبر کے مطابق زمانۂ آئندہ میں ظہور میں آئے اُس کا شمار آنحضرتؑ کے معجزات میں ہے اور معجزہ کا وجود بغیر از معلومات خدا کے محال ہے نیز نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی نے میرا دامن پکڑ کر نہیں کہا کہ مجھے خدا کو دکھلا والخ اس نقل میں بھی آنحضرتؑ نے اس امر کی صراحت نہیں فرمائی ہے کہ فرمان خدا سے کہتا ہوں اور ظاہر ہے کہ ایسا بڑا دعویٰ بغیر خدا سے علم پانے کے کیسے ظہور میں آتا نیز نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام کے حضور میں بعضے مہاجرینؓ نے عرض کیا کہ خوندکار کے بعد اگر ہم زندہ رہیں تو خوندکار کے مقبرہ کے پاس ہی رہیں گے آنحضرتؑ نے فرمایا میری قبر کو کھول کر دیکھو اگر میں قبر میں رہوں تو مہدیؑ نہیں، اس نقل میں بھی آنحضرتؑ نے صاف وصریح طور پر یہ نہیں فرمایا کہ یہ بات معلومات خدا سے کہتا ہوں، اور یہ دعویٰ خدا سے معلوم کرنے کے بغیر کیسے درست ہوتا الغرض ایسے بہت سے نقول ہیں جن کے لکھنے سے عبارت بہت طویل ہو جاتی ہے ان میں سے کسی میں بھی آنحضرتؑ نے امر مذکور کی صراحت نہیں فرمائی ہے ان لوگوں نے جیسا فرض کیا ہے ان کے قرارداد کے بموجب معدود چند نقول کو معلوماتِ خدا سے جاننا اور آنحضرتؑ کے باقی تمام اقوال کو بغیر معلومات خدا کے خود آنحضرتؑ کی طرف سے سمجھنا لازم آتا ہے خدا ہم کو محفوظ رکھے اس فساد اور سوء اعتقاد سے، اب یہاں یہہ جان لینا چاہیئے کہ جو لوگ لغزش خطا، اجتہاد اور خواہشِ نفسانی کو اُس جناب ولایت مآب کی جانب منسوب کرتے ہیں اپنے ان بیہودہ اقوال پر بعضے مجتہدین ومفسرین کے اقوال سے دلیل لاتے ہیں نیز اتنی نقلوں کو جو مذکور

[1] حالانکہ نقل مذکور میں موجود ہے کہ آنحضرتؑ نے سلطان کا معروضہ سنکر توجہ کر کے فرمایا پس توجہ کر کے یعنے مراقبہ کر کے کہنا بھی خدا سے معلوم ہونے کے اظہار کے ساتھ کہنے کا مترادف ہے علاوہ اس کے آنحضرتؑ نے جب یہ فرمایا کہ تینوں باتیں قبول ہیں تو اس کے معنی یہی ہیں کہ خدا کے پاس قبول ہیں پس یہی خدا سے معلوم کر کے کہنے کا صاف وصریح اظہار ہے لیکن کوئی جاہل اس بات کو نہ سمجھے تو اس کا جواب سکوت کے سوا نہیں (مترجم)۔

ہوئیں اپنا تمسک گردانتے ہیں اور آنحضرتؐ کی جناب میں توہین وتحقیر کی صورتیں پیدا کرتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ اس قسم کی رکیک باتوں کو حضرت سید محمد مہدیِ موعودؑ کی جانب اشارتاً بھی منسوب کرنا عین کفر ہے اور مرتکب اس فعل کا کافر ہے چنانچہ میاں شیخ مبارک رحمۂ اللہ کے سوالات کے جوابی رسالہ (منہاج التقویم) میں حضرت بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ کتابِ نوادر کا ایک قول نقل کر کے جواب میں جو فرماتے ہیں یہ ہے اور منجملہ انہی دلایل کے ہے جو ذکر کیا گیا ہے نوادر میں کہ جس نے قبول نہ کیا داعی شرع کو اُس کو حقیر جان کر تو کافر ہوا اور مراد داعی سے قاضی ہے اور وہ شخص جو مقرر کیا گیا ہوا احکام شرع جاری کرنے کے لئے جیسے محتسب پس جب انکار داعیانِ شرع کا کفر ہوا تو مہدی علیہ السلام ان داعیوں سے باعتبارِ حال کم درجہ نہیں ہیں پس یہ اچھی طرح سے سمجھ لو جو واضح بات ہے ہاں آنحضرتؐ کو حقیر سمجھنے کا ثبوت آنحضرت کی تصدیق نہ کرنے سے اور آنحضرتؐ کی طرف خطا اور غلطی کو منسوب کرنے سے ہوتا ہے ایسا کرنے والے کے اس گمان سے کہ احادیث آپؐ کی موافقت میں نہیں ہیں اور وہی تصدیق سے پھیرنے والی ہیں حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ اُس نے گمان کیا۔ نیز رسالۂ مذکورہ میں اور ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں جان ائے بھائی کہ طلب کرنا دلیلوں کا قرآن اور اجماع سلف سے مذکورہ سوالات پر انصاف کی بات نہیں ہے قرآن میں مگر اُسی شخص کے لئے جو حضرت مہدیؑ کا پیرو ہوا اور اجماع سلف کا اس باب میں نہیں ہے پس کس طرح طلب کرے گا کوئی منصف کسی ایسی چیز کو جو ممکن نہو، اب رہے دلایل احادیث وروایات سے تو ان کا بیان ممکن ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں رہا یہ کہنا کہ ایسے منقولات کو دلیل میں پیش کرو جو منقولات مہدیؑ سے نہو تو یہ بات درست نہیں شاید بے سوچے سمجھے یہ قول تحریر میں آیا ہے کیوں کہ جب ایک شخص کا مہدیؑ ہونا ثابت ہو گیا تو کیسے اُس کا قول قبول نہ کیا جائے گا اور کیونکر اُس کے قول پر اُس سے حجت طلب کی جائے گی بلکہ قطعی حجتیں وہی ہوں گی جو اُس سے ثابت شدہ منقولات سے ہوں یا نہوں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدیؑ کے حق میں یہ فرمایا ہے کہ وہ میرے قدم بقدم ہوگا اور خطا نہیں کرے گا، اور مجتہد تو خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی یہ بات اس سبب سے ہے کہ مہدویت اجتہاد سے بالاتر ہے اسی امر پر ہم نے حضرت مہدیؑ کے سب اصحابؓ کو متفق پایا ہے انتہیٰ پس معلوم ہوا اور بتحقیق ثابت ہو چکا کہ تمام اصحابِ مہدیؑ کا اتفاق اجماعاً اس بات پر ہوا ہے کہ حضرت مہدیؑ نے اپنی طرف سے اپنے اجتہاد سے کچھ نہیں کہا ہے اور کچھ نہیں کیا ہے اور اجماع صحابہؓ کے اتفاق سے جس ذات کی یہ منزلت اور جس کا یہ مرتبہ معلوم ہو اُس کی جانب خطا و غلطی کو منسوب کرنا عین اُس کی تحقیر ہے اور اُس کی تحقیر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر ہے اور آنحضرت نبیناؐ کی تحقیر کے بارے میں فتاویٰ بحرالمحیط میں فرماتے ہیں تمام اُمت کا اجماع اس بات پر ہو چکا ہے کہ نبینا صلعم کی تحقیر یا دوسرے انبیاء (خلفاء اللہ) میں سے کسی کی بھی تحقیر (اُن کی کسی بات کو یا اُن کے کسی فعل کو خطا یا عیب ٹھیرانا) کفر ہے خواہ کوئی اس کو جائز سمجھ

کر کرے یا اس کی حرمت کے اعتقاد کے ساتھ کرے عام ازیں کہ کوئی بے ادبی کا کلمہ اُن کی شان کہے یا اُن کو حقیر ٹھیرائے یا اُن کی غیبت کے طور پر کوئی بات کہے عمداً یا سہواً غفلت میں ہو یا ہوشیاری میں یا ٹھٹول کے طور پر تو کافر ہوگا ہمیشہ کے لئے اس طرح کہ وہ توبہ بھی کرے تو اُس کی توبہ کبھی قبول نہوگی نہ خدا کے پاس اور نہ خلق کے پاس اور اُس کے لئے حکم شریعت مطہرہ میں یہ ہے کہ مار کر اُس کے ٹکڑے کر دیں، بادشاہ یا اُس کے نائب، یا قاضی یا اُس کے نائب کو اُس کے قتل کا حکم دیئے بغیر چارہ نہیں اور وہ اگر اُس کے قتل میں بغیر کسی سبب شرعی کے ڈھیل دیں باوجود اُس کے قتل پر قادر ہونے کے تو یہ ثابت ہوگا کہ وہ راضی ہوئے اُس کی دشنام واہانت سے جو اُس سے صادر ہوئی کفر کی صورت سے اور جو کفر سے راضی ہو وہ بھی کافر ہے پس وہ سب بھی کافر قرار پائیں گے مثل اُس کے قطعاً اور جو اُس کے کفر میں اور اُس کے مستوجب عذاب ہونے میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہوگا۔ جو کوئی مصدقِ مہدیؑ ان اوراق پر نظر ڈالے اور بقدر اپنے امکان واستطاعت کے غور وخوص سے کام لے اور ہر امر مشکل کے حل وجواب میں کامل فکر کرے تو یقین ہے کہ اُن اسرار سے جو لوازم تصدیق ہیں مطلع ہوگا اور اپنے باطن کو دین کے اعتقاد کی مضبوطی اور یقین کے بے بہا جواہرات سے معمور اور علم وعرفان کے انمول موتیوں سے بھرپور بحدِ وفور دیکھے گا بلکہ راہ یابی اور رہنمائی میں ارشاد کامل پا کر مُرشدِ برحق اہلِ ہدایت کا ہوگا حق تعالیٰ کی مدد سے کہ وہی ہادی اور رہبر مطلق ہے براہِ راست اور اس ضعیفِ نحیف کو غرور آمیز کلمات بیہودہ دعووں سے دور تر سمجھیں تعلّی، خود پسندی اور مستانہ وار خلاف شرع بڑھی چڑھی باتوں سے معذور جانیں کیوں کہ انسان مرکب ہے خطا اور نسیان سے، اور لازم یہی ہے کہ نظر قایل کے قول پر ڈالیں نہ کہ قایل پر چنانچہ حکم ہے کہ دیکھ اس کو کہ کیا کہا ہے مت دیکھ اسکو کہ کس نے کہا ہے، لیکن اُن صاحبانِ انصاف کی جماعت پر جن کے سینے جہل کے زنگ سے بالکل صاف ہیں پوشیدہ نہ رہے گا کہ سوائے فیضِ تصدیق سے مستفید و مستفیض ہونے اور بغیر صدقۂ صاحب تحقیق سے بہرہ ور ہونے کے ان حقایق ودقایق تک رسائی کی توفیق پانا نادرات سے ہے۔ اے پروردگار ہم کو ثابت قدم رکھ یقینِ واثق اور ایمان کے ساتھ اس درست عقیدہ پر اور ہم کو قایم رکھ کر سیدھے راستے پر یعنے راستے پر اُن لوگوں کے جن پر تو نے اپنی نعمت نازل کی نہ اُن کے جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ راستے پر گمراہوں کے آمین یا رب العالمین۔

اور یہ چند بیت اس رسالہ کی تاریخ میں بحر مزدوج میں مصنفِ رسالہ ہی کے طبع زاد ہیں۔

(مفہوم ابیات)

شکرِ حق ہے یہ واقعی تصنیف دور آخر کی اک بڑی تصنیف

دین کے ذکر میں ہیں یہ اوراق نقدِ تصدیق کا ہیں جو مصداق
نص قرآن اور حکمِ نقلِ امام ہے انہی دو پہ مشتمل یہ کلام
ہے حدیث نبیؐ و قولِ اصحابؓ جسکے مخبر ہیں یہ سوال و جواب
حکم اجماع کلام اہل کمال ذکر پایا ہے از رہِ اجمال
اسکی تاریخ کا ہے دیکھو سن ایک ہزار اور ایک سو ترپن
بے خطا اجتہاد سے بڑھکر رتبۂ خاتمینؑ ہے برتر
کسی منکر نے گر خطا سے کہا متصف خاتمینؑ کو بہ خطا
بے خطا اس خطا سے ہو فی النار اُس کی صحبت نہ دے خدا زنہار
نہ ملے ہمنشین بد کردار یا خدا آگ سے بچا ہر بار

اے پروردگار نہ آنے دے کجی ہمارے دلوں میں بعداس کے کہ تونے ہماری رہبری کی اور بخشش فرما ہم پر اپنی رحمت سے۔ بیشک تو ہی بڑا بخشنے والا ہے۔

تمام ہوا ترجمۂ کتاب ماہیۃ التصدیق تصنیف اکمل المحققین عمدۃ المتاخرین

حضرت میراں سید شہاب الدین عالم شہید سدوٹ رحمتہ اللہ علیہ مُبشر و منظورِ

افضلِ عارفانِ زماں قطب دوراں حضرت میاں سید یعقوب توکلی قدس سرہٗ العزیز

مترجم

فقیر حقیر سید خدا بخش رُشدیؔ مہدوی ابن میاں سید دلاور عرف حضرت پیر و مرشد گوے میاں صاحبؒ

ابن حضرت مولانا و مرشدنا میاں سید ابراہیم عرف حضرت مولوی منور میاں صاحبؒ نبیرۂ حضرت یعقوب توکلیؒ

المرقوم ۱۴/ ماہ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ روز سہ شنبہ

دائرہ کی یاد

از

حضرت مولانا مولوی سید خدا بخش صاحب رشدیؔ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زندگی اجتماعی کی دائروں زندگی ارتقائی وہ کہاں ہے
راہِ حق میں استقامت اب کہاں فقر میں شوقِ شہادت اب کہاں
اب کہاں ہجرت کا وہ جوش و خروش اب کہاں ترک علایق کا وہ ہوش
خلق سے عزلت میں گم ہونا کہاں یادِ حق میں خود کا وہ کھونا کہاں
امر بالمعروف کا چرچہ کہاں ہے میسّر کس کو اثیرِ زباں
عشقِ حق کا ولولہ ہے اب کہاں ہے کہاں پر کیف قرآں کا بیاں
ہے مسلّم کس کی اب روحانیت کس کو ہے یاد خدا میں محویت
کس کے ہے اطراف فقراء کا ہجوم ماہ کے اطراف ہوں جیسے نجوم
ہے یہی عیسیٰؑ کی آمد کی خبر دائرہ کا اب نہیں کوئی اثر
عقد کے خطبے پہ نازاں ہے خطیب مرشدی کی جا ہے قوالی نصیب
عشق حق کا اُس کے دل پر کیا اثر جس کا ہو مطلوبِ خاطر جاہ و زر
دین کی تبلیغ کا کیا لے وہ نام جان و دل سے ہو جو دنیا کا غلام
انفرادی زندگی پر ویل ہے زینتِ دنیا پہ جس کا میل ہے
اس جہاں میں زندگی کا مدّعا کچھ نہیں ہے غیر دیدار خدا
ہاں مگر یہ جاننا دشوار ہے آدمی کو آدمیت بار ہے
حظّ نفس حیوانیت میں ہے مگر اس کا ہے انجام بے حد پُر خطر

چھین لیتا ہے جو دنیا کا سکون　وہ فقط تن پر وری کا ہے جنون
لے چلا ہے نسل آدم کو تمام　جو ہلاکت کی طرف اب لا کلام
ہے وہ اک وہمی ترقی کا خیال　سامنے آنکھوں کے ہے جس کا مآل
آج ہے جس رہ پہ دنیا گا مزن　کون کہتا ہے کہ ہے وہ راہِ امن
ملحد و مشرک کا دیکھو حالِ دل　دولت و ثروت میں ہے جو مضمحل
دور ہو جو نور سے اسلام کے　کس طرح اُس کو سکون دل ملے
دینداری سے بڑے یوں ہیں نفور　جس طرح تعلیم سے بچے ہوں دور
کھیل کی رغبت ہے بچوں کو مگر　لکھنے پڑھنے پر نہیں اُن کی نظر
اپنی عادت پر وہ رہتے ہیں اڑے　ٹوکتے جب تک نہیں اُن کے بڑے
ٹوکنے پر بھی جو ٹیڑھا ہی رہا　وہ یقیناً عمر بھی پچتائے گا
ہے یہی حالت بڑوں کی بھی اگر　دینداری پر نہو اُن کی نظر
یاد حق سے دل اگر غافل ہوا　جان لے انجام ہے اس کا بُرا
صاحب دولت ہو یا مفلس کوئی　لازمی ہے اُس کو رغبت دین کی
عاملِ صوم و صلوٰۃ عشر و زکوۃ　پائے گا دنیا کے جھگڑوں سے نجات
خالصاً لِلّٰہ حج بھی وہ کرے　استطاعت جس کو جب اللہ دے
ترک دنیا کی ہے مہلت عمر بھی　عمر اپنی صرف غفلت میں نہ کر
جس طرح وقتِ ظہر ہے اور عشاء　اوّل اور اوسط اور آخر بے شُبہ
ترک دنیا کو بھی ہونے دے نہ فوت　ہو جواں یا پیر یا نزدیکِ موت
جس کسی بھی فرض سے پیچھے ہے تو　لازمی ہے اُس کی سعی و آرزو
آرزو صادق جو ہو برآئے گی　زندگی تیری سنور ہی جائے گی
فرض حق کا جو نہو تجھ سے ادا　ہے یہ ممکن تجھکو بخشا جائے گا
ہو جو حق تلفی یا ایذا خلق کی　تجھ پہ ثابت وہ نہ بخشی جائے گی
تو ہر اک پکڑاو سے ہو کر بری　گر کرے ہجرت تو ہو مرد جری

ایسے ہی مردانِ دیں تھے پختہ کار دائرے تھے جن کے دم سے برقرار

اب ہے رشؔدی دائرے کا صرف نام
ہیں مگر احکام تایوم القیام

ناشر

محمد انعام الرحیم خان مہدوی

اعزازی منتظم

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

جمعیۃ مہدویہ ہند

دائرہ مشیر آباد حیدرآباد